عمران سیریز

فری ساکس

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

عمران اپنے فلیٹ میں موجود ناشتے کے بعد اخبارات کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے اخبار سے نظریں ہٹائے بغیر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"حقیر فقیر پر تقصیر ہیچ مدان۔ بندہ نادان......" عمران نے اپنی مخصوص گردان شروع کر دی۔

"سلطان بول رہا ہوں عمران بیٹے۔ پاکیشیا کا ایٹمی دفاعی نظام شدید خطرے کی زد میں ہے۔ جلدی آؤ میرے پاس ورنہ نجانے کیا ہو جائے۔ فوراً پہنچو ابھی اسی وقت۔ جلدی۔ میں آفس میں ہوں۔ جلدی آؤ......" دوسری طرف سے سر سلطان نے اس کی بات کاٹتے ہوئے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور کریڈل پر پٹخ کر اخبار ایک طرف پھینکا اور اٹھ کر تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ سر سلطان کے لہجے میں جو

پریشانی اور وحشت تھی ۔اس نے عمران کا بلڈ پریشر بھی ہائی کر دیا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سرسلطان بغیر کسی وجہ کے اس انداز میں بات نہیں کر سکتے ۔یقیناً کوئی بڑا اور انتہائی اہم اور پاکیشیا کے لئے نقصان کا باعث بننے والا معاملہ پیش آگیا ہوگا۔چند لمحوں میں تیار ہو کر وہ دوڑتا ہوا بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔سلیمان ناشتہ کر کے مارکیٹ گیا ہوا تھا۔اس لئے عمران نے فلیٹ لاک کر کے چابی مخصوص جگہ پر رکھی اور پھر پلٹ کر وہ دو دو سیڑھیاں پھلانگتا ہوا نیچے اترتا چلا گیا۔چند لمحوں بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے سنٹرل سیکرٹریٹ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔وہ جب سرسلطان کے آفس میں داخل ہوا تو سرسلطان بڑی بے چینی کے عالم میں آفس میں ٹہل رہے تھے۔

"آؤ آؤ بیٹھو غضب ہو گیا عمران بیٹے"...... سرسلطان نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"ہوا کیا ہے ۔یہ تو بتائیں"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔کیونکہ سرسلطان کی حالت دیکھ کر وہ واقعی پہلے سے زیادہ پریشان ہو گیا تھا۔

"غضب ہو گیا ہے عمران بیٹے ۔میں تمہیں مختصر طور پر بتاتا ہوں۔ اسرائیل نے ایکریمیا اور کافرستان کے ساتھ مل کر پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کی تباہی کے لئے ایک جدید میزائل سی ایس ٹی کو بحر ہند کے کسی جزیرے میں نصب کیا ہے ۔تاکہ وہاں سے پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کو فوری طور پر تباہ کیا جاسکے ۔اس کی اطلاع ہمیں باچان حکومت سے

ملی تھی ۔لیکن اس جزیرے کا باوجود انتہائی کوشش کے علم نہ ہو سکا۔ ہماری ملٹری انٹیلی جنس نے شوگران کے ساتھ مل کر اس جزیرے کو ٹریس کرنے کی انتہائی کوششیں کیں لیکن وہ جزیرہ نہ مل سکا تو شوگران حکومت کے ساتھ مل کر ہم نے اس سی ایس ٹی میزائل کو روکنے کے لئے اس کا اینٹی نظام تیار کیا اور بحر ہند کے ایک چھوٹے سے جزیرے پر جس پر شوگران کا قبضہ ہے وہاں اینٹی نظام کو فکس کرنا شروع کر دیا۔لیکن اس میں ابھی دو ماہ لگ جائیں گے ۔آج صبح سویرے باچان حکومت نے اطلاع دی کہ اسرائیل اس جدید میزائل سے فوری طور پر پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کو تباہ کرنے کا پروگرام بنا رہا ہے اور ایک ہفتے کے اندر اندر وہ ایسا کر گزریں گے ۔اس اطلاع نے نہ صرف مجھے بلکہ پوری حکومت کو ہلا کر رکھ دیا ہے ۔اسرائیل کسی بھی لمحے پاکیشیا کے ایٹمی مراکز اور ایٹمی دفاع کو تباہ کر سکتا ہے اور یقیناً کافرستان اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پاکیشیا پر حملہ کر کے قبضہ کر لے گا"...... سرسلطان نے تیز تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"پہلی اطلاع باچان حکومت نے دی اور اب بھی باچان حکومت نے اطلاع دی ہے ۔باچان کا اسرائیل اور ایکریمیا سے کیا تعلق ہے"...... عمران نے کہا۔

"باچان حکومت بھی اس میزائل نظام میں شامل ہے ۔لیکن وہ اسے اپنے دشمنوں کے خلاف استعمال کرنے کے لئے اس میں شامل

ہوئے ہیں۔ پاکیشیا اور باچان کے درمیان انتہائی گہرے تعلقات ہیں اور دونوں کے ایک دوسرے سے کئی مفادات وابستہ ہیں۔ اس لئے حکومت باچان نے پہلے بھی پاکیشیا کے مفاد میں اور اب بھی دوستانہ تعلقات کی بدولت یہ خفیہ اطلاع دی ہے۔ کیونکہ ان کے آدمی اسرائیل اور ایکریمیا کے اس سسٹم میں شامل ہیں"...... سر سلطان نے جواب دیا۔

"لیکن جب وہ اسرائیل اور ایکریمیا کے ساتھ شامل ہیں تو پھر وہ جزیرے کے بارے میں کیوں نہیں بتا سکتے"...... عمران نے کہا۔

"باچان سے ہٹ کر یہ خفیہ منصوبہ بنایا گیا ہے۔ اس لئے حکومت باچان کو صرف اطلاع مل سکی ہے۔ جزیرے کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا ورنہ وہ ضرور بتا دیتے"...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اب آپ یہ چاہتے ہیں کہ اس جزیرے کو تلاش کر کے وہاں موجود اس سسٹم کو تباہ کر دیا جائے تاکہ پاکیشیا تباہ ہونے سے بچ جائے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں، ورنہ کسی بھی لمحے پاکیشیا کو تباہ و برباد کیا جا سکتا ہے"...... سر سلطان نے جواب دیا۔

"کتنا عرصہ پہلے باچان حکومت نے پہلی اطلاع دی تھی"۔ عمران نے کہا۔

"تقریباً چھ ماہ پہلے"...... سر سلطان نے جواب دیا۔

"آپ نے اس وقت سیکرٹ سروس کے چیف کو اطلاع کیوں نہیں دی تاکہ اسے تباہ کیا جا سکتا"...... عمران نے کہا۔

"اس وقت میں نے اسے ملٹری انٹیلی جنس کا کیس سمجھا تھا۔ اس دوران حکومت شوگران سے اس کا اینٹی نظام تیار کرنے کا معاہدہ ہو گیا۔ اس لئے پھر یہ معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ یہ خیال کسی کو بھی نہیں آیا کہ اینٹی نظام کی تیاری میں تو کافی وقت لگ جائے گا اگر اس سے پہلے اسرائیل نے حملہ کر دیا تو کیا ہو گا۔ یہ تو اب باچان حکومت کی اطلاع پر حکومت کو خیال آیا ہے"...... سر سلطان نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"آپ نے کنفرم کیا ہے کہ اطلاع درست ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں میں نے اطلاع ملتے ہیں باچان حکومت کے چیف سیکرٹری سے ہاٹ لائن پر بات کی ہے۔ انہوں نے اسے کنفرم کر دیا ہے"...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ پہلی اطلاع کی فائل کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ تو ملٹری انٹیلی جنس کے پاس ہے۔ کیوں"...... سر سلطان نے کہا۔

"آپ ایسا کریں کہ فوری طور پر اس پہلی اطلاع کی فائل اور ملٹری انٹیلی جنس نے اس جزیرے کو ٹریس کرنے کے لئے جو کارروائی کی ہے وہ فائل بھی منگوا کر مجھے بھجوائیں۔ یہ معاملہ بعد میں دیکھا جائے گا

کہ آپ کی اور حکومت کی اس غفلت پر کیا سزا دی جائے ۔فی الحال تو مسئلہ ملک کی سلامتی اور تحفظ ہے ۔آپ دونوں فائلیں فوراً میرے فلیٹ پر بھجوا دیں ۔جتنی جلدی ممکن ہو سکے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"میں ابھی فائلیں بھجواتا ہوں۔ تم پاکیشیا کا تحفظ یقینی بناؤ۔ جہاں تک سزا کا تعلق ہے یہ واقعی حکومت کی اور میری کوتاہی ہے اور میں ہر سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں"...... سر سلطان نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"جو ہوگا بعد میں ہوگا۔ پاکیشیا کا تحفظ پہلے ہونا چاہئے ۔آپ رپورٹیں بھجوائیں"...... عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیز رفتاری سے اڑتی ہوئی دانش منزل کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی کیونکہ وہ اسرائیلی حکام کی فطرت سے واقف تھا۔ وہ پاکیشیا کو تباہ کرنے کے لئے یقیناً انتہائی بے چین ہوں گے اور کسی بھی لمحے وہ پاکیشیا پر حملہ کر سکتے تھے ۔اس لئے عمران کے ذہن میں مسلسل دھماکے سے ہو رہے تھے ۔کیونکہ ملٹری انٹیلی جنس اتنے عرصے میں وہ جزیرہ ہی ٹریس نہ کر سکی تھی اور اب جزیرے کو ٹریس کر کے اور پھر اس پر حملہ کر کے اس نظام کو تباہ کرنے کے لئے اس کے پاس وقت کم رہ گیا تھا۔ عمران سمجھتا تھا کہ ملٹری انٹیلی جنس کیوں جزیرے کو ٹریس کرنے میں ناکام رہی ہے ۔کیونکہ اسرائیلی اور

ایکریمی حکومت نے اسے اسی لئے انتہائی خفیہ رکھا ہو گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اسے ٹریس نہ کر سکے ۔ان کے خیال کے مطابق تو یقیناً اس مشن پر سیکرٹ سروس ہی کام کر سکتی تھی۔ جبکہ حکومت پاکیشیا کی نااہلی کی وجہ سے یہ کیس سیکرٹ سروس کی بجائے ملٹری انٹیلی جنس کو دے دیا گیا اور باوجود چھ ماہ کا طویل عرصہ گزر جانے کے سیکرٹ سروس کو اس سلسلے میں آگاہ ہی نہیں کیا گیا۔یہی وجہ تھی کہ عمران نے سر سلطان سے سزا کی بات کی تھی ۔اسے واقعی حکومت اور اعلیٰ عہدیداروں پر بے حد غصہ آ رہا تھا جنہوں نے اپنی نااہلی اور غفلت کی بنا پر پورے ملک کی سلامتی اور تحفظ کو داؤ پر لگا دیا تھا۔ اب وہ یہی سوچتا جا رہا تھا کہ اس جزیرے کو کس طرح ٹریس کیا جائے کیونکہ بحر ہند میں تو بے شمار چھوٹے اور بڑے جزیروں کے ساتھ ساتھ سینکڑوں کی تعداد میں ٹاپو نما چھوٹے جزیرے تھے ۔ان سب میں سے اس جزیرے کو ٹریس کرنا تقریباً ناممکن تھا۔یہی باتیں سوچتا ہوا وہ دانش منزل پہنچ گیا۔ اس نے کار مخصوص جگہ پر روکی اور کار سے اتر کر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ آپریشن روم میں بلیک زیرو موجود تھا۔ وہ عمران کے اندر آتے ہی احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... سلام دعا کے بعد عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور خود اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔

"سلیمان بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سلیمان کی

آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں سلیمان۔ ابھی سر سلطان کا آدمی دو فائلیں یا ان کا پیکٹ دے جائے گا۔ تم نے فوری طور پر انہیں دانش منزل پہنچانا ہے۔ فوراً"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"وہ سرخ جلد والی ڈائری دو مجھے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو نے جلدی سے میز کی نچلی دراز کھول کر اس میں سے ڈائری نکال کر عمران کو دے دی اور عمران نے تیزی سے اس کے صفحے پلٹنا شروع کر دیئے۔ بلیک زیرو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔ کیونکہ عمران کے اس طرح سنجیدہ ہونے اور سلیمان کو فون کر کے فائلوں کو یہاں پہنچانے کا کہنے سے وہ سمجھ گیا تھا کہ کوئی اہم ترین کیس شروع ہو چکا ہے۔ چند لمحوں بعد عمران نے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے باچان اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر بتائیں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر، کیا آپ لائن پر موجود ہیں"...... تھوڑی دیر بعد انکوائری

آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"شانگ کلب"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں شانگ سے بات کراؤ"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو، شانگ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں شانگ"...... عمران نے قدرے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ، اوہ آپ۔ بڑے طویل عرصے بعد آپ نے مجھے یاد کیا ہے۔ حکم فرمائیں"...... دوسری طرف سے بھی بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

"شانگ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ اس لئے میں نے تمہیں کال کیا ہے۔ میں تمہیں تفصیل بتا دیتا ہوں پھر مزید بات ہو گی"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سر سلطان سے ہونے والی تمام بات چیت کا مفہوم تفصیل سے اسے بتا دیا۔ چونکہ بلیک زیرو بھی یہ ساری تفصیل سن رہا تھا اس لئے اس کے چہرے پر سنجیدگی کے ساتھ ساتھ پریشانی کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے۔ اسے اب احساس ہوا تھا

کہ عمران اس حالت میں کیوں ہے۔

"تو پھر آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔ عمران صاحب"...... شانگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ شاید اسے تفصیل سننے کے باوجود یہ سمجھ نہ آیا تھا کہ عمران نے اسے کیوں فون کیا ہے۔

"تمہارے باچان کے اعلیٰ حکام سے گہرے تعلقات ہیں۔ تم مجھے صرف یہ معلوم کر کے بتا دو کہ حکومت باچان کو یہ اطلاع کہاں سے ملی ہے۔ کس نے دی ہے اور اس آدمی کے بارے میں تفصیل بھی معلوم کرو۔ تاکہ میں اس سے رابطہ کر کے مزید تفصیل معلوم کر سکوں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے یہ کام تو میں آسانی سے کر سکتا ہوں۔ آپ اپنا فون نمبر بتا دیں۔ میں آپ کو کال کر لوں گا"...... شانگ نے اس بار اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔ کب تک تم یہ کام کر سکو گے اور یہ سن لو کہ میرے پاس وقت نہیں ہے۔ اس وقت پورے پاکیشیا کی سلامتی داؤ پر لگی ہوئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ صرف ڈیڑھ گھنٹہ لگ جائے گا۔ مجھے تفصیل سن کر معاملہ کی نزاکت کا احساس ہو گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں ڈیڑھ گھنٹے بعد تمہیں خود دوبارہ فون کر لوں گا"۔ عمران نے کہا۔

"او کے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب ہمیں پہلے اطلاع کیوں نہیں دی گئی"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ باتیں اب سوچنے کی نہیں ہیں۔ تم فائلیں وصول کر لینا۔ میں لائبریری جا کر بحرہند میں موجود جزیروں کو چیک کرتا ہوں تاکہ کچھ تفصیل تو سامنے آئے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہاں تو سینکڑوں چھوٹے بڑے جزیرے ہوں گے۔ آپ کیسے چیک کریں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"سی ایس ٹی میزائل کے بارے میں مجھے بھی تھوڑی سی تفصیل معلوم ہے۔ ایک سائنسی رسالے میں اس کے بارے میں مضمون چھپا تھا۔ گو یہ مضمون ابتدائی سطح کا تھا لیکن بہرحال اس سے اس کی رفتار اور ٹائپ وغیرہ کے بارے میں علم ہو گیا تھا اور اسرائیل اور ایکریمیا کے سائنسدانوں نے بہرحال ایسے جزیرے کا انتخاب کرنا ہے جس کی رینج میں پاکیشیا کے ایٹمی مراکز آتے ہوں اور پھر اس جزیرے کا رخ بھی اس انداز میں ہو کہ وہاں سے پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کو حتمی طور پر تباہ کیا جا سکتا ہو"...... عمران نے کہا اور مڑ کر لائبریری کے دروازے کی طرف بڑھ گیا اور بلیک زیرو نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے کہہ رہا ہو کہ اب واقعی عمران اس جزیرے کو یہاں بیٹھے بیٹھے ٹریس کر لے گا جسے ملٹری انٹیلی جنس چھ ماہ تک ٹکریں مارنے کے باوجود تلاش

نہ کر سکی تھی اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد عمران آپریشن روم میں واپس آ گیا۔

"کیا ہوا فائلیں نہیں پہنچیں ابھی"...... عمران نے کہا۔

"نہیں"...... بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران سر ہلاتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کچھ معلوم ہوا جزیرے کے بارے میں"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں جس انداز سے میں نے چیکنگ کی ہے۔ اس سے دس چھوٹے بڑے جزیرے سامنے آئے ہیں۔ لیکن بہرحال یہ کوئی حتمی بات نہیں ہے"...... عمران نے کہا اور فون کا رسیور اٹھانے کے لئے اس نے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ہال میں سیٹی کی مخصوص آواز ایک لمحے کے لئے گونجی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ چند لمحوں بعد بلیک زیرو نے میز کی سب سے نچلی دراز کھولی اور اندر ہاتھ ڈال کر ایک بند پیکٹ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ پیکٹ پر وزارت خارجہ کی مخصوص مہر موجود تھی۔ عمران نے پیکٹ کھولا اس میں دو فائلیں موجود تھیں۔ ایک فائل میں تو صرف دو صفحے تھے۔ جبکہ دوسری فائل میں بیس بائیس صفحات تھے۔ دو صفحوں والی فائل وہ تھی جس میں حکومت باچان کی طرف سے سی ایس ٹی میزائل کی تنصیب کے بارے میں اطلاع دی گئی تھی۔ عمران نے اسے کھول کر پڑھنا شروع کر دیا۔ اس نے اسے دو تین بار پڑھا اور پھر اسے بند کر کے میز پر رکھا اور دوسری

فائل اٹھالی اور اسے کھول کر پڑھنا شروع کر دیا۔ فائل پڑھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا اور فائل بند کر کے میز پر رکھ دی۔

"ملٹری انٹیلی جنس نے واقعی محنت کی ہے۔ لیکن خوش قسمتی نے ان کا ساتھ نہیں دیا"...... عمران نے کہا۔

"پھر اب"...... بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرا خیال تھا کہ حکومت باچان نے جو اطلاع دی ہو گی اس میں کوئی اشارہ موجود ہو گا لیکن سوائے اس کے کہ یہ جزیرہ بحر ہند میں موجود ہے اور کچھ نہیں لکھا گیا۔ اس لئے اب خود ہی ساری کارروائی کرنا ہو گی"...... عمران نے کہا اور پھر سامنے دیوار پر موجود کلاک کو دیکھ کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"شانگ کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ شانگ سے بات کراؤ"...... عمران نے کہا۔

"یس سر، ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو شانگ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد شانگ کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب میں نے بڑی جدوجہد کے بعد نہ صرف اس آدمی کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں بلکہ اس آدمی سے رابطہ بھی کر لیا ہے۔ اس آدمی کا نام ڈوشن ہے اور وہ باچان کی ایک خفیہ

ایجنسی کا رکن ہے۔ اس نے حکومت باچان کو اطلاع دی تھی۔ میں نے اس سے جب آپ کے بارے میں بات کی تو وہ آپ کو اچھی طرح سے جانتا ہے میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ وہ فون پر رہے۔ عمران صاحب خود اس سے بات کریں گے"...... شانگ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو، شانگ تم نے واقعی دوستی کا حق ادا کر دیا ہے۔ کہاں ہے ڈوشن اور کیا فون نمبر ہے اس کا"...... عمران نے کہا۔

"شکریہ عمران صاحب۔ آپ کا کام کرتے ہوئے مجھے نجانے کیوں عجیب سی مسرت محسوس ہوتی ہے"...... شانگ نے کہا۔

"یہی خلوص تو دوستی کی بنیاد ہوتا ہے۔ بہرحال مقام اور نمبر بتا دو"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے شانگ نے نمبر بتانے کے ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ ڈوشن ولنگٹن میں موجود ہے تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایکریمیا کا رابطہ نمبر اور پھر اس کے دارالحکومت ولنگٹن کا رابطہ نمبر پریس کرنے کے ساتھ ساتھ شانگ کا بتایا ہوا نمبر بھی پریس کر دیا۔ چونکہ ایکریمیا اور ولنگٹن وہ اکثر فون کرتا رہتا تھا اس لئے رابطہ نمبر اسے زبانی یاد تھے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی اور لہجے سے ہی عمران سمجھ گیا کہ بولنے والا باچانی ہے۔

"پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ بحوالہ شانگ"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہ عمران صاحب آپ۔ میں آپ کی کال کا منتظر تھا۔ مجھے شانگ نے بتا دیا ہے کہ آپ سی ایس ٹی مشن کے سلسلے میں بات کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں۔ حکومت باچان نے پاکیشیا کو رپورٹ تو دے دی ہے لیکن انہوں نے اس رپورٹ میں اس جزیرے کے بارے میں کوئی اشارہ تک نہیں کیا۔ اب بحر ہند میں تو سینکڑوں چھوٹے بڑے جزیرے ہیں۔ اس لئے کیا تم اس بارے میں کوئی اشارہ دے سکتے ہو۔ یقین کرو تمہارا نام کسی صورت سامنے نہیں آئے گا"...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ ہمارے لئے مثال بنے ہوئے ہیں۔ اس لئے میں آپ کی عزت و احترام کسی استاد کی طرح کرتا ہوں۔ اگر آپ کی بجائے کوئی اور بات کرتا تو میں سرے سے انکار کر دیتا۔ بہرحال میں ایک فون نمبر بتاتا ہوں آپ دس منٹ بعد اس نمبر پر کال کریں پھر مزید بات ہو گی"...... ڈوشن نے کہا اور ساتھ ہی فون نمبر بتا دیا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ڈوشن جانتا تھا لیکن اس نے پہلے جان بوجھ کر رپورٹ نہیں دی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں اور یہ اس کے لئے ضروری تھا۔ کیونکہ یہ اسرائیل اور ایکریمیا کا ایسا پراجیکٹ ہے۔ جسے انہوں نے اپنے سائے سے بھی خفیہ رکھا ہو گا تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کی اطلاع نہ مل

سکے"........ عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر دس منٹ بعد عمران نے ڈوشن کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔

"یس"........ ڈوشن کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں"........ عمران نے کہا۔

"ہاں عمران صاحب۔ اب کھل کر بات ہو سکتی ہے۔ یہ اطلاع حکومت باچان کو واقعی میں نے دی تھی۔ لیکن باوجود کوشش کے مجھے اس جزیرے کے بارے میں علم نہ ہو سکا۔ البتہ اتنا معلوم ہوا ہے کہ اس جزیرے پر پہلے گریٹ لینڈ کا قبضہ تھا لیکن پھر ایکریمیا نے یہ جزیرہ گریٹ لینڈ سے خرید لیا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہ جزیرہ نقشے پر موجود نہیں ہے۔ البتہ مشہور جزیرے گارشیا اور رگامیگا کے درمیان واقع ہے۔ بس اس سے زیادہ معلوم نہیں ہو سکا۔ اس لئے میں نے اس بارے میں کوئی رپورٹ نہ دی تھی"........ ڈوشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب یہ بتا دو کہ ایکریمیا کا کون سا ادارہ اس پراجیکٹ پر کام کر رہا ہے"........ عمران نے کہا۔

"مجھے صرف نام کا علم ہے۔ تفصیلات مجھے نہیں معلوم۔ اس پراجیکٹ پر کام کرنے والے ایکریمین ادارے کا نام فری ساکس ہے"........ ڈوشن نے جواب دیا۔

"کیا یہ بات کنفرم ہے"........ عمران نے کہا۔

"جی ہاں"........ دوسری طرف سے اعتماد بھرے لہجے میں جواب

دیا گیا۔

"اوکے اور کچھ اگر اس بارے میں تمہیں معلوم ہے تو بتا دو۔ کیونکہ اب یہ معاملہ پاکیشیا کی سلامتی اور تحفظ کا بن گیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب میں واقعی جو کچھ جانتا تھا آپ کو بتا چکا ہوں اور مزید اس بارے میں مجھے قطعاً کچھ معلوم نہیں ہے"........ ڈوشن نے کہا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ"........ عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز پر پڑی ہوئی سرخ جلد والی ڈائری اٹھا کر کھول لی۔

"یہ فری ساکس کیسا نام ہے"........ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بلیک ایجنسی کا ایک مخصوص سیکشن ہے۔ جسے فری ساکس کہا جاتا ہے"........ عمران نے ڈائری کے ورق پلٹتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کچھ دیر بعد عمران نے ڈائری رکھی اور ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"فریش سٹائلو کلب"........ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ رابرٹ سے بات کراؤ"........ عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو رابرٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ بولنے والا اس طرح تیز تیز لہجے میں بول رہا تھا جیسے اسے بے حد جلدی ہو۔

"علی عمران بول رہا ہوں پاکیشیا سے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ، اوہ آپ فرمایئے۔ کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"لفظ تو خدمت کا استعمال کرتے ہو لیکن معاوضہ اتنا بھاری لے لیتے ہو کہ بیچاری خدمت اس کے بوجھ کے نیچے دب کر کراہتی رہ جاتی ہے"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے رابرٹ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"جو خدمت میں کر سکتا ہوں عمران صاحب۔ وہ کوئی دوسرا کر بھی تو نہیں سکتا"...... رابرٹ نے جواب دیا۔

"یہ تو واقعی ماننے والی بات ہے۔ بہرحال ایک چھوٹا سا کام ہے۔ بلیک ایجنسی کا خصوصی سیکشن فری ساکس ان دنوں بحر ہند کے کسی جزیرے پر ایک خفیہ پراجیکٹ پر کام کر رہا ہے اس جزیرے کے بارے میں معلوم کرنا ہے اور یہ بھی کہ فری ساکس کا وہاں کیا سیٹ اپ ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب یہ ٹاپ سیکرٹ مسئلہ ہے۔ اس میں اسرائیل بھی شامل ہے اس لئے معاوضہ ڈبل ہو گا۔ ایک لاکھ ڈالر"...... دوسری

طرف سے کہا گیا۔

"مل جائیں گے لیکن معلومات حتمی اور جلدی ملنی چاہئیں"۔ عمران نے کہا۔

"آپ جانتے تو ہیں عمران صاحب پھر کیوں ایسی بات کر رہے ہیں۔ آپ مجھے ایک گھنٹے بعد فون کر لیں۔ لیکن اس نمبر پر نہیں دوسرے نمبر پر"...... رابرٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک فون نمبر بتا دیا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ جو کام ملٹری انٹیلی جنس چھ ماہ میں نہیں کر سکی۔ وہ آپ یہاں فون پر بیٹھے بیٹھے کر لیں گے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سرکاری خزانہ ہے اس لئے فائدہ اٹھا لیتا ہوں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران پر چھائی ہوئی سنجیدگی اب دور ہو چکی تھی اور وہ دوبارہ اپنے مخصوص موڈ میں آتا جا رہا تھا۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ جزیرے کے بارے میں خاصی پیش رفت ہو گئی تھی۔

"عمران صاحب، اس جزیرے کے معلوم ہونے پر آپ کو وہاں فوراً ریڈ کرنا ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں، لیکن اس پراجیکٹ کی حفاظت اسرائیل اور ایکریمیا دونوں نے خصوصی طور پر کرا رکھی ہو گی کیونکہ جس طرح ہمیں خطرہ ہے کہ

کسی بھی لمحے وہ پاکیشیا پر حملہ نہ کر دیں اسی طرح انہیں بھی خطرہ ہو گا کہ کسی بھی لمحے پاکیشیا سیکرٹ سروس اس پراجیکٹ کو تباہ نہ کر دے ۔ لیکن جو صورتحال بھی ہو حالات بہرحال فوری اقدام کا تقاضا کرتے ہیں"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ایک گھنٹے بعد عمران نے دوبارہ رابرٹ کے دیئے ہوئے نمبر پر رابطہ کیا۔

"کیا رپورٹ ہے رابرٹ"...... عمران نے رابطہ قائم ہوتے ہی پوچھا۔

"مجھے معلوم نہ تھا کہ تم اس طرح مجھے استعمال کرو گے ۔ اس پوائنٹ کو حکومت اسرائیل اور حکومت ایکریمیا نے اس قدر خفیہ رکھا ہوا تھا کہ اعلیٰ ترین حکام کو بھی اس کا علم نہ تھا۔ لیکن میری مجبوری تھی کہ میں تم سے وعدہ کر چکا تھا۔ اس لئے مجھے شدید جدوجہد کرنا پڑی ۔ تب جا کر حتمی معلومات مل سکی ہیں ۔ لیکن اب معاوضہ دو لاکھ ڈالر ہو گا"...... رابرٹ نے کہا۔

"اصل مطلب یہ ہوا کہ معاوضہ دوگنا کر دیا ہے تم نے"۔ عمران نے کہا۔

"یہ بات نہیں ۔ واقعی اس کام پر مجھے بے پناہ اور فوری اخراجات کرنے پڑے ہیں"...... رابرٹ نے جواب دیا۔

"او کے ، ٹھیک ہے ۔ مل جائیں گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر سن لو۔ اسرائیل اور ایکریمیا کے سائنسدان بحر ہند میں ایک چھوٹے سے جزیرے جس کا اصل نام وائٹ روز آئی لینڈ ہے میں کام کر رہے ہیں ۔ لیکن اب اس جزیرے کا نام فونکس رکھ دیا گیا ہے ۔ اس جزیرے کو خودرو پھولوں کی وجہ سے وائٹ روز آئی لینڈ بھی کہا جاتا ہے ۔ گریٹ لینڈ سے اسے ایکریمیا نے ایک معاہدے کے تحت خرید لیا اور یہاں اپنا میزائل اڈہ قائم کر لیا۔ اب پورا جزیرہ ایکریمین فوج کے قبضے میں ہے اور چونکہ یہاں ایکریمین میزائل اڈہ ہے اس لئے اس جزیرے کی حفاظت کا فول پروف نظام قائم کیا گیا ہے ۔ اب اسرائیل اور ایکریمیا نے مل کر ایک اور زیر زمین میزائل سسٹم وہاں نصب کیا ہے ۔ جسے انہوں نے وائٹ روز میزائل کا نام دیا ہے ۔ ویسے اس میزائل کا سائنسی نام کچھ اور ہے اور اس وائٹ روز میزائل اڈے کی حفاظت اس جزیرے سے بھی زیادہ کی جا رہی ہے اور فری ساکس کو اس کی حفاظت کا ٹاسک دیا گیا ہے ۔ فری ساکس ایسے اڈوں کی حفاظت کے لئے نہ صرف خصوصی تربیت یافتہ ہے بلکہ وہ اس کے لئے انتہائی جدید ترین مشینری بھی استعمال کرتے ہیں ۔ وہاں فری ساکس کا سب سے معروف ایجنٹ کرنل مارکس انچارج ہے"۔ رابرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کرنل مارکس سے رابطہ ہو سکتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"کرنل مارکس سے رابطہ صرف اسرائیل اور ایکریمیا کے چیف سیکرٹری صاحبان کا ہے اور وہ بھی کسی مخصوص فریکوئنسی کے ذریعے

رابرٹ نے جواب دیا۔

"وہاں ایکریمین فوج کا جو اڈہ ہے اس کا انچارج کون ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یہ تو میں نے معلوم نہیں کرایا اور نہ اس بارے میں تم نے کچھ کہا تھا"...... رابرٹ نے جواب دیا۔

"رابرٹ تمہیں دو لاکھ ڈالر کے علاوہ دو لاکھ ڈالر مزید مل سکتے ہیں اگر تم یہ معلوم کر کے بتاؤ کہ فری ساکس جس میزائل اڈے پر کام کر رہا ہے کیا وہاں سے میزائل پاکیشیا پر فائر کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے یا نہیں۔ اور اگر کیا گیا ہے تو کب تک"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ فیصلہ یقیناً اسرائیلی اور ایکریمی حکام نے مل کر کرنا ہو گا"۔ رابرٹ نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اسرائیل اکیلا ہی یہ فیصلہ کرے گا۔ یہ میزائل ان کی ہی ایجاد ہے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے تم رقم تیار رکھو۔ یہ بات میں آسانی سے معلوم کر لوں گا۔ اعلیٰ ترین اسرائیلی حکام میں میرے خاص آدمی موجود ہیں"۔ رابرٹ نے کہا۔

"رقم مل جائے گی۔ میں نے خود آفر کی ہے۔ لیکن ان معلومات پر چونکہ پاکیشیا کی سلامتی کا انحصار ہے اس لئے معلومات سو فیصد درست ہونی چاہئیں"...... عمران نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں۔ ایسا ہی ہو گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کب تک یہ کام ہو سکے گا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے پاس بالکل بھی وقت نہ ہو"...... عمران نے کہا۔

"صرف دو گھنٹے دے دو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے۔ دو گھنٹوں کے بعد میں دوبارہ کال کروں گا"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"میں لائبریری میں جا کر اس وائٹ روز آئی لینڈ کے بارے میں معلومات حاصل کر لوں"...... عمران نے کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ایک بار پھر لائبریری کی طرف بڑھ گیا۔ پھر اس کی واپسی تقریباً دو گھنٹے بعد ہی ہوئی۔

"کیا ہوا آئی لینڈ کے بارے میں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"بڑی مشکل سے معلومات مل سکی ہیں"...... عمران نے جواب دیا اور کرسی پر بیٹھ کر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"رابرٹ بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے رابرٹ"...... عمران نے کہا۔

"تم نے ابھی تک کوئی رقم نہیں بھجوائی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تم جانتے ہو جب میں نے وعدہ کر لیا ہے تو رقم مل جائے گی اور

جلدی"...... عمران نے کہا۔

"اوکے، تو پھر سن لو کہ اسرائیلی حکام نے وائٹ روز میزائل کو پاکیشیا پر فائر کرنے کی حتمی تاریخ آج سے دو روز بعد طے کر لی تھی اور تمام تیاریاں مکمل کر لی گئی تھیں لیکن پھر اچانک وہاں کے ایک سائنسدان ڈاکٹر ریمنڈ نے چیک کر لیا کہ ٹارگٹ سو فیصد فوکس نہیں ہو رہا۔ صرف ففٹی پرسنٹ فوکس ہو رہا ہے۔ اس طرح ٹارگٹ ہٹ ہونے کے امکانات بھی ففٹی پرسنٹ رہ جاتے ہیں۔ جبکہ اسرائیل اسے سو فیصد چاہتا تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر ریمنڈ کو حکم دیا گیا کہ ہر صورت میں سو فیصد ٹارگٹ فوکس کیا جائے تو ڈاکٹر ریمنڈ نے مزید چیکنگ کے بعد بتایا کہ ٹارگٹ فوکس کرنے والی مشینری میں نقص پڑ گیا ہے اور اسے درست کرنے میں ایک ہفتہ لگ جائے گا۔ چنانچہ حتمی تاریخ ڈراپ کر دی گئی۔ اب ایک ہفتے بعد جب ٹارگٹ سو فیصد فوکس ہو جائے گا تب تاریخ مقرر کی جائے گی"...... رابرٹ نے جواب دیا۔

"کیا یہ معلومات حتمی ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں، سو فیصد حتمی"...... رابرٹ نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اب اپنا بینک اکاؤنٹ نمبر اور دیگر تفصیلات بتا دو"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل بتا دی گئی اور عمران نے اوکے کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"بحر ہند میں ایک جزیرہ ہے گارشیا۔ وہاں کا رابطہ نمبر دیں"۔ عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر کچھ دیر بعد انکوائری آپریٹر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ہیلو سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس"...... عمران نے کہا تو انکوائری آپریٹر نے رابطہ نمبر بتا دیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ یورپی تھا۔

"سویٹ کلب کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سویٹ کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کنگ کراشو سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سے پرنس عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو کنگ کراشو بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے پرنس عمران بول رہا ہوں کنگ کراشو"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ آپ، آج کیسے یاد کر لیا۔ آپ سے ایکریمیا میں ہونے والی ملاقات کو بھی شاید کئی سال گزر گئے ہیں"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"کئی بار سوچا کہ جا کر گارشیا کی سیر کروں لیکن فرصت ہی نہیں مل سکی۔ اب فرصت ملی ہے اگر اجازت دو تو تمہاری سلطنت کی سیر کرنے دوستوں سمیت آ جاؤں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری سلطنت۔ کیا مطلب"...... کنگ کراشو نے چونک کر کہا۔

"بہرحال تم کنگ ہو"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے کراشو بے اختیار ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ آ جائیں سب اخراجات میرے ہوں گے"۔ کنگ کراشو نے کہا۔

"اوہ نہیں، کنگ کے خزانے میں کمی نہیں ہونی چاہئے۔ بلکہ اضافہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ جس کنگ کا جتنا بڑا خزانہ ہوتا ہے اس کنگ کا رعب رعایا پر اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے۔ اب تم خود سوچو کنگ کی جیب

میں ہوں دس ڈالر اور کہلائے وہ کنگ"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے کراشو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"ایسی کوئی بات نہیں پرنس عمران۔ آپ بے فکر ہو کر آئیں"...... کنگ کراشو نے کہا۔

"پہلے میرے اخراجات کی تفصیل سن لو پھر بات کرنا۔ گارشیا اور رگامیگا کے درمیان ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ جس کا نام وائٹ روز آئی لینڈ ہے۔ اس پر اب ایکریمین فوج کا قبضہ ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں مجھے معلوم ہے"...... کنگ کراشو نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہم نے وہاں جانا ہے اور اس انداز میں کہ ہم دوست وہاں کی سیر و سیاحت کھل کر کر سکیں۔ اب بولو کنگ کے خزانے میں کتنا اضافہ ہونا چاہئے"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے کنگ کراشو نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"ایسا ناممکن ہے پرنس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مجھے بھی معلوم ہے کہ ایسا ہونا ناممکن ہے اور اس لئے میں نے کنگ کراشو سے بات کی ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"پرنس عمران وائٹ روز آئی لینڈ جس کا اب نیا نام فونکس ہے اس کے گرد بیس بحری میلوں تک سمندر کی تہہ سے آسمان کی بلندیوں تک ایسے حفاظتی آلات کام کر رہے ہیں کہ آبدوز بھی اس ایریئے میں

داخل ہوتے ہی خود بخود تباہ ہو جائے گی اور اس ایریئے میں داخل ہوتے ہی ہیلی کاپٹر یا طیارہ بھی ایک لمحے میں جل کر راکھ ہو جائے گا۔ چاہے وہ کتنی ہی بلندی پر کیوں نہ ہو۔ گذشتہ دو ہفتوں سے وہاں جانا اور وہاں سے کسی کا آنا بھی سختی سے بند کر دیا گیا ہے"...... کنگ کراشو نے کہا۔

"کیا وہاں موجود لوگ فاقے کرتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"دو ماہ کی سپلائی انہوں نے اکٹھی ہی منگوا لی تھی اور یہ سپلائی میں ہی کرتا تھا۔ لیکن اب سپلائی بھی بند کرا دی گئی ہے"...... کنگ کراشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا وہاں فون پر تو رابطہ ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں پہلے تھا۔ لیکن اب دو ماہ کے لئے فون بھی ڈیڈ کر دیئے گئے ہیں"...... کنگ کراشو نے جواب دیا۔

"کوئی ٹرانسمیٹر فریکوئنسی"...... عمران نے کہا۔

"ہاں فوج کے کمانڈر جنرل ہنری کی مخصوص فریکوئنسی میرے پاس ہے۔ کیونکہ جنرل ہنری انتہائی عیاش طبع آدمی ہے لیکن اب اس فریکوئنسی پر بھی کال رسیو نہیں کی جاتی"...... کنگ کراشو نے جواب دیا۔

"جبکہ میں نے ہر حال میں وہاں کی سیر کرنی ہے"...... عمران نے کہا۔

"پھر ایک ہی صورت ہے کہ آپ کسی اڑن طشتری پر وہاں جائیں

ورنہ تو کوئی صورت نہیں"...... کنگ کراشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اڑن طشتری تم مہیا کر سکو گے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ساتھ بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

"میں کر سکتا ہوں۔ لیکن"...... کنگ کراشو نے ادھوری بات کرتے ہوئے کہا۔

"رقم کی فکر مت کرو۔ کام ہونا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"او کے، ٹھیک ہے آجائیں"...... دوسری طرف سے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا گیا تو عمران نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔

"یہ اڑن طشتری کا کیا مطلب ہوا عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"ایکریمین فوج میں اڑن طشتری اس ہیلی کاپٹر کو کہا جاتا ہے جس میں ایسی مشینری نصب ہوتی ہے جو ہر قسم کی سائنسی ریز کو زیرو کر دیتی ہے۔ یہ خصوصی ہیلی کاپٹر ہوتا ہے جو انتہائی خصوصی حالات میں فوج استعمال کرتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا یہ خصوصی ہیلی کاپٹر اس گارشیا جزیرے پر ہوگا"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کہیں نہ کہیں سے مل سکتا ہوگا۔ اس لئے کنگ کراشو نے حامی بھر لی ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... جولیا کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا۔

"ایک انتہائی اہم اور تیز رفتار مشن پر ٹیم بھیجی جا رہی ہے۔ تم صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ کو الرٹ کر دو کہ وہ ہر لمحے تیار رہیں اور تم بھی تیار رہنا۔ کسی بھی لمحے تمہیں کال کیا جا سکتا ہے۔ عمران تمہیں لیڈ کرے گا۔ اور یہ سن لو کہ مشن ایسا ہے کہ اس میں معمولی سی غفلت پورے پاکیشیا کی سلامتی کو ختم کر سکتی ہے۔ اس لئے تم سب نے ہر طرح سے چاک وچو بند رہنا ہے"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"کہاں جانا ہے باس"...... جولیا نے کہا۔

"بحر ہند کے ایک جزیرے پر"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"او کے بلیک زیرو اللہ حافظ"...... عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی صوفے پر نیم دراز سامنے موجود ٹی وی پر چلنے والی ایک فلم دیکھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ آدمی چونک کر سیدھا ہوا۔ اس نے ریموٹ اٹھا کر اس سے ٹی وی کی آواز بند کی اور ریموٹ کنٹرول میز پر رکھ کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"ڈریک بول رہا ہوں"...... اس آدمی نے تیز لہجے میں کہا۔

"گرمور بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس باس حکم"...... ڈریک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ سویٹ کلب کے کنگ کراشو کو پاکیشیا سے فون کال آئی ہے۔ جس میں وائٹ روز آئی لینڈ کے ساتھ ساتھ اڑن طشتری کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور یہ کال پاکیشیا

سے پرنس عمران نے کی ہے۔ تم جا کر کنگ کراشو سے اس تمام گفتگو کی مکمل تفصیل معلوم کر کے مجھے وہیں سے فون کر دینا۔ پھر میں تمہیں مزید احکامات دوں گا"...... گرمور نے کہا

"یس باس"...... ڈریک نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک بار پھر ریموٹ کنٹرول اٹھا کر ٹی وی آف کیا اور ریموٹ کو واپس میز پر رکھ کر وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے گارشیا کی فراخ سڑک پر دوڑتی ہوئی سویٹ کلب کی طرف بڑھی چلی جارہی تھی۔ سویٹ کلب دو منزلہ عمارت تھی۔ جس پر ایک بڑا نیون سائن جل بجھ رہا تھا۔ کلب میں آنے جانے والے سب سیاح تھے لیکن یہ سب اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھنے والے تھے۔ ایک طرف پارکنگ تھی۔ ڈریک نے کار پارکنگ میں روکی اور نیچے اتر کر اس نے کار لاک کی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ تیزی سے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ہال خاصا وسیع تھا اور اسے انتہائی خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا۔ ہال آدھے سے زیادہ بھرا ہوا تھا۔ لیکن کلب کا ماحول انتہائی نفیس تھا۔ ایک طرف وسیع کاؤنٹر تھا۔ جس کے پیچھے دو لڑکیاں سروس دینے میں مصروف تھیں۔ جبکہ ایک لڑکی سٹول پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے سامنے کاؤنٹر پر سبز رنگ کا ایک جدید ٹائپ کا فون رکھا ہوا تھا۔

"کنگ کراشو سے کہو ڈریک ملنے آیا ہے"...... ڈریک نے کاؤنٹر کے قریب جا کر فون اٹینڈ کرنے والی لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور رسیور اٹھا کر یکے بعد دیگر کئی بٹن پریس کر دیئے۔

"کاؤنٹر سے میگی بول رہی ہوں باس۔ مسٹر ڈریک آپ سے ملاقات چاہتے ہیں"...... لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... لڑکی نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تشریف لے جائیں باس آپ کے منتظر ہیں"...... لڑکی نے کہا تو ڈریک سر ہلاتا ہوا ایک سائیڈ پر موجود لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ لفٹ بوائے نے اسے سلام کیا اور پھر لفٹ کا دروازہ کھول دیا۔ ڈریک اندر داخل ہوا تو لفٹ بوائے نے اندر آکر لفٹ کا دروازہ بند کیا اور سائیڈ پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ لفٹ تیزی سے اوپر اٹھتی چلی گئی۔ دوسری منزل پر پہنچ کر لفٹ رک گئی تو لفٹ بوائے نے دروازہ کھولا اور ڈریک تیزی سے باہر آگیا۔ باہر راہداری میں دو مسلح افراد موجود تھے۔ لیکن انہوں نے بھی ڈریک کو دیکھ کر مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

ڈریک سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے ایک بند دروازے پر پہنچ کر اسے دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ ڈریک اندر داخل ہوا۔ یہ کمرہ انتہائی شاندار انداز میں آفس کے طور پر سجایا گیا تھا۔ ایک جدید انداز کی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک بھاری جسم اور دراز قد کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے براؤن کلر کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ خاصا بڑا اور

رعب دار تھا۔ اس نے اپنے بال پیچھے کئے ہوئے تھے۔

"آؤ ڈریک خوش آمدید"........ کراشو نے فرینک کو دیکھ کر اٹھتے ہوئے کہا اور پھر ان دونوں نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کیا۔

"کیا پیو گے"........ کراشو نے دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں ڈیوٹی پر ہوں کنگ کراشو"........ ڈریک نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں تو کنگ کراشو بے اختیار چونک پڑا۔

"ڈیوٹی پر، کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔ کیسی ڈیوٹی"........ کنگ کراشو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف کو اطلاع ملی ہے کہ تمہیں پاکیشیا سے کسی پرنس عمران نے کال کیا ہے اور تمہاری اس سے تفصیلی بات ہوئی ہے۔ اس بات چیت میں دو اہم باتیں سامنے آئی ہیں۔ ایک تو وائٹ روز آئی لینڈ اور دوسرا اڑن طشتری اور ان دونوں کے بارے میں چیف بہت کچھ جانتے ہیں۔ اس لئے تم پوری تفصیل بتادو کہ یہ پرنس عمران کون ہے اور تم نے اڑن طشتری کہاں سے حاصل کرانی تھی"........ ڈریک نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو کنگ کراشو نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میری باقاعدہ نگرانی کی جاتی ہے"۔ کنگ کراشو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے تمہارا تعلق براہ راست فونکس سے رہا ہے۔ تمام سپلائی

تم کرتے تھے۔ اس لئے تمہاری اہمیت کو سب سمجھتے ہیں"۔ ڈریک نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں بتا دیتا ہوں۔ کیونکہ میں تم لوگوں سے نہ ہی مقابلہ کر سکتا ہوں اور نہ ہی کرنا چاہتا ہوں۔ پرنس عمران پاکیشیا کا ایک سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ اس سے میری ملاقات ایکریمیا میں ہوئی تھی۔ وہ بے حد خوبصورت گفتگو کرتا ہے۔ اس لئے میری اس سے خاصی دوستی ہو گئی اور میں نے اسے اپنے بارے میں بتا دیا تھا۔ پھر اس کا طویل عرصے بعد اب اچانک فون آگیا۔ وہ وائٹ روز آئی لینڈ کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اسے بتایا کہ وہاں کوئی نہیں جا سکتا۔ کیونکہ سمندر کی تہہ سے لے کر آسمان کی بلندیوں تک وہاں ایسی حفاظتی ریز موجود ہیں کہ وہاں کوئی چیز چاہے وہ آبدوز ہو یا طیارہ داخل ہو ہی نہیں سکتا اور فوراً جل کر راکھ ہو جائے گا۔ سپلائی بھی دو ماہ کے لئے بند ہے اور فون لائنز بھی بند ہیں اور جنرل ہنری کی فریکوئنسی بھی آف ہے۔ اس پر اس نے اڑن طشتری کی بات کی تو میں نے حامی بھر لی۔ اس لئے کہ وہ یہاں آئیں تو ان سے بھاری رقم لے کر سٹائزا والوں کا سائنسی ہیلی کاپٹر آر ایکس انہیں دے دوں گا۔ وہ اسے اڑن طشتری ہی سمجھیں گے۔ اس طرح وہ بھی ختم ہو جائیں گے اور میں اتنی رقم بھی کما لوں گا کہ شاید دس سالوں تک نہ کما سکوں"........ کنگ کراشو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"بس یا کوئی اور اہم بات بھی ہے۔ یہ سوچ لو کہ اس پوری گفتگو

کی ٹیپ چیف کے پاس پہنچ چکی ہے" ...... ڈریک نے کہا۔

" بے شک چیک کر لو۔ میں نے سب کچھ بتا دیا ہے" ...... کنگ کراشو نے کہا تو ڈریک نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ شاید وہ چیف سے ہونے والی بات چیت کنگ کراشو کو بھی سنانا چاہتا تھا۔

" یس" ...... رابطہ قائم ہوتے ہی چیف گرمور کی آواز سنائی دی۔

" ڈریک بول رہا ہوں باس سوئٹ کلب سے" ...... ڈریک نے کہا۔

" ہاں کیا رپورٹ ہے" ...... چیف نے کہا تو ڈریک نے کنگ کراشو کی بتائی ہوئی تفصیل دوہرا دی۔

" کنگ کراشو موجود ہے" ...... چیف نے کہا۔

" یس باس" ...... ڈریک نے کہا۔

" اسے رسیور دو" ...... چیف نے کہا تو ڈریک نے رسیور کنگ کراشو کی طرف بڑھا دیا۔

" کنگ کراشو کیا یہ پرنس عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتا ہے" ...... گرمور نے کہا۔

" مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ لیکن اس کا کہنا ہے کہ وہ فری لانسر ہے" ...... کنگ کراشو نے کہا۔

" یہ لوگ بہرحال تم تک پہنچیں گے۔ کیا تم ہمارے ساتھ مکمل

تعاون کرنے کے لئے تیار ہو" ...... چیف نے کہا۔

" یس چیف، میں تو آپ کا ہی آدمی ہوں۔ میں کیوں نہ تعاون کروں گا۔ اس سے تو میں نے صرف دولت کمانی تھی" ...... کنگ نے کہا۔

" ہونہہ، ٹھیک ہے۔ تمہاری کارکردگی کو مسلسل چیک کیا جاتا رہے گا۔ جیسے ہی یہ لوگ گارشیا پہنچ کر تم سے رابطہ کریں۔ تم نے مجھے تفصیل سے اطلاع دینی ہے" ...... چیف نے کہا۔

" ٹھیک ہے چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی" ...... کنگ کراشو نے کہا۔

" یہ سوچ لو کنگ کراشو اگر ہم سے تعاون کرو گے تو تم زندہ بھی رہو گے اور دولت بھی کما لو گے۔ ورنہ......" چیف نے کہا۔

" میں سمجھتا ہوں چیف آپ بے فکر رہیں۔ مجھے ان سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے" ...... کنگ کراشو نے کہا۔

" اوکے۔ رسیور ڈریک کو دو" ...... چیف نے کہا تو کنگ کراشو نے رسیور ڈریک کی طرف بڑھا دیا۔

" یس چیف" ...... ڈریک نے کہا۔

" تم ہیڈ کوارٹر آجاؤ۔ تاکہ میں تمہیں تفصیلی ہدایات دے دوں۔ تم نے اپنے سیکشن کے ساتھ مل کر ان کا شکار کھیلنا ہے" ...... چیف نے کہا۔

" یس چیف" ...... ڈریک نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ

ختم ہو جانے پر اس نے رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔اس کے اٹھتے ہی کنگ کراشو بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"اوکے"...... ڈریک نے مسکراتے ہوئے کہا اور کنگ کراشو سے مصافحہ کر کے وہ واپس مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت گارشیا جزیرے کے ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھا۔وہ پاکیشیا سے ایک خصوصی چارٹرڈ فلائٹ سے یہاں پہنچے تھے اور پھر ایئرپورٹ سے سیدھے اس ہوٹل میں آگئے تھے۔ وہ سب ایکریمین میک اپ میں تھے۔ہوٹل میں ان کے کمرے پہلے سے ریزرو تھے۔اس لئے انہیں ریزرو کرانے کی ضرورت نہ پڑی تھی۔ ورنہ شاید انہیں اتنی آسانی سے کمرے نہ ملتے کیونکہ گارشیا انتہائی خوبصورت جزیرہ تھا اور یہاں اس موسم میں پوری دنیا سے سیاحوں کی آمدورفت جاری رہتی تھی۔

"عمران صاحب مس جولیا کے مطابق چیف نے اس مشن کو انتہائی اہم اور تیز رفتار بتایا ہے۔اس لئے آپ برائے کرم ہمیں تفصیل سے بتا دیں"...... صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں یہ مشن واقعی ایسا ہے کہ ہم سب کو انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنا ہوگا۔ کیونکہ ہمارے پاس صرف ایک ہفتے کا وقت ہے اور اگر ایک ہفتہ گزر گیا تو پاکیشیا کے ایٹمی مراکز تباہ کر دیئے جائیں گے اور ایسا ہوتے ہی کافرستان فوراً حملہ کر کے ملک پر قبضہ کر سکتا ہے"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایک ہفتہ، کیا یہ بات حتمی ہے"...... صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں اور یہ ہفتہ بھی اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت سے ملا ہے کہ ان کی ٹارگٹ فوکس کرنے والی مشین میں اچانک کوئی گڑبڑ ہو گی ورنہ شاید آج پاکیشیا کے ایٹمی مراکز تباہ ہو چکے ہوتے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب کیا پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کی حفاظت کے لئے کوئی ایسا نظام نہیں ہے جو ایسے میزائلوں کو روک سکے"...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسے نظام ہیں۔ اس لئے تو آج تک ایسا نہیں ہو سکا۔ لیکن اسرائیل اور ان سے ملے ہوئے ایکریمین سائنسدان مسلسل ایسے میزائلوں کی تیاری میں مصروف رہتے ہیں۔ جن کی بدولت وہ تمام حفاظتی نظام کو زیرو کر کے پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کو تباہ کر سکیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس کی کسی نہ کسی طرح اطلاع پاکیشیا کو مل جاتی ہے اور پھر ہمیں اللہ تعالیٰ توفیق دے دیتا ہے کہ ہم ان

میزائلوں کا خاتمہ کر دیں۔ پہلے بھی کئی بار ایسا ہوا ہے اور اب بھی ایسا ہی ہوگا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس میزائل سسٹم کی تباہی کے بعد کیا وہ دوسرا میزائل نصب نہیں کر لیں گے"...... اس بار جولیا نے کہا۔

"اس کا اینٹی نظام شوگران کی مدد سے تیار کیا جا رہا ہے لیکن اس میں دو ماہ لگیں گے۔ اگر آج اس اسرائیلی میزائل سسٹم کو تباہ کر دیا جائے تو انہیں دوبارہ اس کی تنصیب میں کئی ماہ لگ جائیں گے اور تب تک اس کا اینٹی نظام کام کرنا شروع کر دے گا۔ پھر یہ میزائل بھی ہمارے ایٹمی مراکز کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب پھر آپ یہاں ہوٹل میں بیٹھ کر کیوں وقت ضائع کر رہے ہیں۔ ہمارے پاس انتہائی کم وقت ہے۔ ہمیں بہرحال وہاں پہنچنا چاہئے"...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس جزیرے کو ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا ہے۔ کیونکہ انہیں بھی خطرہ ہے کہ جنوں اور بھوتوں پر مشتمل پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں پہنچ جائے گی"...... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

"تو کیا ہوا۔ آخر وہاں لوگ آتے جاتے رہتے ہوں گے"۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں دو ماہ کے لئے وہاں سے آنے اور جانے پر مکمل پابندی ہے

دو ماہ کے لئے وہاں سپلائی بھی سٹور کر لی گئی ہے۔ اس جزیرے پر ویسے تو ایکریمین میزائل اڈہ ہے۔ لیکن وہاں خفیہ طور پر سی ایس ٹی میزائل سسٹم بھی زیرزمین تیار کیا گیا ہے۔ اس جزیرے کے گرد بیس میل کے دائرے میں ایسی ریز موجود ہیں کہ سمندر کی تہہ سے لے کر آسمان کی بلندیوں تک کوئی چیز بھی اس میں داخل نہیں ہو سکتی۔ اگر ہو جائے تو خود بخود جل کر راکھ ہو جاتی ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کو یہ سب کیسے معلوم ہوا"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہاں ایک کلب ہے جس کا نام سوئیٹی کلب ہے۔ اس کا مینجر اور مالک کنگ کراشو ہے۔ کنگ کراشو کے ہاتھ بے حد لمبے ہیں۔ میں نے اسے فون کر کے اس سے یہ ساری معلومات حاصل کی ہیں۔ کنگ کراشو ہی اس جزیرے پر سپلائی کرتا تھا"...... عمران نے جواب دیا۔

"پھر کیا سوچا ہے آپ نے۔ کیسے پہنچیں گے اس جزیرے تک"...... صفدر نے کہا۔

"اس کنگ کراشو نے ایک اہم بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس نے مجھے چونکا دیا ہے۔ ایکریمیا کی فوج میں ایک ہیلی کاپٹر ایسا موجود ہوتا ہے جسے کوڈ میں اڑن طشتری کہا جاتا ہے۔ اس ہیلی کاپٹر میں خصوصی طور پر ایسی مشینیں نصب ہوتی ہے کہ اس پر کسی قسم کی سائنسی ریز وغیرہ اثر نہیں کر سکتیں اور ایکریمین فوج کسی بھی

مشن کے دوران ایسے ہی معاملات میں اسے استعمال کرتی ہے اور کنگ کراشو نے کہا ہے کہ وہ بھاری رقم کے عوض یہ اڑن طشتری مہیا کر سکتا ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ہم اڑن طشتری کے ذریعے ایک بار فونکس جزیرے پر پہنچ جائیں پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب تک کیوں خاموش بیٹھے رہے ہو"...... جولیا نے کہا۔

"اس لئے کہ میرے نقطہ نظر سے کنگ کراشو کے ہاتھ اس قدر لمبے تو نہیں ہو سکتے کہ وہ ایکریمین فوج سے اڑن طشتری بھی اپنے طور پر حاصل کر سکے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ پہلے اس کنگ کراشو کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کر لی جائیں۔ پھر آگے بات کی جائے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ ہم اس ریز سرکل میں اس ہیلی کاپٹر کو اڑن طشتری سمجھ کر داخل ہو جائیں اور دوسرے لمحے وہاں ہماری راکھ وجود میں آجائے۔ اس طرح کہ نہ کہیں مزار بن سکے اور نہ ہی قوالیاں کرائی جا سکیں"۔ عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"لیکن عمران صاحب اس طرح تو صرف وقت ہی ضائع ہو گا اور زیادہ وقت ہمارے پاس نہیں ہے"...... صفدر نے کہا۔

"تمہارے پاس نہ ہو تو دوسری بات ہے۔ لیکن میرے پاس صرف یہی وقت ہی ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ تم ایسا کرو کہ اپنا بینک بیلنس میرے نام ٹرانسفر کر دو اور مجھ سے جتنا جی چاہے وقت لے لو"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات

ہوتی پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا اور لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"یس مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"انتھونی بول رہا ہوں مسٹر مائیکل"...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے کہا۔

"مسٹر مائیکل آپ کا تعلق پاکیشیا سے تو نہیں ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پاکیشیا۔ کیا کسی نئی تنظیم کا نام ہے"...... عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"براعظم ایشیا کا ایک ملک ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ارے میں تو نام ہی تم سے سن رہا ہوں۔ لیکن ہوا کیا ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں ایکریمیا کی کسی سرکاری تنظیم فری ساکس کا ایک سیٹ اپ موجود ہے۔ جس کا چیف گرمور ہے اور اس کے ساتھ بارہ کے قریب انتہائی تربیت یافتہ افراد موجود ہیں۔ گروپ کے چیف ایجنٹ کا نام ڈریک ہے۔ یہ ڈریک کنگ کراشو سے اس کے آفس میں ملا اور اس نے اسے بتایا کہ چیف کو اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سے کسی پرنس عمران نے اس سے فون پر بات کی ہے اور اس نے انہیں اڑن طشتری

فراہم کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ جس پر اس کنگ کراشو نے کہا کہ وہ انہیں چکر دے رہا ہے۔ کیونکہ اڑن طشتری تو وہ حاصل ہی نہیں کر سکتا۔ البتہ آر ایکس ہیلی کاپٹر اڑن طشتری بتا کر وہ انہیں دے دے گا اور اس سے انتہائی بھاری معاوضہ وصول کرے گا۔ آپ نے بھی چونکہ میرے ذمے یہ کام لگایا تھا کہ کیا کنگ کراشو اس قابل ہے کہ ایکریمین فوج سے اڑن طشتری حاصل کر سکے۔ اس لئے میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ کہیں آپ کا تعلق تو پاکیشیا سے نہیں ہے"۔ انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ہمارا کوئی تعلق پاکیشیا سے نہیں ہے۔ البتہ ہمارا تعلق بھی ایکریمیا کی ایک سرکاری ایجنسی سے ہے اور ہمیں بھی اطلاع ملی تھی۔ جس پر ہم معلوم کرنا چاہتے تھے کہ کیا واقعی کنگ کراشو اس قابل ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں مسٹر مائیکل وہ اس قابل نہیں ہے وہ صرف چکر دے کر دولت کمانا چاہتا ہے۔ یہ بات طے سمجھو"...... انتھونی نے جواب دیا۔

"اور اس گروپ نے کنگ کراشو کو کیا ہدایت کی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یہ کہ جب وہ پرنس عمران اس سے رابطہ کرے وہ فوراً انہیں اطلاع دے دے اور اس نے اس کی حامی بھر لی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ نے واقعی عقلمندی سے کام لیا ہے عمران صاحب کہ براہ راست اس کنگ کراشو سے رابطہ نہیں کیا ورنہ ہم یہاں خواہ مخواہ الجھ کر رہ جاتے"...... صفدر نے کہا۔

"یہی عقلمندی کے کام تو اب تک مجھے کنوارہ رکھے ہوئے ہیں ورنہ اب تک رقیب روسیاہ اوہ سوری میرا مطلب ہے رقیب روسفید غائب ہو چکا ہوتا۔ لیکن یہ عقل ہر بار آڑے آجاتی ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تمہاری یہ عقلمندی تو تمہیں اب تک زندہ رکھے ہوئے ہے"۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب، اب آپ کیا پلان بنائیں گے اس جزیرے تک پہنچنے کے لئے"...... صالحہ نے کہا۔

"مجھے تو لگتا ہے کہ ایک ہفتہ اسی سوچ بچار میں ہی گزر جائے گا"...... عمران کے بولنے سے پہلے تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے تنویر۔ اور اس طرح منہ اٹھا کر ہم وہاں نہیں پہنچ سکتے"...... جولیا نے کہا۔

"تو پھر بیٹھے سوچتے رہو"...... تنویر نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب میرا خیال ہے کہ ہمیں ڈبل زیڈ ٹائپ غوطہ خوری کے لباس پہن کر وہاں جانا چاہیے۔ کیونکہ اس لباس میں بھی

ایسے آلات موجود ہوتے ہیں جو پانی کے اندر ہر قسم کی ریز کے اثرات کو زیرو کر دیتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ لباس صرف ایکریمین نیوی کے پاس ہوتے ہیں۔ عام بازاروں میں نہیں ملتے۔ البتہ ایک کام ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے اب ایسا ہی ہوگا اور کوئی راستہ نہیں ہے"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا سوچا ہے"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"اب ایک ہی حل ہے کہ ہم ایکریمیا سے کوٹرام بوٹ منگوالیں اس سے کم از کم اتنا تو ہو جائے گا کہ ہم فوری طور پر ہلاک نہیں ہوں گے۔ پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن ایکریمیا سے تو اسے یہاں پہنچتے پہنچتے ہفتہ لگ جائے گا"...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران نے بغیر کوئی جواب دیئے فون کا رسیور اٹھا کر سیٹ کے نیچے موجود بٹن دبا کر اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس، سی مور کلب"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مائیکل بول رہا ہوں انتھونی سے بات کراؤ"...... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو انتھونی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد انتھونی کی آواز سنائی دی۔

"مائیکل بول رہا ہوں انتھونی"...... عمران نے کہا۔

"اوہ، آپ فرمایئے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔ شاید پہلی بار عمران نے اسے بھاری معاوضہ دے دیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ خوش ہو رہا تھا کہ اسے مزید بھاری معاوضہ حاصل کرنے کا سکوپ بن رہا ہے۔

"مسٹر انتھونی میں نے معلوم کر لیا ہے کہ آپ کا کوئی تعلق ایکریمیا یا اسرائیل سے نہیں ہے۔ اس لئے آپ کو بتایا جا رہا ہے کہ ہمارا تعلق واقعی پاکیشیا سے ہے اور ہم نے فونکس جزیرے پر پہنچنا ہے جب کہ کنگ کراشو نے مجھے بتایا تھا کہ فونکس کے گرد بیس میل کے اندر سمندر کی تہہ سے آسمان کی بلندیوں تک خصوصی ریز پھیلا دی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے وہاں کوئی داخل نہیں ہو سکتا اور اسی لئے اڑن طشتری کی بات ہوئی تھی۔ لیکن اب جبکہ آپ نے حتمی طور پر بتا دیا ہے کہ کنگ کراشو اڑن طشتری مہیا نہیں کر سکتا۔ تو کیا آپ ہمارے وہاں پہنچنے کا کوئی قابل عمل حل بتا سکتے ہیں۔ آپ کو منہ مانگا معاوضہ دیا جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"آپ ایک گھنٹے بعد دوبارہ مجھے فون کریں۔ پھر اس معاملے پر بات ہو سکے گی"...... انتھونی نے کہا۔

"کیوں۔ وجہ"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے مسٹر مائیکل کہ کنگ کراشو نے آپ کو درست بتایا ہے کہ فونکس کو ہر لحاظ سے سیف کر دیا گیا ہے۔ لیکن میرے ذہن میں

ایک بات آئی ہے۔ میں اسے چیک کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد بات کر سکوں گا کہ میں آپ سے معاوضہ وصول کر سکتا ہوں یا نہیں"۔ انتھونی نے کہا۔

"او کے، ٹھیک ہے۔ لیکن ہمیں قابل عمل حل چاہئے۔ یہ بات ذہن میں رکھنا"...... عمران نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں جناب، آپ بے فکر رہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ کیا کرے گا"...... جولیا نے کہا۔

"یہ یہاں کا رہائشی ہے اور خاصا بااثر آدمی ہے۔ اس کا تعلق بحری سمگلنگ سے ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کوئی ایسی بات اس کے نوٹس میں ہو۔ جس سے ہمیں فائدہ پہنچ سکے اور آزمانے میں کوئی حرج نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن یہ اس فری ساکس گروپ کو بھی اطلاع دے کر وہاں سے بھی معاوضہ لے سکتا ہے اور اس صورت میں ہم چوہوں کی طرح مارے جائیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں، اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو وہ ہم سے پہلے ہی اس بارے میں بات نہ کرتا اور ویسے بھی ایسے سرکاری گروپ وہ معاوضہ نہیں دے سکتے جو ہم دے سکتے ہیں"...... عمران نے کہا تو اس بار جولیا نے بھی مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔ پھر ایک گھنٹے بعد عمران نے ایک بار پھر انتھونی سے فون پر رابطہ کیا۔

"کیا رپورٹ ہے مسٹر انتھونی"....... عمران نے کہا۔

"مسٹر مائیکل اگر آپ بیس لاکھ ڈالر دینے کی حامی بھریں تو آپ کو اس جزیرے تک پہنچایا جا سکتا ہے۔اس کے بعد کی ذمہ داری ہم پر نہیں ہو گی"....... دوسری طرف سے انتھونی نے کہا۔

"ٹھیک ہے مل جائیں گے بیس لاکھ ڈالر۔لیکن کیا پلان ہے مجھے تفصیل بتاؤ"....... عمران نے کہا۔

"فونکس جزیرے سے پچیس میل کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا ٹاپو ہے۔جسے بلیک ٹاپو کہا جاتا ہے۔آپ کو اس ٹاپو پر ایک ہیلی کاپٹر سے پہنچایا جائے گا۔اس سے پہلے اس ٹاپو پر ایک خصوصی ساخت کی بند لانچ پہنچا دی جائے گی۔یہ بند لانچ میٹرو گن کہلاتی ہے۔اگر آپ میٹرو گن کے بارے میں نہ جانتے ہوں تو میں بتا دوں کہ اس کی سپیڈ گن سے نکلنے والی گولی سے بھی تیز ہوتی ہے اور اس کے اندر ایسے آلات نصب ہوتے ہیں کہ اس پر کسی قسم کی کوئی سائنسی ریز اثر نہیں کر سکتی اور یہ لانچ اس ٹاپو سے زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ میں فونکس جزیرے پر پہنچ جائے گی اور آپ کو وہاں ڈراپ کر کے واپس آ جائے گی۔یہ چونکہ پانی کے اندر چلتی ہے اس لئے باہر سے نظر نہیں آ سکتی"....... انتھونی نے کہا۔

"کیا میٹرو گن واقعی یہاں مل جائے گی۔کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ یہ بھی اڑن طشتری کے انداز کی لانچ ہوتی ہے جو ایکریمین نیوی کے خصوصی استعمال میں رہتی ہے"....... عمران نے کہا۔

"ہاں یہاں گارشیا میں ایکریمین نیوی کا ایک اڈہ ہے اور یہاں میٹرو گن بھی موجود ہے۔میں نے بھاری معاوضے پر اسے ہائر کر لیا ہے"....... انتھونی نے جواب دیا۔

"لیکن فونکس جزیرے پر ایکریمین میزائل اڈہ ہے۔کہیں تمہارا میٹرو گن پائلٹ وہاں جانے سے ہی انکار نہ کر دے"....... عمران نے کہا۔

"اس سے بات طے ہو چکی ہے۔وہ بھاری معاوضے کی خاطر اس کے لئے تیار ہے۔البتہ وہ آپ کو فونکس جزیرے کے اس حصے میں ڈراپ کرے گا جو ویران ہے اور ایکریمین اڈے کی مخالف سمت میں ہے"....... انتھونی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔پھر کیسے اس پروگرام پر عمل ہو گا"....... عمران نے کہا۔

"آپ میرے کلب پہنچ جائیں۔آپ رقم مجھے دیں گے تو میں آپ کو ایک خصوصی پورٹ پر پہنچا دوں گا۔وہاں سے ہیلی کاپٹر آپ کو ٹاپو پر لے جائے گا اور اس کے بعد آپ میٹرو گن کی مدد سے فونکس جزیرے پر پہنچ جائیں گے"....... انتھونی نے جواب دیا۔

"او کے ہم آ رہے ہیں"....... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آؤ چلیں۔اگر میٹرو گن لانچ ہائر ہو سکتی ہے تو پھر ہم آسانی سے فونکس پہنچ سکتے ہیں"....... عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب وہاں ہمیں اسلحہ بھی چاہئے ہو گا۔خصوصی

ساخت کا اسلحہ اس کا کیا ہوگا"........ صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"انتھونی کے ذریعے وہیں مل جائے گا۔ وہ خصوصی اسلحے کا سمگلر ہے اور اس سے بات ہو چکی ہے"........ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرہ میں آفس ٹیبل کے پیچھے کرسی پر ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے میز پر ایک کمپیوٹر نما مشین موجود تھی۔ جس کی سکرین روشن تھی اور یہ سکرین چار حصوں میں بٹی ہوئی تھی اور چاروں حصوں میں سمندر نظر آ رہا تھا۔ اس آدمی کے ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی اور وہ شراب پینے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر بوتل کو میز پر رکھا اور رسیور اٹھالیا۔

"یس کرنل مارکس بول رہا ہوں"........ اس آدمی نے بھاری لہجے میں کہا۔

"رالف بول رہا ہوں"........ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی تو کرنل مارکس چونک پڑا۔

"اوہ آپ باس فرمایئے"........ کرنل مارکس نے کہا۔

"مجھے ایک انتہائی اہم اطلاع ملی ہے کرنل مارکس"...... رالف نے کہا۔

"کیسی اطلاع باس"...... کرنل مارکس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کو وائٹ روز میزائل کے بارے میں علم ہو گیا ہے اور اس کی ٹیم کسی بھی وقت فونکس پہنچ سکتی ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل مارکس بے اختیار چونک پڑا۔

"فونکس پہنچ سکتی ہے وہ کیسے باس۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ یہاں کس قسم کے حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"ہاں، مجھے معلوم ہے لیکن مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ایسے انتظامات نہیں روک سکتے۔ وہ بہرحال کوئی نہ کوئی راستہ نکال لیں گے۔ اس لئے میں نے تمہیں کال کیا ہے کہ تم اپنے طور پر ہائی الرٹ رہو۔ وائٹ روز میزائل کو ہر صورت میں محفوظ رہنا چاہئے"...... رالف نے کہا۔

"لیکن باس آپ کو اس قدر حتمی اطلاع کیسے ملی"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"گارشیا میں فری ساکس کا ایک سیٹ اپ موجود ہے۔ کیونکہ میرے ذہن میں پہلے سے ہی یہ سچوئیشن تھی۔ گو یہ منصوبہ انتہائی خفیہ رکھا گیا ہے لیکن اس کے باوجود پاکیشیا سیکرٹ سروس تک اس

کی اطلاع پہنچ سکتی تھی اور یقیناً وہ لوگ گارشیا سے ہی فونکس پہنچ سکتے ہیں۔ اس لئے گارشیا میں ہمارا نیٹ ورک موجود ہے۔ اس طرح رگامیگا میں بھی نیٹ ورک قائم کیا گیا تھا کہ اگر یہ لوگ وہاں پہنچیں تو ان کو وہیں الجھا دیا جائے اور اب تک یہ منصوبہ خفیہ رہا اور پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کو نشانہ بنا دیا جاتا لیکن ٹارگٹ فوکس نہ ہونے کی وجہ سے مجبوراً ایک ہفتہ مزید انتظار کرنا پڑ رہا ہے۔ مجھے گارشیا میں موجود نیٹ ورک کے چیف نے اطلاع دی ہے کہ وہاں کے ایک کلب کے مالک کنگ کراشو کو پاکیشیا سے پرنس عمران نے فون کر کے فونکس کے بارے میں تفصیلات معلوم کی ہیں تو میں سمجھ گیا کہ یہ پرنس عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا خطرناک ترین ایجنٹ علی عمران ہے اور فونکس اور وائٹ روز آئی لینڈ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا مطلب ہے کہ انہیں سب کچھ معلوم ہو چکا ہے۔ گو نیٹ ورک چیف نے اس کنگ کراشو کو کہہ دیا ہے کہ عمران جیسے ہی اس سے رابطہ کرے وہ اسے اطلاع دے اور وہ خود بھی کنگ کراشو کی نگرانی کرا رہا ہے۔ لیکن ابھی تک کنگ کراشو سے کسی نے رابطہ ہی نہیں کیا۔ جبکہ یہ بات پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مزاج کے خلاف ہے کہ وہ کسی بھی مشن پر اتنی دیر کریں۔ وہ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے کے عادی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں کسی طرح اس بات کی اطلاع مل گئی ہو کہ کنگ کراشو کی نگرانی کی جا رہی ہے۔ اس لئے انہوں نے کنگ کراشو سے رابطہ ہی نہ کیا ہو اور دوسری

بات یہ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس صرف اپنے ٹارگٹ کی طرف توجہ دیتی ہے۔ ادھر ادھر نہیں بھاگتی اور ان کا ٹارگٹ فونکس ہی ہے۔ اس لئے میں نے تمہیں کال کیا ہے کہ تم پوری طرح الرٹ ہو جاؤ۔ ہم نے ہر صورت میں وائٹ روز میزائل سے پاکیشیا کے ایٹمی مراکز تباہ کرنے ہیں"۔ رالف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس فونکس کے گرد تو ایسی ریز کا گھیرا ہے کہ وہ یہاں کسی صورت بھی زندہ یا مردہ نہیں پہنچ سکتے"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"مجھے سب معلوم ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی کچھ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ یہ عمران بذات خود بہت بڑا سائنسدان ہے۔ وہ ان ریز کا بھی کوئی توڑ نکال سکتا ہے"...... رالف نے کہا۔

"اوکے باس، آپ بے فکر رہیں۔ اول تو وہ لوگ یہاں پہنچ ہی نہیں سکتے اور اگر پہنچ بھی گئے تو یہاں قدم قدم پر ان پر موت جھپٹ پڑے گی"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"اوکے، ہر طرح سے ہوشیار رہنا"...... رالف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل مارکس نے رسیور رکھ دیا۔

"باس بھی کمال کرتا ہے۔ یہ لوگ کیسے یہاں پہنچ سکتے ہیں اور اگر پہنچ بھی جائیں تو ایک لمحے میں ختم کر دیئے جائیں گے"...... کرنل مارکس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"مارٹی بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز

سنائی دی۔

"مارٹی، وائٹ روز لیبارٹری کو سیلڈ کر دو اور تمام مشینری آن کر دو"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"اوہ، کیوں باس۔ کیا کوئی خطرہ ہے"...... مارٹی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل مارکس نے مختصر طور پر اسے چیف رالف کی کال کے بارے میں بتا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی باس۔ لیکن اس صورت میں ہم انہیں باہر ہلاک نہیں کر سکیں گے"...... مارٹی نے کہا۔

"کیوں"...... کرنل مارکس نے چونک کر پوچھا۔

"کیونکہ لیبارٹری سیلڈ ہو جائے گی۔ البتہ باہر صرف ایک سسٹم ایسا ہے کہ ہم اندر سے ریز فائر کر کے انہیں بے ہوش کر سکتے ہیں۔ لیکن انہیں ہلاک کرنے کے لئے بہرحال لیبارٹری کے سپیشل وے کو کھولنا پڑے گا"...... مارٹی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی کر لیں گے۔ بہرحال جیسا میں نے کہا ہے ویسے کرو اور پھر مجھے اطلاع بھی دو"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل مارکس نے رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر شراب کی بوتل اٹھا کر اس کے منہ سے لگا لی۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد انٹرکام کی مخصوص گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس کرنل مارکس بول رہا ہوں"....... کرنل مارکس نے کہا۔

"مارٹی بول رہا ہوں باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے"....... دوسری طرف سے مارٹی نے کہا۔

"او کے، تم بھی ہر طرح سے الرٹ رہنا"....... مارکس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب اس کی نظریں اچانک سامنے موجود روشن سکرین پر پڑیں تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کی نظریں حیرت کی شدت سے پھیلتی چلی گئیں۔ کیونکہ سکرین کے ایک حصے میں اس نے سمندر کے اندر ایک سیاہ رنگ کی چیز کو انتہائی تیز رفتاری سے جزیرے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔

"یہ، یہ کیا ہے۔ کیا مطلب"....... کرنل مارکس نے کہا۔ اسی لمحے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس"....... کرنل مارکس نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"باس ٹاپو کی طرف سے میٹروگن جزیرے کی طرف آ رہی ہے"....... مارٹی کی حیرت سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میٹروگن وہ کیا ہوتی ہے اور یہ ریز کی حدود میں کیسے چل رہی ہے"....... کرنل مارکس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ ایک بند خصوصی لانچ ہوتی ہے جو پانی کے اندر تیرنے کے انداز میں چلتی ہے لیکن ہوتی یہ لانچ ہے۔ یہ ایکریمین نیوی کے خصوصی استعمال میں رہتی ہے اور اس کے اندر ایسے آلات نصب ہوتے ہیں کہ کسی قسم کی ریز اس پر اثرانداز نہیں ہو سکتی"۔ مارٹی

نے کہا۔

"ہونہہ، اس کا مطلب ہے کہ چیف رالف کا خدشہ درست ثابت ہوا ہے۔ بہرحال اب انہیں ہلاک ہونا پڑے گا۔ تم نے الرٹ رہنا ہے"....... کرنل مارکس نے کہا۔

"یس باس۔ جیسے ہی یہ لوگ جزیرے پر پہنچیں گے۔ انہیں بے ہوش کر دیا جائے گا"....... مارٹی نے کہا اور کرنل مارکس نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اب اس کی نظری سکرین پر جیسے چپک سی گئی تھیں۔ وہ سیاہ رنگ کی چیز انتہائی تیز رفتاری سے جزیرے کی طرف بڑھ رہی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ جزیرے کے کنارے پر پہنچ کر رک گئی۔ اس کے ساتھ ہی وہ اوپر کو اٹھی اور سطح سمندر پر تیرنے لگی۔ چند لمحوں بعد اس کا ایک حصہ کھلا اور اس میں سے ایک آدمی باہر نکلا اور اس نے جزیرے پر چھلانگ لگا دی۔

"اس کے بعد یکے بعد دیگرے اس کھلے حصے میں سے دو عورتیں اور تین مرد بھی جزیرے پر اتر گئے۔ ان تینوں کی پشت پر سیاہ رنگ کے بیگ بندھے ہوئے تھے۔ اور یہ سب کے سب ایکریمین تھے۔ ان سب کے باہر آتے ہی میٹروگن کا کھلا حصہ بند ہو گیا اور وہ سمندر کے اندر اترتی چلی گئی۔ پھر وہ کافی نیچے جا کر تیزی سے مڑ کر واپس جانے لگی۔ لیکن اب کرنل مارکس کی نظریں ان لوگوں پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ لوگ ادھر ادھر کا جائزہ لے رہے تھے۔ وہ ابھی آپس میں باتیں ہی کر رہے تھے کہ اچانک وہ سب یکلخت لڑکھڑائے اور پھر اس طرح نیچے

گرنے لگے جیسے حشرات الارض زہریلی دوا چھڑکنے سے گرتے ہیں۔

اسی لمحے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل مارکس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"مارٹی بول رہا ہوں باس۔ میں نے انہیں بے ہوش کر دیا ہے۔ اب اگر آپ اجازت دیں تو میں باہر جا کر انہیں ہلاک کر دوں"۔ مارٹی نے کہا۔

"نہیں لیبارٹری کو اوپن نہیں کرنا۔ میں جنرل ہنری کے کمانڈر کو کال کر کے کہہ دیتا ہوں۔ وہ انہیں ہلاک کر دے گا"...... کرنل مارکس نے اچانک ایک خیال کے تحت کہا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے باس۔ جبکہ یہ لوگ بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اور میں آسانی سے ان کا خاتمہ کر سکتا ہوں۔ اس طرح ان کی موت کا کریڈٹ ہمیں ملے گا"...... مارٹی نے کہا۔

"میں کسی صورت بھی لیبارٹری اوپن نہیں کرنا چاہتا۔ چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ آپ بہرحال بہتر سمجھتے ہیں"...... مارٹی نے دوسری طرف سے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا تو کرنل مارکس نے انٹرکام کا رسیور رکھا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس جنرل کمانڈر آفس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ

آواز سنائی دی۔

"کرنل مارکس بول رہا ہوں۔ چیف سیکورٹی آفیسر وائٹ روز سسٹم"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"یس سر فرمایئے"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کمانڈر سمتھ سے بات کراؤ"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو کمانڈر سمتھ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کمانڈر سمتھ وائٹ روز سسٹم ایریئے میں شمال مشرق کی طرف ساحل پر دو عورتیں اور چار مرد جن کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے پہنچ چکے ہیں اور یہ لوگ انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ ہم نے انہیں بے ہوش کر دیا ہے۔ آپ اپنے آدمی بھیج کر انہیں ہلاک کرا دیں اور ان کی لاشیں اٹھا کر لے جائیں"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"اوہ، اوہ مگر یہ لوگ یہاں کیسے پہنچ گئے"...... کمانڈر سمتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ یہ لوگ انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ انہوں نے کہیں سے میٹرو گن لانچ حاصل کر لی اور اس میٹرو گن لانچ کی مدد سے وہ تمام حفاظتی ریز کو زیرو کرتے ہوئے یہاں پہنچ گئے۔

لیکن چونکہ ہمیں ان کی آمد کی پہلے سے اطلاع تھی۔ اس لئے ہم چوکنا تھے۔ ہم نے سیکورٹی ایریئے کو مستقل طور پر سیلڈ کر دیا ہے اور پھر خصوصی ریز کی وجہ سے انہیں بے ہوش کیا گیا ہے۔ لیکن اب چونکہ میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔ ورنہ تو ہمارے آدمی سپیشل وے کھول کر انہیں ہلاک کر دیتے۔ اس لئے اب یہ کام آپ نے کرنا ہے۔ لیکن جنہیں بھیجیں انہیں کہیں کہ وہ پوری طرح محتاط اور چوکنا رہیں"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"جب وہ بے ہوش پڑے ہیں کرنل مارکس تو پھر خطرے کی کیا بات ہو سکتی ہے"...... کمانڈر سمتھ نے کہا۔

"کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے بار بار کہہ رہا ہوں کہ آپ محتاط رہیں"...... کرنل مارکس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے کرنل مارکس آپ بے فکر رہیں۔ میں انہیں اٹھوا کر یہاں منگوا لیتا ہوں پھر میں خود ہی انہیں ہلاک کر دوں گا۔ اس طرح تسلی رہے گی"...... کمانڈر سمتھ نے کہا۔

"ان کو ہر صورت میں ہلاک ہونا چاہئے۔ ہوش میں آنے سے پہلے اس بات کا خیال رکھیں"...... کرنل مارکس نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں کرنل مارکس ویسے ہی ہو گا جیسے آپ نے کہا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل مارکس نے رسیور رکھ دیا۔ ایک بار تو اس کا دل چاہا تھا کہ وہ سپیشل وے کھول کر خود باہر جا کر انہیں ہلاک کر دے لیکن پھر وہ اس لئے رک گیا کہ وہ کسی

صورت بھی لیبارٹری اوپن کرنا نہ چاہتا تھا۔ ویسے چونکہ وہ کافی طویل عرصے سے یہاں تھا اور ایک ماہ پہلے جو سخت پابندیاں لگائی گئی تھی۔ اس سے پہلے وہ ایکریمین میزائل اڈے میں بھی آتا جاتا رہتا تھا۔ اس لئے وہ کمانڈر سمتھ کو اچھی طرح جانتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ کمانڈر سمتھ نے انہیں زندہ اٹھوانے کا فیصلہ کیوں کیا ہے۔ کیونکہ اس گروپ میں دو عورتیں بھی شامل ہیں اور پابندی لگنے کے بعد چونکہ کوئی عورت بھی یہاں نہ آسکتی تھی۔ جبکہ کمانڈر سمتھ عیاش طبع آدمی تھا۔ اس لئے اس نے یہ سارا کھیل صرف ان دو عورتوں کو بچانے کے لئے کھیلا تھا۔ لیکن وہ اس لئے خاموش ہو گیا تھا کیونکہ اس کے نزدیک یہ عورتیں تو ان ایجنٹوں کی گرل فرینڈز کے طور پر ساتھ آئی ہوں گی اور اصل خطرہ مردوں سے ہے اور اسے معلوم تھا کہ کرنل کمانڈر سمتھ بہرحال ان مردوں کو ہلاک کرا دے گا۔

عمران کی آنکھ کھلی تو اس کے ذہن میں فوراً ہی سابق مناظر گھوم گئے ۔اسے یاد تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت انتھونی کی طرف سے مہیا کردہ میٹروگن لانچ میں سوار ہو کر فونکس جزیرے پر پہنچ گئے تھے ۔ میٹروگن میں واقعی ایسے آلات نصب تھے کہ اس پر کسی قسم کی ریز اثرانداز نہیں ہو سکتی تھی اور پھر میٹروگن کسی آبدوز کی طرح پانی کی سطح سے نیچے ہو کر چلتی تھی اور اس کی رفتار بھی بے حد تیز تھی ۔اس لئے وہ دس منٹ کے اندر ٹاپو سے جزیرے پر صحیح سلامت پہنچ گئے تھے اور میٹروگن لانچ انہیں جزیرے پر ڈراپ کر کے واپس چلی گئی تھی اور وہ ابھی ادھر ادھر کا جائزہ ہی لے رہے تھے کہ اچانک ایک درخت کی اوپر والی شاخوں میں یکلخت تیز روشنی انہیں ایک لمحے کے لئے نظر آئی اور پھر غائب ہو گئی ۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کے ذہنوں پر بھی سیاہ چادر سی پھیلتی چلی گئی اور اب اس کی آنکھیں کھلی تھیں ۔اس نے

بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی اور پھر تھوڑی دیر کی جدوجہد کے بعد وہ اٹھ کر بیٹھ جانے میں کامیاب ہو گیا۔اس کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں رسی سے بندھے ہوئے تھے ۔جبکہ اس کے دونوں پیر بھی رسی سے باندھ دیئے گئے تھے ۔وہ ایک تہہ خانے نما کمرے میں تھے ۔ اس کے ساتھ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بھی تھے جبکہ جولیا اور صالحہ دونوں وہاں موجود نہ تھیں ۔عمران نے انگلیاں موڑ کر رسی کی گانٹھ چیک کرنا شروع کر دی ۔چونکہ رسی کلائیوں پر ہاتھوں سے کافی دور بندھی ہوئی تھی ۔اس لئے وہ اسے ناخنوں میں موجود بلیڈوں کی مدد سے کاٹ نہ سکتا تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد اس کی انگلیاں گانٹھ کی مخصوص رسی تک پہنچ گئیں اور یہ محسوس کر کے اسے حیرت ہوئی کہ یہ گانٹھ جس انداز میں باندھی گئی تھی ۔یہ انداز فوجی کمانڈوز میں بے حد مقبول تھا۔ اس نے رسی کے سرے کو کھینچ کر گانٹھ کو کھولا اور دونوں ہاتھ آزاد ہوتے ہی اس نے تیزی سے اپنے پیروں پر بندھی ہوئی رسی کو بھی کھول لیا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے تہہ خانے نما کمرے کے بند دروازے کو اندر سے لاک کر دیا۔ پھر وہ واپس مڑا اور اس نے جھک کر صفدر کو چیک کیا۔اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ صفدر کی حالت بتا رہی تھی کہ اس پر گیس کے اثرات کافی کم ہو گئے ہیں ۔اس نے جلدی سے اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کیا اور چند لمحوں بعد جب صفدر کے جسم میں حرکت

فوجی یونیفارمز تھیں۔ میز پر دو مختلف رنگوں کے فون بھی موجود تھے۔ عمران نے سیدھے ہوتے ہی اس اٹھنے کے لئے ٹانگیں سمیٹتے ہوئے فوجی کی گردن پر پیر رکھ کر اسے موڑ دیا تو اس کی ٹانگیں ایک جھٹکے سے سیدھی ہو گئیں۔ اس کے منہ سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں اور اس کا چہرہ تیزی سے مسخ ہونے لگ گیا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... عمران نے پیر کو واپس موڑتے ہوئے کہا۔

"ٹونی۔ ٹونی۔ کیپٹن ٹونی"...... اس آدمی نے رک رک کر کہا۔

"یہ کون سی جگہ ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یہ سیکورٹی آفس ہے"...... ٹونی نے جواب دیا۔ عمران ساتھ ساتھ پیر کو آگے پیچھے موڑتا جا رہا تھا۔

"کمانڈر کون ہے اور ہمیں یہاں کون لایا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"آپ کو کمانڈر سمتھ لایا ہے یہاں۔ وائٹ روز میزائل اڈے کے ایریئے میں تم سب بے ہوش پڑے تھے۔ وہاں کے سیکورٹی انچارج کرنل مارکس کا فون آیا کہ تم انتہائی خطرناک پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔ اس لئے کمانڈر سمتھ تم سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا"...... ٹونی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر عمران نے اس سے مزید سوالات کر کے ساری صورتحال معلوم کر لی تو اس نے پیر کو ایک جھٹکے سے اوپر کر دیا اور ٹونی کی آنکھیں یکلخت بے نور ہوتی چلی گئیں۔ عمران تیزی سے

مڑا اور اس نے دوسرے فوجی کی گردن پر بھی پیر رکھ کر اسے مخصوص انداز میں دبا کر موڑا تو دوسرا آدمی بھی ہلاک ہو گیا۔ عمران نے ان دونوں کو گھسیٹ کر ایک طرف ڈال دیا اور تیزی سے مڑ کر وہ واپس سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

"میں عمران ہوں"...... عمران نے کمرے کے دروازے کے قریب پہنچ کر کہا اور پھر دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو اس کے ساتھی وہاں موجود تھے۔

"چلو جلدی کرو ہم انتہائی خطرے میں ہیں اور ابھی صالحہ اور جولیا کو بھی ٹریس کرنا ہے۔ آؤ"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب اس کمرے میں پہنچ گئے۔ جہاں ان دونوں فوجیوں کی لاشیں موجود تھیں۔ وہاں الماری سے انہیں اپنے مطلب کا اسلحہ بھی مل گیا۔ ٹونی سے عمران نے معلوم کر لیا تھا کہ صالحہ اور جولیا دونوں دوسری طرف کے ایک کمرے میں موجود ہیں۔ اس لئے عمران تنویر کو ساتھ لے کر اس کمرے میں پہنچ گیا۔ وہاں صالحہ اور جولیا دونوں فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی تھیں۔ ان کے ہاتھ اور پیر رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ عمران نے انہیں بھی ناک اور منہ ہاتھوں سے دبا کر ہوش دلایا اور پھر ان کی رسیاں کھول دیں۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ دونوں پوری طرح ہوش میں آ گئیں تو عمران انہیں ساتھ لے کر واپس اسی کمرے میں آیا ہی تھا کہ میز پر موجود سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر

رسیور اٹھالیا۔

"یس کیپٹن ٹونی بول رہا ہوں"........ عمران نے ٹونی کی آواز اور لہجے میں کہا۔

"کمانڈر سمتھ بول رہا ہوں"........ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس کمانڈر"........ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیپٹن ٹونی ابھی میٹنگ میں خاصی دیر ہے تو ان دونوں لڑکیوں کو مزید بے ہوشی کے انجکشن لگادو اور ان مردوں کو گولی مار کر ہلاک کر دو"........ دوسری طرف سے کمانڈر سمتھ نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"........ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"یہاں اسلحہ موجود ہے اور ہم نے اس عمارت پر قبضہ کرنا ہے۔ یہاں جتنے بھی افراد موجود ہوں ان سب کو بغیر فائرنگ کے ہلاک کر دو۔ میں باہر جا کر اس عمارت کی پوزیشن خود چیک کرنا چاہتا ہوں"........ عمران نے رسیور رکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور عمران تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ گو اس نے کیپٹن ٹونی سے معلوم کر لیا تھا کہ یہ عمارت میزائل اڈے سے ہٹ کر بنی ہوئی ہے اور وائٹ روز میزائل ایریا ایکریمین میزائل اڈے سے مشرق کی طرف ہے اور میزائل اڈے میں ایسی کوئی مشینری موجود نہیں ہے جس کے ذریعے وہ اندر بیٹھ کر باہر کی نگرانی

کر سکیں۔ کیونکہ ان کے نقطہ نظر سے یہاں کوئی پہنچ ہی نہیں سکتا۔ اس لئے یہاں کسی قسم کی نگرانی کا کوئی سسٹم ہی نہ رکھا گیا تھا۔ البتہ کیپٹن ٹونی نے عمران کو بتایا تھا کہ وائٹ روز میزائل اڈہ کے اندر سیکورٹی آفس لیبارٹری اور میزائل اڈے سے ملحقہ ہے اور یہ پورا میزائل اڈہ اور لیبارٹری زیر زمین ہے اور وہاں ایسی مشینری نصب ہے جو نہ صرف اڈے کے چاروں طرف کے علاقے کو بلکہ جزیرے کے چاروں طرف موجود سمندر کی بھی چیکنگ کرتی رہتی ہے اور وہاں سیکورٹی کا انچارج کرنل مارکس ہے جبکہ مشینری انچارج مارٹی ہے اور کوئی نہیں ہے۔ لیکن عمران صرف کیپٹن ٹونی کی بات کا اعتماد نہ کرنا چاہتا تھا بلکہ خود بھی حالات کو چیک کرنا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ عمارت کے باہر پہنچ گیا۔ اس نے دیوار کی اوٹ سے جزیرے کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ جنوب کی طرف اس عمارت سے تقریباً دو سو گز کے فاصلے پر ایک وسیع عمارت تھی جو دائرے کی صورت میں بنی ہوئی تھی۔ درمیان میں ایک اونچا مینار سا بنا ہوا تھا۔ یہ مینار کسی دھات کا بنایا گیا تھا۔ عمران اسے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ بین الاعظمی میزائلوں کو فائر کرنے کا سپورٹنگ مینار ہے جو ایسے میزائلوں کو ایڈجسٹ کرنے کے لئے لازمی بنایا جاتا ہے۔ لیکن اس عمارت کے گرد چاروں طرف خاصی اونچی دیواریں تھیں۔ نجانے اس کا گیٹ اور داخلی راستہ کس طرف تھا۔ بہرحال گیٹ اور راستہ عمارت کے اس کونے سے نظر نہ آرہا تھا۔ جبکہ جزیرے پر درخت بھی خاصی تعداد میں موجود تھے۔

لیکن یہ درخت چھوٹے چھوٹے جھنڈوں کی صورت میں بکھرے ہوئے تھے۔ البتہ پورے جزیرے پر سفید رنگ کے پھول ہر طرف پھیلے ہوئے نظر آرہے تھے۔ لیکن ان پھولوں میں کوئی خوشبو نہ تھی۔ عمران کی نظریں اس جانب جمی ہوئی تھیں جہاں کیپٹن ٹونی کے مطابق وائٹ روز میزائل اڈہ زیرزمین واقع تھا۔ عمران سوچ رہا تھا کہ آخر کس طرح کرنل مارکس کی نظروں سے بچ کر وہاں پہنچا جا سکتا ہے اور کس طرح اس اڈے کا راستہ کھلوایا جا سکتا ہے۔ لیکن کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی۔

"عمران۔ عمران"...... اچانک اسے اپنے عقب میں جولیا کی آواز سنائی دی تو وہ چونک کر مڑا اور تیزی سے اندر کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا ہوا"...... عمران نے کہا۔

"فون کال ہے۔ یہ لو کارڈلیس فون پیس"...... جولیا نے ہاتھ میں موجود فون پیس عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ عمران نے فون پیس لے کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو کیپٹن ٹونی بول رہا ہوں"...... عمران نے کیپٹن ٹونی کی آواز میں کہا۔

"کرنل مارکس بول رہا ہوں۔ بڑی دیر بعد کال اٹنڈ کی ہے تم نے"...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں کمانڈر سمتھ صاحب کے حکم کی تعمیل میں مصروف تھا جناب"...... عمران نے جواب دیا۔

"ان عورتوں اور مردوں کا کیا ہوا۔ جنہیں کمانڈر سمتھ میرے ایریئے سے لے گیا تھا"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"ان چاروں مردوں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ جبکہ ان دونوں عورتوں کو طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا دیئے گئے ہیں۔ کیونکہ کمانڈر صاحب سپیشل میٹنگ میں مصروف ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ان مردوں کو ہوش میں لایا گیا تھا"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"نہیں جناب بے ہوشی کے دوران گولیاں ماری گئی ہیں"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اگر یہ کام کرنا تھا تو وہ یہاں بھی تو ہو سکتا تھا"۔ کرنل مارکس نے کہا۔

"کمانڈر صاحب ان سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن جنرل صاحب نے سپیشل میٹنگ کال کر لی اور کمانڈر صاحب کو فوری وہاں جانا پڑا اور ابھی آپ کے فون آنے سے تھوڑی دیر بعد پہلے انہوں نے مجھے فون کر کے حکم دیا کہ چونکہ میٹنگ میں ابھی کافی دیر ہے اس لئے میں ان مردوں کو گولی مار کر ہلاک کر دوں اور ان عورتوں کو طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا دوں۔ میں اس کام میں مصروف تھا کہ آپ کی کال آ گئی اور اسی لئے کال اٹنڈ کرنے میں دیر لگی"...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ، ٹھیک ہے۔بہرحال انہیں فوری ہلاک ہونا چاہئے تھا۔ یہ انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں۔ البتہ یہ بتاؤ کہ یہ دونوں عورتیں کیسی ہیں۔میرا مطلب ہے کہ تمہارے کمانڈر کو پسند بھی آئی ہیں یا نہیں"...... دوسری طرف سے کرنل مارکس نے قدرے اوباشانہ لہجے میں کہا۔

"آپ تو جانتے ہیں جناب پھر بھی پوچھ رہے ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو کرنل مارکس بے اختیار ہنس پڑا۔

"کمانڈر آئے تو اسے میرا پیغام دے دینا کہ بانٹ کر کھانا اچھا ہوتا ہے"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"آپ حکم دیں جناب تو ان میں سے ایک کو آپ کے پاس پہنچا دوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں، ابھی ایک ہفتے تک تو لیبارٹری کو کسی صورت اوپن نہیں کیا جا سکتا۔البتہ ایک ہفتے بعد جب مشن مکمل ہو جائے گا تو پھر لیبارٹری بھی اوپن کر دی جائے گی۔اس کے بعد میں خود وہاں آجاؤں گا۔اوکے گڈ بائی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے فون پیس آف کیا اور واپس عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔اس کے ساتھی وہاں موجود تھے۔ عمران نے فون پیس جولیا کو واپس کر دیا۔

"کس کا فون تھا"...... جولیا نے پوچھا۔

"کرنل مارکس کا۔اسے بے چینی تھی کہ مردوں کو ہلاک کیا گیا

ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"کون سے مردوں کو"...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"ظاہر ہے اس گروپ میں ہم ہی مرد ہیں۔اب جولیا اور صالحہ کو تو مردوں میں شامل نہیں کیا جا سکتا"...... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ جبکہ صفدر کے چہرے پر ہلکی سی شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"عمران صاحب یہاں چھ افراد موجود تھے۔انہیں گردنیں توڑ کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔لیکن اب ہم نے کیا کرنا ہے۔کسی بھی لمحے کوئی یہاں آسکتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"مشن مکمل کرنا ہے۔ ہمارا ٹارگٹ زیرزمین لیبارٹری ہے۔ جہاں اندر بھی ایسی مشینری موجود ہے جس کی مدد سے باہر چیکنگ کی جارہی ہے اور نہ صرف چیکنگ کی جارہی ہے بلکہ اندر سے بے ہوش کر دینے والی ریز فائر کر کے ہمیں بے ہوش بھی کیا جا سکتا ہے۔جبکہ لیبارٹری کو ایک ہفتے کے لئے مکمل طور پر سیلڈ کر دیا گیا ہے اور یہاں ہم واقعی آتش فشاں کے دہانے پر موجود ہیں۔جیسے ہی یہاں فوجی آئے اور انہیں یہاں لاشیں ملیں تو پورے جزیرے پر ہماری تلاش شروع ہو جائے گی اور اس جزیرے کے گرد ایسی ریز موجود ہیں کہ جیسے ہی ہم سمندر میں اترے ہمارے جسم جل کر راکھ ہو جائیں گے"۔عمران نے کہا۔

"تو پھر ہمیں رات تک یہیں رہنا ہوگا۔جو آئے اسے بھی ہلاک کر

دیں پھر رات کو آگے بڑھیں"...... اس بار صالحہ نے کہا۔

"جو مشینری نصب ہے وہ دن رات میں فرق نہیں کرتی۔ اس لئے ہمیں کچھ اور سوچنا ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب کہ ہمیں پہلے اس جزیرے پر مکمل قبضہ کر لینا چاہئے۔ یہاں باہر سے تو کوئی آدمی آ نہیں سکتا اور لیبارٹری اوپن نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے اگر ہم یہاں موجود تمام ایکریمین فوجیوں کو ہلاک کر دیں یا بم مار کر عمارتوں کو اڑا دیں تو یہ ہمارے حق میں بہتر رہے گا"...... صفدر نے کہا۔

"یہاں بہت بڑا بین الاعظمی میزائل اڈہ ہے صفدر۔ یہاں اس عمارت میں تو سیکورٹی کے انتظامات نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کے نقطہ نظر سے یہاں کوئی نہیں آسکتا۔ لیکن بہرحال حکومت ایکریمیا نے اس عمارت کے اندر لازماً حفاظتی سرکٹ قائم کئے ہوئے ہوں گے اور ابھی چونکہ معاملہ صرف اس کمانڈر سمتھ تک ہی محدود ہے اور وہ بھی اس لئے کہ جولیا اور صالحہ ہماری ساتھی تھیں اور کمانڈر صاحب عیاش طبع واقع ہوئے ہیں۔ لیکن اگر بات جنرل ہنری کے نوٹس میں آگئی تو پھر معاملات خاصے خراب ہو جائیں گے اور ہمیں یہاں چھپنے کی جگہ بھی نہیں ملے گی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب تم نے کیا سوچا ہے۔ بہرحال مشن تو مکمل کرنا ہی ہے"...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہاں اسلحے کی کیا پوزیشن ہے کیپٹن شکیل"...... عمران نے

پوچھا۔

"عام سا اسلحہ ہے۔ البتہ ہمارے بیگ یہاں موجود ہیں جن میں خصوصی اسلحہ موجود ہے"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"اس خصوصی اسلحے سے اس جزیرے پر قبضہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد اطمینان سے آگے بڑھا جا سکتا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں یہاں کا رابطہ لازماً ایکریمیا کے کسی مین آفس کے ساتھ ہوگا۔ اس لئے جیسے ہی یہاں میزائل اڈہ تباہ ہوگا اس کی اطلاع بہرحال مین آفس پہنچ جائے گی اور پھر ہو سکتا ہے کہ ایکریمیا کی پوری فوج یہاں پہنچ جائے"...... عمران نے کہا۔

"میری ایک تجویز ہے عمران صاحب"...... اچانک صالحہ نے کہا۔

"کیا"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ہم اس جزیرے پر اس انداز میں قبضہ کریں کہ صرف یہاں موجود فوجیوں کو ہلاک کر دیں۔ اڈہ ویسے ہی رہے تو میرا خیال ہے کہ پھر کوئی اطلاع مین آفس نہیں جاسکے گی"...... صالحہ نے کہا۔

"صالحہ کی تجویز قابل عمل ہے عمران صاحب"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہمارے بیگوں میں بے ہوش کر دینے والی گیس کی کیا پوزیشن ہے"...... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔ تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

"اوہ ہاں، واقعی یہ بہترین تجویز ہے۔ ہمارے پاس سولر گیس کیپسول وافر تعداد میں موجود ہیں۔ اگر اس گیس کو یہاں فائر کر دیا جائے تو پورے جزیرے پر موجود تمام افراد بے ہوش ہو جائیں گے اور پھر آسانی سے انہیں ہلاک کیا جا سکتا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے واقعی اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ لیکن ہمیں بھی تو بے ہوش ہونے سے بچنا ہے اور ہمارے پاس سولر گیس سے محفوظ رہنے کے لئے جدید گیس ماسک موجود ہیں۔ ٹھیک ہے نکالو گیس ماسک۔ جلدی کرو"...... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی تیزی سے حرکت میں آ گئے اور تھوڑی دیر بعد وہ سب گیس ماسک پہنے اس عمارت سے باہر آ گئے اور پھر عمران نے باہر آ کر تقریباً جزیرے کے وسط میں سولر گیس کے آٹھ کیپسول فائر کر دیئے۔ اس نے نشانہ زمین کا نہ لیا تھا کیونکہ زمین پر ہر طرف وائٹ روز پھول کھلے ہوئے تھے۔ اس لئے اس نے نشانہ درختوں کے تنوں کا لیا تھا اور کیپسول درختوں کے تنوں سے ٹکرا کر ٹوٹتے چلے گئے اور ہر طرف ہلکے نیلے رنگ کی گیس پھیلتی چلی گئی۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت سیکورٹی عمارت کی سائیڈ میں موجود تھا۔ وہ اس وقت آگے بڑھنا چاہتا تھا جب گیس پورے جزیرے پر پھیل جائے اور اس کے خیال کے مطابق ایسا دس منٹ میں ہو سکتا تھا اور وہی ہوا دس منٹ کے اندر پورے جزیرے کی فضا ہلکے نیلے رنگ میں ڈوب گئی۔

"عمران صاحب لیبارٹری کے اندر موجود کرنل مارکس جزیرے پر

اس نیلے رنگ کی گیس کو دیکھ کر چونک نہ پڑے گا"...... گیس ماسک میں موجود خصوصی ٹرانسمیٹر سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"دیکھو بہر حال کچھ نہ کرنے سے کچھ کرنا بہتر ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر دس منٹ بعد وہ سب عمارت کی سائیڈ سے نکلے اور تیزی سے دوڑتے ہوئے اس دائرے میں بنی ہوئی عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ اس عمارت کا گیٹ جنوب کی طرف تھا اور گیٹ کے باہر دو مسلح فوجی زمین پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں گرے پڑے تھے۔ عمران بڑے محتاط انداز میں ادھر ادھر کا جائزہ لیتے ہوئے اندر داخل ہوا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہو گئے۔ اندر بھی جگہ جگہ فوجی بے ہوش پڑے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر عمران کے چہرے پر گیس ماسک کے اندر ہی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

کرنل مارکس اپنے آفس کے عقب میں موجود ریٹائرنگ روم میں کرسی پر نیم دراز شراب پینے اور ٹی وی پر اپنی پسندیدہ فلم دیکھنے میں مصروف تھا کیونکہ کمانڈر سمتھ کے اسسٹنٹ کیپٹن ٹونی نے اسے بتا دیا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔اس لئے اب اسے کسی قسم کی کوئی فکر نہ تھی۔وہ شراب کی چسکیاں لینے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل مارکس نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے فلم دیکھتے ہوئے کسی قسم کی ڈسٹربنس پسند نہ تھی۔

"مارٹی بول رہا ہوں کرنل۔ جلدی میرے پاس آئیں۔ جلدی پلیز"...... دوسری طرف سے مارٹی کی متوحش سی آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا ہے"...... کرنل مارکس نے چونک کر پوچھا۔

"آپ آئیں فوراً"...... مارٹی نے تیز لہجے میں کہا تو کرنل مارکس نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور ٹی وی بند کئے بغیر اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مارٹی کے مشین روم میں داخل ہو رہا تھا۔یہاں مارٹی اکیلا ایک بڑی سی مشین کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

"کیا ہوا ہے مارٹی"...... کرنل مارکس نے تیز لہجے میں کہا۔

"کرنل صاحب، یہ ایجنٹ نہ صرف زندہ ہیں بلکہ وہ جزیرے پر سولر گیس فائر کر رہے ہیں۔ایکسر مشین نہ صرف سولر گیس کا کاشن دے رہی ہے بلکہ سکرین پر نیلے رنگ کا دھواں بھی پھیلا ہوا نظر آ رہا ہے"...... مارٹی نے کہا۔

"سولر گیس۔ کیا مطلب کیسی گیس"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"یہ انتہائی تیزی سے بے ہوش کر دینے والی گیس ہے اور اسے اوپن ایریئے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ ہوا میں شامل ہو کر پھیل جاتی ہے"...... مارٹی نے جواب دیا۔

"لیکن کون ایسا کر رہے ہیں۔ وہ ایجنٹ تو ہلاک ہو چکے ہیں"...... کرنل مارکس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ سیکورٹی آفس کی سائیڈ سے فائر ہو رہے ہیں۔ وہ دیکھیں"۔ مارٹی نے سکرین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔لیکن کرنل مارکس کو سیکورٹی آفس کی عمارت تو سکرین پر نظر آ رہی تھی۔لیکن کوئی آدمی

نظر نہ آرہا تھا۔

"کہاں ہیں یہ لوگ مجھے تو کوئی نظر نہیں آرہا"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"سیکورٹی کی عمارت کی سائیڈ سے گیس کے کیپسول فائر کئے جا رہے ہیں۔ جو درختوں کے تنوں کے ساتھ ٹکرا کر پھٹ رہے ہیں"...... مارٹی نے جواب دیا۔

"اوہ، اوہ ویری بیڈ۔ پھر یہ یقیناً ان دونوں عورتوں کا کام ہوگا۔ ویری بیڈ"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"ہاں ہو سکتا ہے کہ وہ بھی ایجنٹ ہوں اور انہوں نے کیپٹن ٹونی اور اس کے ساتھیوں پر قابو پالیا ہو"...... مارٹی نے کہا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ہی اچھل پڑے کیونکہ سیکورٹی آفس کی سائیڈ سے ایک آدمی جس نے منہ پر انتہائی جدید گیس ماسک لگایا ہوا تھا نکل کر سامنے آگیا اور اس کے بعد دو عورتیں اور پھر تین مرد سامنے آگئے۔ ان سب نے گیس ماسک پہنے ہوئے تھے۔

"اوہ، اوہ یہ تو سب زندہ ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کیپٹن ٹونی نے جھوٹ بولا تھا"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"باس ان کا رخ ایکریمین میزائل اڈے کی طرف ہے"۔ مارٹی نے کہا۔

"اوہ، اوہ تو یہ بات ہے۔ اوہ ویری بیڈ انہوں نے سیکورٹی آفس پر قبضہ کر لیا ہے اور اب یہ پورے جزیرے پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اوہ،

ویری بیڈ۔ میری بات کراؤ جنرل ہنری سے فوراً"...... کرنل مارکس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ سب بے ہوش ہو چکے ہیں کرنل صاحب۔ بہرحال میں ٹرائی کرتا ہوں"...... مارٹی نے کہا اور پھر اس نے تیزی سے مشین کی ایک ناب کو گھمانا شروع کر دیا اور پھر اسے گھما کر مخصوص انداز میں ایڈجسٹ کیا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

"بات کریں کرنل صاحب"...... مارٹی نے کہا اور ساتھ ہی ایک مائیک مشین سے علیحدہ کر کے اس نے کرنل مارکس کے ہاتھ میں دے دیا۔ جس کے ساتھ آن آف کرنے کا بٹن موجود تھا۔

"ہیلو، ہیلو کرنل مارکس کالنگ۔ اوور"...... کرنل مارکس نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسری طرف سے جب کافی دیر تک کال اٹنڈ نہ کی گئی تو کرنل مارکس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور مائیک واپس مارٹی کو دے دیا اور مارٹی نے مائیک کو واپس مشین کے ساتھ ہک کیا اور بٹن آف کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک اور ناب کو گھمایا تو سکرین پر جھماکا سا ہوا اور پھر میزائل اڈے کا داخلی گیٹ سکرین پر ابھر آیا۔ جہاں یہ لوگ گیس ماسک پہنے پہنچ چکے تھے۔ گیٹ کے ساتھ دو فوجی ٹیڑھے میڑھے انداز میں زمین پر پڑے ہوئے تھے اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ سب ایک ایک کر کے اندر داخل ہو گئے۔

"اب کیا کیا جائے۔ یہ تو وہاں موجود سب افراد کو ہلاک کر دیں

گے"...... کرنل مارکس نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر ہمیں فوراً ایکریمین ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دینی چاہئے تاکہ وہ اپنی فوج بھیج کر انہیں ختم کرا دیں۔ ورنہ یہ پورا میزائل اڈہ بھی تباہ کر سکتے ہیں"...... مارٹی نے بے چین لہجے میں کہا۔

"لیکن پھر ہمیں جزیرے کے گرد موجود ریز سرکل ختم کرنا ہوگا۔ کیا تم انہیں پہلے کی طرح دوبارہ بے ہوش نہیں کر سکتے"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"نہیں جناب، جب تک یہ ہمارے ایریئے کی رینج میں نہ آئیں ان پر ریز فائر نہیں ہو سکتی۔ ایکریمین میزائل اڈہ ہماری رینج سے باہر ہے"...... مارٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر کیا کیا جائے۔ یہ مسئلہ تو انتہائی سیریئس ہو گیا ہے۔ یہ لوگ سب کو ہلاک کر کے پورے جزیرے پر قابض ہو جائیں گے اور پھر ہماری لیبارٹری بھی ان کے رحم و کرم پر رہ جائے گی"...... کرنل مارکس نے انتہائی پریشانی لہجے میں کہا۔

"میں نے تو اس وقت بھی آپ سے کہا تھا کہ مجھے باہر جا کر انہیں ہلاک کرنے کی اجازت دی جائے۔ اگر یہ لوگ اس وقت ہلاک کر دیئے جاتے تو اب یہ صورتحال پیدا نہ ہوتی"...... مارٹی نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے لیکن مجھے چیف رالف نے انتہائی سختی سے حکم دیا ہوا ہے کہ چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے میں نے لیبارٹری اوپن نہیں کرنی۔ جب تک یہ لوگ نہ پہنچے تھے تب تک تو

معاملہ اور تھا لیکن ان لوگوں کے یہاں پہنچنے کے بعد میں لیبارٹری کو کسی صورت بھی اوپن نہیں کر سکتا تھا"...... کرنل مارکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب میرے خیال میں اس ریز سرکل کا کوئی فائدہ بھی نہیں رہا۔ کیونکہ جنہیں روکنے کے لئے یہ سرکل قائم کیا گیا تھا وہ تو پھر بھی یہاں پہنچ گئے ہیں"...... مارٹی نے کہا تو کرنل مارکس بے اختیار اچھل پڑا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ لیکن مجھے پہلے چیف رالف سے بات کرنا ہوگی اور اس کے ساتھ ہی اس نے پاس پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"فری ساکس ہیڈ کوارٹر"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کرنل مارکس بول رہا ہوں فونکس جزیرے سے۔ چیف سے بات کراؤ۔ اٹ از ایمرجنسی"...... کرنل مارکس نے تیز لہجے میں کہا۔

"او کے، ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو رالف بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد رالف کی آواز سنائی دی۔

"کرنل مارکس بول رہا ہوں سر فونکس سے"...... کرنل مارکس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم نے ایمرجنسی کی بات کی ہے۔ کیا ہوا ہے۔ لیبارٹری تو محفوظ ہے"...... رالف نے پریشان لہجے میں کہا۔

"یس سر لیبارٹری مکمل طور پر محفوظ ہے لیکن پاکیشیائی ایجنٹ جزیرے پر پہنچ چکے ہیں"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ کیسے"...... رالف نے اس بار حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو کرنل مارکس نے اسے شروع سے لے کر اب تک کی ساری رپورٹ تفصیل سے بتا دی۔

"ویری بیڈ۔ اوہ، یہ تو بہت برا ہوا۔ تمہیں انہیں خود ہلاک کرنا چاہئے تھا"...... رالف نے کہا۔

"میں لیبارٹری اوپن نہیں کرنا چاہتا تھا اور مجھے یقین تھا کہ کمانڈر سمتھ یہ کام آسانی سے کر سکتا ہے"...... کرنل مارکس نے جواب دیا۔

"تم ریز سرکل ختم کراؤ۔ میں ملٹری ہیڈ کوارٹر کو کال کر کے وہاں سے کمانڈوز بھجواتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل مارکس نے رسیور رکھ دیا۔

"ریز سرکل آف کر دو مارٹی"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"یس سر"...... مارٹی نے کہا اور اٹھ کر اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی واپسی تھوڑی دیر بعد ہوئی۔

"کیا ہوا مارٹی"...... کرنل مارکس نے پوچھا۔

"سرکل آف کر دیا ہے سر۔ اب یہ جزیرہ اوپن ہو چکا ہے"۔ مارٹی

نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ، یہ لوگ میزائل عمارت سے باہر آ رہے ہیں"...... کرنل مارکس نے سکرین کو دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا۔ عمارت کی سائیڈ سے دو عورتیں اور چار مرد باہر آ رہے تھے۔ ان میں سے تین کی پشت پر سیاہ رنگ کے بیگ بندھے ہوئے تھے۔ جبکہ دو عورتیں اور ایک مرد خالی ہاتھ تھے۔ اب ان کا رخ وائٹ روز میزائل ایریئے کی طرف تھا۔

"کاش یہ لوگ رینج میں آجائیں۔ تو ہم انہیں بے ہوش کر سکتے ہیں"...... مارٹی نے کہا اور کرنل مارکس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ لیکن آنے والے کچھ فاصلے پر رک گئے۔ وہ سب بڑے غور سے اس ایریئے کو دیکھ رہے تھے۔ جہاں وائٹ روز میزائل ایریا تھا۔ اچانک خالی ہاتھ آدمی نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا مشین پسٹل موجود تھا اور پھر اس نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کچھ کہا اور آگے بڑھ گیا۔ اس کا رخ کافی آگے درختوں کے جھنڈ کی طرف تھا۔

"یہ تو تازہ ہوا سپلائی کرنے والی لائن کو ٹریس کر کے تباہ کرنا چاہتا ہے"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"ہاں، لیکن انہیں سپاٹ مل ہی نہیں سکے گا۔ کیونکہ لائن درختوں کے چھوٹے چھوٹے جھنڈوں کے درمیان اسی رنگ اور ساخت کی ہے"...... مارٹی نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اسے اب بے ہوش تو کیا جا سکتا ہے"...... کرنل مارکس نے

کہا۔

" اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ باقی افراد رینج سے باہر ہیں"........ مارٹی نے جواب دیا۔

وہ آدمی اب درختوں کے جھنڈ کے قریب پہنچ کر سر اٹھائے انتہائی غور سے درختوں کو دیکھ رہا تھا۔ لیکن پھر وہ واپس مڑ گیا اور جا کر اپنے ساتھیوں کے قریب کھڑا ہو گیا۔ وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ چند لمحوں بعد انہوں نے بیگوں میں سے جدید گیس ماسک نکالے اور ایک بار پھر سب نے گیس ماسک پہن لئے۔

" یہ سمجھ رہے ہیں کہ انہیں گیس سے بے ہوش کیا جائے گا۔ جبکہ ریز سے یہ گیس ماسک انہیں تحفظ نہیں دے سکیں گے"........ مارٹی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کرنل مارکس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب وہ سب تیزی سے اور قدرے اطمینان بھرے انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔

" یہ رینج میں آ رہے ہیں باس"........ مارٹی نے یکلخت انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" جیسے ہی یہ رینج میں آئیں۔ ان پر ریز فائر کر دینا"........ کرنل مارکس نے پرجوش لہجے میں کہا اور مارٹی نے منہ سے جواب دینے کی بجائے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ان دونوں کی نظریں مشین کی سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ جہاں گیس ماسک لگائے ہوئے چھ افراد تیزی سے آگے بڑھے چلے آ رہے تھے کہ اچانک مارٹی نے بجلی کی سی تیزی سے

ایک بٹن دبایا تو قریبی درخت پر ایک لمحے کے لئے تیز روشنی ہوئی اور پھر غائب ہو گئی اور اس کے ساتھ وہ سب لڑکھڑاتے ہوئے نیچے گرے اور پھر بے حس و حرکت ہوتے چلے گئے۔ اب وہ ٹیڑھے میڑھے انداز میں پھولوں پر پڑے ہوئے تھے۔

" ویری گڈ۔ رئیلی ویری گڈ"........ کرنل مارکس نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" سر اب میں جا کر انہیں ہلاک کر دوں"........ مارٹی نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل مارکس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس، کرنل مارکس بول رہا ہوں"........ کرنل مارکس نے کہا۔

" رالف بول رہا ہوں کرنل۔ کیا پوزیشن ہے"........ دوسری طرف سے چیف کی آواز سنائی دی تو کرنل مارکس نے تفصیل بتا دی۔

" گڈ ویری گڈ۔ لیکن سنو تم نے کسی صورت لیبارٹری اوپن نہیں کرنی۔ میں نے ملٹری ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دے دی ہے وہ کمانڈوز کا دستہ بھجوا رہے ہیں۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ تم جزیرے کے گرد موجود ریز سرکل فوراً آف کر دو۔ کیونکہ جب اس کی اطلاع ملٹری ہیڈ کوارٹر کو دوں گا تو کمانڈوز کا دستہ گن شپ ہیلی کاپٹروں پر یہاں پہنچ جائے گا۔ ان کا انچارج کمانڈر نیلسن ہے۔ وہ تم سے خصوصی ٹرانسمیٹر پر رابطہ کر کے معلومات حاصل کرے گا۔ تم اسے ان لوگوں

کی نشاندہی کر دینا۔ وہ انہیں فضا سے ہی فائرنگ کرکے ہلاک کر دیں گے اور پھر نیچے اتریں گے"...... رالف نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ویسے اگر آپ اجازت دیں تو لیبارٹری اوپن کرکے باہر جا کر انہیں ہلاک کر دوں۔ اب ان کی طرف سے کسی قسم کا خطرہ تو موجود نہیں ہے"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"نہیں۔ اٹ از مائی آرڈر کہ لیبارٹری کو کسی صورت بھی اوپن نہیں ہونا چاہئے۔ یہ کام کمانڈوز کریں گے"...... دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا۔

"یس سر۔ ریز سرکل ہم نے پہلے ہی ختم کر دیا ہے۔ آپ کمانڈوز کو یہاں بھجوا سکتے ہیں"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"اوکے۔ جیسا میں نے کہا ہے ویسا ہی ہونا چاہئے"...... رالف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ تو کرنل مارکس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"سر بے ہوش افراد سے اس قدر خوفزدہ ہونے کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی"...... مارٹی نے کہا۔

"انہیں دنیا کے خطرناک ترین ایجنٹ سمجھا جاتا ہے۔ بہرحال ہمارا کام حکم کی تعمیل کرنا ہے"...... کرنل مارکس نے کہا اور پھر تقریباً بیس پچیس منٹ بعد وہ ایک بار پھر بے اختیار اچھل پڑے کیونکہ اچانک بے ہوش پڑے ہوئے افراد یکے بعد دیگرے اس طرح اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے جیسے وہ سرے سے بے ہوش ہی نہ ہوئے

ہوں۔

"کیا، کیا مطلب۔ ان ریز کا شکار تو دس بارہ گھنٹوں سے پہلے تو کسی طرح ہوش میں نہیں آسکتا۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... مارٹی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ، اب معلوم ہوا کہ چیف واقعی بے حد سمجھدار ہے ورنہ ہم دھوکہ کھا چکے تھے"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"کیا مطلب سر"...... مارٹی نے چونک کر پوچھا۔

"یہ لوگ سرے سے بے ہوش ہی نہیں ہوئے تھے۔ صرف اداکاری کر رہے تھے تاکہ ہم انہیں بے ہوش سمجھ کر لیبارٹری اوپن کرکے انہیں ہلاک کرنے باہر جائیں۔ اس طرح یہ آسانی سے لیبارٹری میں داخل ہو جائیں"...... کرنل مارکس نے کہا تو مارٹی کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"اوہ، اوہ واقعی سر۔ لیکن ریز سے انہیں بے ہوش تو ہونا ہی چاہئے تھا"...... مارٹی نے کہا۔

"بہرحال اب موجودہ صورتحال میں ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ جو کچھ کرنا ہے کمانڈوز نے ہی کرنا ہے"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"سر یہ واپس ایکریمین میزائل اڈے کی طرف جا رہے ہیں"۔ مارٹی نے کہا۔

"ہاں میں دیکھ رہا ہوں"...... کرنل مارکس نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ چھ افراد ان کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ اسی لمحے

ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی تو مارٹی نے جلدی سے مشین کے چند بٹن پریس کئے اور مائیک اتار کر کرنل مارکس کی طرف بڑھایا۔

"ہیلو، ہیلو کمانڈر نیلسن کالنگ۔اوور"...... کرنل مارکس کے بٹن آن کرتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل مارکس اٹنڈنگ یو۔اوور"____کرنل مارکس نے کہا۔

"کیا پوزیشن ہے آئی لینڈ کی اور وہ دشمن ایجنٹ کہاں ہیں۔ان کی پوزیشن بتاؤ۔اوور"...... کمانڈر نیلسن نے کہا تو کرنل مارکس نے اسے تفصیل بتا دی۔

"اوہ، پھر تو ہمیں انتہائی محتاط رہنا ہوگا۔ورنہ وہ میزائل اسٹیشن اور اس کی مشینری کو بھی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔اوور"...... کمانڈر نیلسن کی تشویش بھری آواز سنائی دی۔

"ان کے پاس جدید گیس ماسک ہیں۔ورنہ میں آپ سے کہتا کہ آپ جزیرے پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دیں۔اوور"۔ کرنل مارکس نے کہا۔

"اوہ۔آپ نے بہت اچھی تجویز دی ہے۔ہمارے پاس انتہائی جدید ترین سی ون گیس موجود ہے۔جس سے انہیں گیس ماسک بھی نہ بچا سکیں گے۔ویری گڈ، ٹھیک ہے۔ہم پہنچ رہے ہیں۔اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل مارکس نے مائیک آف کر کے واپس مارٹی کو دے دیا۔

"ان پر ریز اثر نہیں کر سکیں سی ون گیس کیا کرے گی۔نجانے یہ لوگ کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں"...... کرنل مارکس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد انہیں سکرین پر چھ گن شپ ہیلی کاپٹر جزیرے کی طرف مڑتے دکھائی دینے لگے۔انہوں نے جزیرے پر پہنچ کر ایک چکر کاٹا اور پھر انہوں نے بلندی خاصی کم کر دی۔چند لمحوں بعد ایک ہیلی کاپٹر سے کوئی بم نما چیز جزیرے پر گری اور اس کے ساتھ ہی ہر طرف سرخ رنگ کا دھواں سا چھا گیا۔اب سکرین دھندلی سی ہو گئی تھی۔

"اس گیس کا اثر کہیں ہم تک تو نہیں پہنچ جائے گا"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"نہیں جناب"...... مارٹی نے جواب دیا۔چند لمحوں بعد سرخ رنگ کا دھواں غائب ہو گیا۔لیکن ہیلی کاپٹر ابھی تک فضا میں ہی گھوم رہے تھے اور پھر تقریباً دس منٹ بعد ہیلی کاپٹر جزیرے پر اتر آئے اور ان میں سے کمانڈوز نکل نکل کر ادھر ادھر پھیلتے چلے گئے۔البتہ ایک ہیلی کاپٹر فضا میں ہی موجود تھا۔پھر بیس کے قریب کمانڈوز دوڑتے ہوئے میزائل اڈے کی عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔تھوڑی دیر بعد وہ سب سکرین سے غائب ہو گئے۔کرنل مارکس ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر کال آنا شروع ہو گئی۔تو مارٹی نے بٹن آن کر کے مائیک اتار کر کرنل مارکس کی طرف بڑھا دیا۔کرنل مارکس نے مائیک لے کر اس کا بٹن

آن کر دیا۔

"ہیلو، ہیلو کمانڈر نیلسن سپیکنگ۔ اوور"....... کمانڈر نیلسن کی تیز آواز سنائی دی۔

"یس کرنل مارکس بول رہا ہوں۔ اوور"....... کرنل مارکس نے کہا۔

"میزائل اڈے میں تو قتل عام کیا گیا ہے۔ یہاں اٹھائیس افراد کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ جب کہ تمام مشینری کو بھی تباہ کر دیا گیا ہے۔ لیکن یہاں کوئی زندہ افراد موجود نہیں ہیں۔ آپ ان لوگوں کے قدوقامت اور حلیئے بتائیں۔ اوور"....... کمانڈر نیلسن نے کہا۔ کرنل مارکس نے اسے قدوقامت کی تفصیل بتا دی۔

"ان کے ساتھ دو عورتیں بھی ہیں۔ کیا میزائل عمارت میں کوئی عورت موجود ہے یا نہیں۔ اوور"....... کرنل مارکس نے کہا۔

"نہیں یہاں کوئی عورت نہیں ہے اور نہ ہی کوئی زندہ یا بے ہوش آدمی موجود ہے۔ اوور"....... کمانڈر نیلسن نے کہا۔

"وہاں تہہ خانے ہوں گے۔ خفیہ کمرے ہوں گے۔ آپ سب تفصیل سے چیکنگ کرائیں۔ یہ لوگ اور کہاں جا سکتے ہیں۔ اوور"....... کرنل مارکس نے کہا۔

"میں نے مکمل چیکنگ کرا لی ہے۔ یہاں کوئی آدمی نہیں ہے اب میں جزیرے کی چیکنگ کراتا ہوں۔ اوور اینڈ آل"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل مارکس

نے مائیک کا بٹن آف کر دیا۔

"یہ لوگ کہاں جا سکتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ چھ جیتے جاگتے انسان غائب ہو جائیں"....... کرنل مارکس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب کیا کہا جا سکتا ہے سر"....... مارٹی نے بھی حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا اور پھر انہیں کمانڈوز عمارت سے نکل کر کھلی جگہ پر آتے دکھائی دیئے۔ اس کے ساتھ ہی تمام کمانڈوز تیزی سے جزیرے پر پھیلتے چلے گئے۔ وہ مخصوص انداز میں ایک ایک جھاڑی کو چیک کر رہے تھے۔ لیکن ایک گھنٹے بعد وہ سب اپنے ہیلی کاپٹروں کے پاس جمع ہو گئے۔ فضا میں موجود ہیلی کاپٹر ویسے ہی موجود تھا۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر کی سیٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

"ہیلو، ہیلو کمانڈر نیلسن کالنگ یو۔ اوور"....... کمانڈر نیلسن کی آواز مائیک کا بٹن آن ہوتے ہی سنائی دی۔

"کرنل مارکس اٹنڈنگ یو۔ اوور"....... کرنل مارکس نے کہا۔

"پورے جزیرے پر کوئی آدمی زندہ یا مردہ، ہوش میں یا بے ہوشی کی حالت میں موجود نہیں ہے۔ اس لئے اب آپ بتائیں کہ یہ لوگ کہاں ہو سکتے ہیں۔ اوور"....... کمانڈر نیلسن نے کہا۔

"میں کیا بتا سکتا ہوں۔ میں نے انہیں سکرین پر میزائل اڈے کی طرف جاتے دیکھا تھا اور بس۔ اوور"....... کرنل مارکس نے کہا۔

"وہ کہیں آپ کی لیبارٹری میں تو داخل نہیں ہو گئے۔ اوور"۔

کمانڈر نیلسن نے کہا۔

"نہیں لیبارٹری مکمل طور پر سیلڈ ہے۔نہ کوئی باہر جا سکتا ہے اور نہ ہی اندر آ سکتا ہے۔اوور"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"اوکے، پھر کیا کیا جا سکتا ہے۔ہم واپس جا رہے ہیں۔اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل مارکس نے مائیک آف کر کے مارٹی کی طرف بڑھا دیا اور پھر ان کے سامنے تمام کمانڈوز ہیلی کاپٹروں پر سوار ہو کر وہاں سے واپس چلے گئے۔

"یہ لوگ آخر کہاں جا سکتے ہیں"...... کرنل مارکس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اب کیا کہا جا سکتا ہے جناب۔شاید یہ لوگ جن بھوت ہوں"۔ مارٹی نے کہا تو کرنل مارکس بے اختیار ہنس پڑا۔

"جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس سے تو واقعی ایسا ہی لگتا ہے"۔ کرنل مارکس نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل مارکس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"کرنل مارکس بول رہا ہوں"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"رالف بول رہا ہوں کرنل مارکس۔کیا پوزیشن ہے دشمن ایجنٹوں کی"...... رالف نے کہا تو کرنل مارکس نے پوری تفصیل بتا دی۔

"یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔کہاں جا سکتے ہیں وہ"...... رالف

نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی سوچ سوچ کر تو میں اور مارٹی پاگل ہو رہے ہیں باس"۔ کرنل مارکس نے کہا۔

"بہرحال تم نے لیبارٹری کسی صورت اوپن نہیں کرنی۔جتنا وقت گزر رہا ہے ہمارے فائدے میں جا رہا ہے"...... رالف نے کہا۔

"یس چیف"...... کرنل مارکس نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے پر اس نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب، اب کیا کیا جائے"...... صفدر نے کہا۔ وہ سب میزائل اڈے کی عمارت کی دوسری سائیڈ پر جو وائٹ روز میزائل ایریئے سے مخالف سمت میں تھی موجود تھے۔

"یہی سوچ رہا ہوں۔ یہ لوگ تو کسی صورت بھی لیبارٹری اوپن کرنے پر تیار نہیں ہیں۔ حالانکہ ہم نے مصنوعی طور پر بے ہوش ہو کر بھی دیکھ لیا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویسے عمران صاحب آپ نے بے ہوش ہونے کا ڈرامہ تو خوب سوچا تھا۔ لیکن یہ لوگ پھر بھی چکر میں نہیں آئے"...... صالحہ نے کہا۔

"آج تک جولیا چکر میں نہیں آئی تو باقی کیسے آسکتے ہیں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو ہم اس وقت شدید خطرے میں ہیں اور جیسے

جیسے وقت گزر رہا ہے مشن ناکامی کی طرف بڑھ رہا ہے"...... جولیا نے مصنوعی غصیلے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب اگر ہم واقعی بے ہوش ہو جاتے پھر"...... صفدر نے کہا۔

"میں نے بتایا تو تھا تمہیں کہ اس جدید گیس ماسک میں گیس اور ریز دونوں کو زیرو کرنے کے آلات موجود ہیں۔ اس لئے میرا ڈرامہ تو کامیاب تھا لیکن اب تماشائی ہی تالیاں بجانے میں کنجوسی کریں تو میں کیا کر سکتا ہوں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہ اس میزائل اڈے کو ہی بموں سے اڑا دیا جائے"۔ تنویر نے کہا۔

"اس سے پاکیشیا کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ پہلے ہی ہم نے اس قدر لوگ ہلاک کر دیئے ہیں۔ مشینری تباہ کر دی ہے اتنا ہی کافی ہے۔ ہمیں ہر حال میں اپنا مشن مکمل کرنا ہے کیونکہ اس مشن پر ہمارے ملک کی سلامتی کا انحصار ہے"...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب ہیلی کاپٹرز"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔ کیونکہ کیپٹن شکیل کے توجہ دلانے پر انہیں واقعی دور سے چھ گن شپ ہیلی کاپٹر جزیرے کی طرف آتے دکھائی دینے لگے۔ لیکن وہ ابھی کافی دور تھے۔

"اس کا مطلب ہے کہ جزیرے کے گرد موجود ریز سرکل ختم کر دیا

گیا ہے۔ ان گن شپ ہیلی کاپٹرز میں یقیناً ملٹری کمانڈوز ہوں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کریں۔ ہمیں اب پانی میں چھپنا پڑے گا۔ اب پانی میں کوئی خطرہ نہیں ہے"۔ عمران نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

"لیکن عمران صاحب ہم کب تک پانی میں رہیں گے"۔ صفدر نے کہا۔

"یہاں ساحل کٹا پھٹا ہے۔ اس لئے ایسی کھاڑیاں موجود ہوں گی جہاں ہم آسانی سے چھپ سکتے ہیں اور پھر بے ہوشی سے بھی بچ جائیں گے"........ عمران نے کہا اور پھر ایک ایک کر کے وہ پانی میں اترے اور تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک کھاڑی میں پہنچ گئے۔ انہوں نے گیس ماسک ویسے ہی پہنے ہوئے تھے۔ البتہ انہوں نے ان کے وہ مخصوص بٹن آن کر رکھے تھے۔ جن کی مدد سے ان کے اندر موجود آلات پانی سے آکسیجن کشید کر کے انہیں پہنچاتے رہتے۔ وہ سب پانی سے بھری ہوئی کھاڑی میں اطمینان سے لیٹے ہوئے تھے۔ چند لمحوں بعد انہوں نے ہیلی کاپٹروں کے سائے پانی سے گزر کر جزیرے پر جاتے دیکھے۔

"لیکن ہم کب تک یہاں لیٹے رہیں گے"........ جولیا کی آواز ٹرانسمیٹر سے سنائی دی۔

"یہ کمانڈوز ہمیں چیک کر کے واپس چلے جائیں۔ پھر مزید کارروائی کریں گے"........ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن یہ لوگ یہ نہ سوچیں گے کہ ہم کہاں غائب ہو گئے ہیں۔

ایسا نہ ہو کہ وہ پانی کے اندر بھی چیکنگ کریں"........ صالحہ نے کہا۔

"جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ میں نے یہ اقدام اس لئے اٹھایا ہے کہ ہمارے غائب ہونے کی رپورٹ سن کر شاید لیبارٹری کو اوپن کر دیا جائے"........ عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد انہوں نے ایک بار پھر ہیلی کاپٹرز کے سائے پانی پر سے گزر کر سمندر کی طرف جاتے دیکھے تو وہ چونک پڑے۔ تھوڑی دیر بعد عمران کھاڑی سے نکلا اور اس نے اوپر سطح پر پہنچ کر سر باہر نکالا اور پھر وہ جزیرے پر چڑھ گیا۔ جزیرے پر مکمل خاموشی طاری تھی۔ عمران نے آگے بڑھ کر عمارت کی سائیڈ سے جزیرے کو چیک کیا۔ لیکن جزیرے پر کوئی آدمی موجود نہ تھا اور آسمان پر بھی کوئی ہیلی کاپٹر نظر نہ آ رہا تھا۔

عمران کو خطرہ تھا کہ شاید کچھ کمانڈوز کو یہاں چھوڑ دیا گیا ہو۔ لیکن ایسا نہ کیا گیا تھا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر پر ساتھیوں کو جزیرے پر آنے کا کہہ دیا اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک ایک کر کے کھاڑی سے نکل کر جزیرے پر چڑھ آئے۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب کہ ہمارے پاس جو اسلحہ موجود ہے اسے اکٹھا کر کے فائر کر دیا جائے۔ اس طرح یقیناً لیبارٹری اوپن ہو جائے گی"........ صفدر نے کہا۔

"نہیں یہ اسرائیل کا اہم ترین مشن ہے۔ اس لئے یہ لیبارٹری یقیناً ریڈ بلاکس سے تعمیر کی گئی ہو گی"........ عمران نے جواب دیا۔

" تو پھر اب کیا کریں۔اس سے تو بہتر تھا کہ کسی ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر کے ہی واپس چلے جاتے "........ جولیا نے کہا۔

" واپسی کی بات آئندہ مت کرنا۔ہم پاکیشیا کی سلامتی کے مشن پر ہیں۔کسی ذاتی مشن پر نہیں ہیں "........ عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو جولیا کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

" اچھا مشن ہے کہ احمقوں کی طرح کھڑے سوچ رہے ہیں "۔ تنویر نے شاید جولیا کی حالت دیکھ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

" شکر کرو کھڑے تو ہیں "........ عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب ممکن ہے کہ ہماری چیکنگ میں کوئی کسر رہ گئی ہو۔میزائل اڈے سے کوئی راستہ لیبارٹری تک جاتا ہو "........ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" نہیں، میں نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے یہ حصہ قطعی علیحدہ ہے اور اس کا کوئی تعلق لیبارٹری سے نہیں ہے "........ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" پھر اب کیا کریں "........ جولیا نے اس بار جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اوہ، اوہ ایک منٹ۔ لازماً میزائل ہاؤس سے فون کا رابطہ لیبارٹری میں ہو گا اور نمبر بھی وہاں کسی فون بک سے مل جائے گا "........ عمران نے کہا۔

" تو پھر کیا ہو گا۔کیا تمہارے کہنے سے وہ کرنل مارکس لیبارٹری کھول دے گا "........ جولیا نے اسی طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ شاید عمران کی ڈانٹ کی وجہ سے اس کے ذہن پر اب رد عمل کے طور پر جھلاہٹ طاری ہو گئی تھی۔

" شاید، آؤٹرائی کر لینے میں کیا حرج ہے "........ عمران نے کہا اور تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک آفس نما کمرے میں موجود تھا اور تھوڑی سی کوشش کے بعد عمران نے فون بک تلاش کر لی جس میں لیبارٹری کا نمبر موجود تھا۔اس کے سامنے کرنل مارکس کا نام درج تھا۔ عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" یس کرنل مارکس بول رہا ہوں "........ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں کرنل ڈیڈ "........ عمران نے اپنی اصل آواز اور لہجے میں کہا۔

" کیا، کیا مطلب تم پاکیشیائی ایجنٹ کہاں سے بول رہے ہو "........ دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" تمہارے جزیرے سے کافی دور سے بول رہا ہوں۔اس لئے میں نے تمہیں کرنل مارکس کی بجائے کرنل ڈیڈ کہا ہے۔کیونکہ تمہاری لیبارٹری آدھے گھنٹے بعد تباہ ہو جائے گی اور تم کرنل ڈیڈ بن جاؤ گے۔ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو خود کو بچا لو "........ عمران نے کہا تو اس کے

ساتھیوں کے چہروں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ کیونکہ وہ عمران کی بات کا مقصد سمجھ گئے تھے۔

"کیا بکواس کر رہے ہو۔ لیبارٹری کیسے تباہ ہو سکتی ہے نانسنس"...... دوسری طرف سے غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

"ٹھیک ہے تمہاری مرضی۔ میں نے تو بہرحال اس لئے فون کیا ہے کہ تمہارا تعلق بھی ہمارے ہی قبیلے سے ہے"...... عمران نے کہا اوراس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"اب دیکھو۔ شاید کوئی نتیجہ نکل آئے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن جب ہم لیبارٹری کے اندر گئے ہی نہیں تو پھر کیسے وہ تمہاری بات پر یقین کر لے گا"...... جولیا نے کہا۔

"انسان کی فطرت ایسی ہی ہوتی ہے۔ موت کا خوف موت سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اگر جن بھوتوں کی طرح اچانک جزیرے سے غائب ہو سکتی ہے اور بغیر کسی لانچ اور کشتی کے سمندر کراس کر کے دور کسی اور جزیرے پر پہنچ سکتی ہے تو پھر بغیر لیبارٹری میں داخل ہوئے لیبارٹری بھی بلاسٹ کر سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ لیبارٹری اوپن ہوئی ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"ہمیں چھپ کر نگرانی کرنا پڑے گی"...... عمران نے کہا اور پھر وہ واپس مڑ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے واپس مڑے اور

تھوڑی دیر بعد وہ سب عمارت سے نکل کر سائیڈ سے ہوتے ہوئے جھاڑیوں کی اوٹ میں ہو کر بیٹھ گئے۔ اب وائٹ روز لیبارٹری ایریا ان کی نظروں کے سامنے تھا۔ لیکن وہاں خاموشی طاری تھی۔ جبکہ وقت تیزی سے گزرتا جا رہا تھا۔ عمران کے ہونٹ بے اختیار سکڑ گئے تھے۔ کیونکہ کرنل مارکس اس کی توقع پر پورا نہ اتر رہا تھا اور پھر اس طرح بیٹھے بیٹھے انہیں آدھا گھنٹہ گزر گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"عمران صاحب ہیلی کاپٹر دوبارہ آرہے ہیں"...... اچانک صفدر نے کہا تو سب بے اختیار آسمان پر دیکھنے لگے۔ انہیں دور سے بے شمار ہیلی کاپٹر آتے دکھائی دینے لگے۔

"اوہ، اوہ ویری بیڈ۔ یہ تو پوری فوج کو لے کر آرہے ہیں"۔ عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتے ہوئے واپس میزائل ہاؤس میں پہنچ گئے۔

"یہ لوگ تو سیدھے یہیں آئیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں لیکن اب جزیرے میں اور کہیں چھپنے کی جگہ نہیں ہے۔ ٹھیک ہے چلو اسی کھاڑی پر"...... عمران نے بے چین سے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر وہ دوڑتے ہوئے ساحل کی طرف بڑھتے چلے گئے اور چند لمحوں بعد وہ ایک بار پھر کھاڑی میں پہنچ چکے تھے۔ عمران کا چہرہ گیس ماسک کے اندر سکڑا ہوا تھا۔ اس کا ذہن واقعی اس سچوئیشن سے ماؤف سا ہو کر رہ گیا تھا۔ کوئی بات سمجھ میں نہ آرہی تھی۔ جبکہ وقت

تیزی سے گزرتا جارہا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد انہیں بے شمار ہیلی کاپٹرز کے سائے پانی سے گزر کر جزیرے پر جاتے دکھائی دیئے۔ لیکن ظاہر ہے وہ خاموش بیٹھے رہنے کے علاوہ اور کیا کر سکتے تھے۔ پھر اچانک عمران چونک پڑا۔ کیونکہ اس نے ایک بڑی سی لانچ کا سایہ اس طرف آتے دیکھ لیا اور پھر تھوڑی دیر بعد لانچ ان کی کھاڑی کے سامنے آکر رک گئی۔ عمران کے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے۔ وہ مسلسل یہی سوچ رہا تھا کہ اسے اب کیا کرنا چاہئے۔ لیکن کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی۔

"یہ آدمی بکواس کر رہا ہے جناب۔ جب لیبارٹری اوپن ہی نہیں ہوئی تو تباہ کیسے ہو سکتی ہے"...... مارٹی نے کرنل مارکس سے مخاطب ہو کر کہا۔ جس کے چہرے پر گہری پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"لیکن یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں مارٹی۔ انتہائی خطرناک یہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ تم بھرپور انداز میں چیکنگ کراؤ"...... کرنل مارکس نے کہا وہ بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات پہلے سے بڑھتے جارہے تھے اسے عمران نے فون کر کے بتایا تھا کہ آدھے گھنٹے بعد لیبارٹری تباہ ہو جائے گی اور جب سے فون آیا تھا اس وقت سے کرنل مارکس آہستہ آہستہ بے چین اور مضطرب ہوتا چلا جارہا تھا۔ اس کا بار بار دل چاہ رہا تھا کہ وہ لیبارٹری اوپن کر کے وہاں سے دور بھاگ جائے لیکن پھر وہ

ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو جاتا۔اسی لمحے مارٹی واپس آ گیا۔

"کیا ہوا"...... کرنل مارکس نے انتہائی بے چینی سے پوچھا۔

"باس آل از اوکے ۔ میں نے سپر سی ایف سے مکمل چیکنگ کی ہے"...... مارٹی نے کہا تو کرنل مارکس نے بے اختیار اطمینان بھرا ایک طویل سانس لیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ صرف لیبارٹری کھلوانے کا داؤ تھا۔ویسے یہ داؤ بے حد خطرناک تھا۔میرا کئی بار دل چاہا کہ میں لیبارٹری اوپن کر کے باہر نکل جاؤں"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"لیکن اس سے انہیں کیا فائدہ ہو سکتا تھا۔وہ تو جزیرے پر موجود ہی نہیں ہیں"...... مارٹی نے کہا تو کرنل مارکس ایک بار پھر چونک پڑا۔

"اوہ، اوہ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ جزیرے پر ہی کسی جگہ چھپے ہوئے ہیں ۔ کسی ایسی جگہ جہاں کمانڈر نیلسن اور اس کے کمانڈوز بھی انہیں ٹریس نہیں کر سکے"...... کرنل مارکس نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ میزائل والی عمارت میں ہی موجود ہیں ۔ کیونکہ فون تو یہیں ہے"...... مارٹی نے کہا تو کرنل مارکس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر کمرے میں خاموشی طاری ہو گئی۔

"باس باس ہیلی کاپٹرز"...... اچانک مارٹی نے چونک کر کہا تو کرنل مارکس جو کسی سوچ میں گم تھا بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ، اوہ ان کی تعداد سے تو لگتا ہے کہ سارے ملٹری ہیلی کاپٹرز آ

رہے ہیں ۔اس کا مطلب ہے کہ بڑی کارروائی کی جا رہی ہے ۔اب ان کے بچ نکلنے کا کوئی سکوپ نہیں رہا"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"باس ساحل کے قریب لانچیں بھی آ رہی ہیں"...... مارٹی نے کہا۔

"ہاں میں نے دیکھ لی ہیں"...... کرنل مارکس نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کاپٹرز جزیرے پر اتر گئے اور ان میں سے فوجیوں کے ساتھ ساتھ سول افراد بھی اور ملٹری افراد بھی جن کے ہاتھوں میں بڑے بڑے بیگ تھے نیچے اترے اور وہ سب دوڑتے ہوئے میزائل اڈے والی عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے ۔ پھر لانچوں میں سے بھی بڑے بڑے بیگ اتارے گئے اور انہیں بھی میزائل عمارت کی طرف لے جایا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد باہر صرف چار کمانڈوز نما فوجی نظر آ رہے تھے ۔باقی سب میزائل ہاؤس کے اندر جا چکے تھے ۔

"اب یہ لوگ یقیناً ٹریس ہو کر مارے جائیں گے ۔ کیونکہ اب ماہرین اندر گئے ہیں"...... کرنل مارکس نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ مارٹی کوئی جواب دیتا۔فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل مارکس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"رالف بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے فری ساکس کے چیف رالف کی آواز سنائی دی۔

"یس باس کرنل مارکس بول رہا ہوں"...... کرنل مارکس نے

کہا۔

"تمہارے لہجے کا اطمینان بتا رہا ہے کہ حالات درست ہیں"۔ رالف نے کہا۔

"یس باس۔ گو اس عمران نے لیبارٹری اوپن کرانے کے لئے انتہائی خطرناک داؤ کھیلا تھا لیکن اسے نہیں معلوم تھا کہ اس کا مقابلہ کرنل مارکس سے ہے"...... کرنل مارکس نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب، کیسا داؤ کھیلا تھا عمران نے۔ کیا ہوا ہے"۔ رالف نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا تو کرنل مارکس نے عمران کی فون کال آنے سے لے کر اب فوجیوں اور ماہرین کی آمد تک سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔

"اوہ، واقعی تم نے انتہائی حوصلے اور مضبوط اعصاب کا مظاہرہ کیا ہے کرنل مارکس۔ ورنہ انسان اپنی جان بچانے کے لئے لازماً ایسا کر گزرتا ہے۔ لیکن اب کیا تمہارا رابطہ ان آنے والوں سے بھی ہے یا نہیں تاکہ یہ کنفرم ہو سکے کہ یہ ایجنٹ ہلاک ہوئے یا نہیں"۔ رالف نے کہا۔

"نہیں باس، ویسے وہاں فون ہے اگر آپ کہیں تو میں خود فون کر کے معلوم کر لوں"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"ہاں کرو اور پھر مجھے بتاؤ"...... رالف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل مارکس نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر

اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"چیف سیکورٹی آفیسر وائٹ روز میزائل ایریا کرنل مارکس بول رہا ہوں۔ اب یہاں کون انچارج ہے"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"انچارج کرنل سوبرک ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ان سے میری بات کراؤ"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو کرنل سوبرک بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک دوسری بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کرنل مارکس بول رہا ہوں۔ چیف سیکورٹی آفیسر وائٹ روز میزائل ایریا"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"اوہ، اوہ آپ۔ میں تو آپ سے خود فون پر بات کرنا چاہتا تھا۔ یہاں تو واقعی نہ صرف قتل عام کیا گیا ہے بلکہ یہاں کی تمام مشینری بھی تباہ کر دی گئی ہے۔ یہ کن لوگوں کا کام ہے"...... اور ایسا کیسے ہوا ہے"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"یہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا کام ہے اور ہمارا خیال ہے کہ وہ میزائل عمارت میں ہی چھپے ہوئے تھے۔ اس لئے پہلے آنے والے کمانڈوز ان کو ٹریس نہیں کر سکے۔ ان کمانڈوز کے جانے کے بعد ان ایجنٹوں میں سے ایک نے یہاں سے فون پر مجھ سے رابطہ کیا تھا۔ آپ بتائیں کیا وہ ٹریس ہو کر ہلاک ہوئے ہیں یا نہیں"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"یہاں تو کوئی زندہ آدمی سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ ہم نے پوری طرح چیکنگ کر لی ہے"...... کرنل سوبرک نے کہا۔

"حیرت ہے کہ نہ ان کے پاس ہیلی کاپٹر ہے اور نہ ہی لانچ۔ اس کے باوجود وہ جب چاہتے ہیں یہاں سے غائب ہو جاتے ہیں اور جب چاہتے ہیں آجاتے ہیں"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے کرنل مارکس۔ انہوں نے آپ کو فون کہیں اور سے کیا ہوگا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے بہرحال آپ محتاط رہیں"...... کرنل مارکس نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر چیف رالف کا نمبر پریس کر دیا۔

"رالف بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ ٹریس نہیں ہو سکے۔ میری کرنل سوبرک سے بات ہوئی ہے"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"اب کتنا وقت باقی رہ گیا ہے وائٹ روز مشن مکمل ہونے میں"...... رالف نے کہا۔

"ابھی چار پانچ روز تو بہرحال لگ ہی جائیں گے"...... کرنل مارکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے بہرحال تم نے کسی صورت لیبارٹری اوپن نہیں کرنی اور اس کے ساتھ اب تمہیں چوبیس گھنٹے ہوشیار بھی رہنا ہے۔ کیونکہ ان لوگوں سے کچھ بعید نہیں کہ یہ کسی وقت کچھ بھی کر سکتے

ہیں"...... رالف نے کہا۔

"اب تو وہ جزیرے سے جا چکے ہیں اور پھر جزیرے پر اب باقاعدہ پہرہ موجود ہے۔ اب وہ کیسے یہاں کچھ کر سکتے ہیں"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہی کرو کرنل مارکس۔ میں تمہیں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا کہ یہ لوگ کیا ہیں اور کیا کر سکتے ہیں"۔ رالف نے کہا۔

"یس باس"...... کرنل مارکس نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"مجھے انتہائی حیرت ہے باس کہ چیف ان لوگوں سے اس قدر مرعوب ہیں۔ حالانکہ مجھے ان میں کوئی ایسی مافوق الفطرت خصوصیت نظر نہیں آرہی"...... مارٹی نے کہا۔

"ہمیں بہرحال پانچ روز تک الرٹ رہنا ہوگا۔ جب ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا تو پھر ہم ایزی ہو جائیں گے"...... کرنل مارکس نے کہا تو مارٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت کھاڑی میں موجود تھا۔ وہ سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے ان کے پاس کہنے کے لئے کچھ نہ رہا ہو۔

"اب کام ہونا چاہیئے۔ ہم نے بہت ریسٹ کر لیا ہے"۔ اچانک ٹرانسمیٹر پر عمران کی آواز سن کر سب چونک پڑے۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ دماغ تمہارا نہیں کام کر رہا اور کہہ ہمیں رہے ہو"...... جولیا کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"میں نے تو سوچا تھا کہ اب تک کی ساری خواری اسی عقل کی وجہ سے ہے۔ اس لئے میں نے عقل کا سوئچ آف کر دیا تھا۔ لیکن جب نتیجہ پھر بھی یہی برآمد ہونا ہے کہ تمہاری غصیلی آواز سے کانوں میں کڑواہٹ گھل جائے گی تو پھر عقل کا ساتھ کیوں چھوڑا جائے۔ صفدر تم باہر جاؤ۔ سامنے ایک بڑی لانچ موجود ہے۔ اس کے ایمر جنسی

باکس میں غوطہ خوری کے جدید لباس موجود ہوں گے۔ وہ لے آؤ کیپٹن شکیل تمہارے ساتھ جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"پھر کیا ہوگا۔ کیا غوطہ خوری کرتے ہوئے ہم واپس جائیں گے"...... جولیا نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم غوطہ خوری کا لباس پہن کر زیادہ خوبصورت نظر آتی ہو۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے سیارہ مریخ کی ملکہ زمین پر آگئی ہو۔ اس لئے"...... عمران نے جواب دیا۔

"صرف بکواس کرنا ہی آتی ہے نانسنس"...... جولیا نے جواب دیا۔ جبکہ صفدر اور کیپٹن شکیل اس دوران کھاڑی سے نکل کر سمندر میں چلے گئے تھے۔ کھاڑی میں بھی پانی بھرا ہوا تھا اور تقریباً بیس منٹوں بعد ان کی واپسی ہوئی تو انہوں نے دو بڑے باکس اٹھائے ہوئے تھے۔ باکسز میں واقعی غوطہ خوری کے جدید لباس موجود تھے۔ انہوں نے ایک ایک لباس اٹھایا اور اسے پانی کے اندر ہی اپنے گیلے لباس کے اوپر پہن لیا۔ پھر انہوں نے گیس ماسک اتار کر ان غوطہ خوری والے لباسوں کے ساتھ موجود ہیلمٹ سروں پر پہن کر انہیں ایڈجسٹ کر لیا۔ گیس ماسک انہوں نے وہیں کھاڑی کے اندر ایک رخنے میں رکھ دیئے۔ کیونکہ ان کے سیاہ بیگ اب غوطہ خوری کے لباسوں کے اندر آگئے تھے اور اب وہ انہیں اتارنا نہ چاہتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ کھاڑی سے نکل کر سمندر میں پہنچے اور پھر سب سے پہلے عمران نے گہرا غوطہ لگایا اور اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی غوطہ

لگا کر گہرائی میں اتر گئے۔

"ہم نے جزیرے کے گرد گھوم کر اس طرف جانا ہے جہاں وائٹ روز میزائل ایریا ہے اور وہاں جزیرے کے اندر کوئی ایسا کریک تلاش کرنا ہے جو کافی آگے تک چلا گیا ہو"...... عمران نے ٹرانسمیٹر سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب یہ واقعی اچھی تجویز ہے"...... کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی اور پھر وہ جزیرے کے ساتھ ساتھ کافی گہرائی میں تیرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔

"اب ہم اس سائیڈ پر پہنچ گئے ہیں جہاں وائٹ روز میزائل ایریا ہے"...... عمران کی آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب لیبارٹری یقیناً ریڈ بلاکس سے تیار کی گئی ہو گی"۔ صفدر نے کہا۔

"جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ ہم نے آگے بڑھنا ہے"...... عمران نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد صالحہ ایک کریک تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ جو کافی گہرائی میں تھا اور اس قدر کشادہ تھا کہ اس میں ایک آدمی آسانی سے چل سکتا تھا۔ البتہ اس کے اندر پانی بھرا ہوا تھا۔ وہ سب تیرتے ہوئے کریک میں داخل ہو گئے۔ کریک اندر سے اوپر کی طرف اٹھ رہا تھا۔ اس لئے کچھ فاصلے کے بعد پانی کم ہونا شروع ہو گیا اور وہ تیرنے کی بجائے چل کر آگے بڑھنے لگے۔ ہیلمٹ انہوں نے سروں سے ہٹا دیئے تھے کیونکہ پانی میں تو آلات آکسیجن کشید

کر کے انہیں آکسیجن بہم پہنچاتے تھے۔ لیکن پانی کے بغیر وہ کام نہ کر سکتے تھے۔ اس لئے ان کا دم گھٹنے لگ گیا تھا۔ تھوڑی دیر مزید آگے جانے پر پانی بالکل ختم ہو گیا۔ لیکن اب کریک میں گہرا اندھیرا تھا۔ وہ سب اندھیرے میں چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے کہ اچانک کریک ختم ہو گیا۔

آگے ٹھوس زمین تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی چونکہ اندھیرے کے عادی ہو گئے تھے۔ اس لئے انہیں اب کچھ کچھ نظر آنے لگ گیا تھا۔

"غوطہ خوری کے لباس اتار کر بیگوں میں سے ٹارچیں نکال لو۔ ہمیں یہاں کا تفصیلی جائزہ لینا ہو گا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا غوطہ خوری کا لباس اتارنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی۔ چند لمحوں بعد وہ جگہ ٹارچوں کی روشنی میں جگمگا اٹھی۔ عمران نے صفدر کے ہاتھ سے ٹارچ لی اور اس کی مدد سے اس جگہ کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ وہ کریک کے ایک بند حصے میں موجود تھے۔ جس کی چھت بھی قدرتی تھی۔

"تمہارے پاس خنجر ہو گا صفدر وہ مجھے دو"...... عمران نے کہا تو صفدر نے بیگ میں سے ایک خنجر نکال کر عمران کو دے دیا۔ عمران نے خنجر کی مدد سے چھت کی مٹی کو ادھیڑنا شروع کر دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد خنجر کی نوک ٹکرانے سے ایسی آواز سنائی دی جیسے وہ کسی فولادی چیز سے ٹکرائی ہو اور سب یہ آواز سن کر چونک پڑے۔ عمران نے اب تیزی سے مٹی ہٹانا شروع کر دی اور پھر چند لمحوں کے بعد ان

کے سامنے ایک موٹی سی فولادی پلیٹ موجود تھی۔ جس کے درمیان میں دو پیچ باہر کو نکلے ہوئے نظر آرہے تھے۔

"یہ کیا ہے عمران صاحب"...... صفدر نے حیرت سے پوچھا۔

"یہ کسی ہیوی مشینری کو نصب کرنے کا پلیٹ فارم ہے۔ اس کے اوپر کوئی ہیوی مشین نصب ہوگی"...... عمران نے جواب دیا۔

"یہ ایڈجسٹ ہو گئی اور کسی نے یہ کریک دیکھا ہی نہیں اور نہ ان کے ذہن میں ہوگا کہ یہاں کریک بھی ہو سکتا ہے اور دوسری بات یہ کہ ہیوی مشینری کا وزن بھی پلیٹ پر ہوتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اس کی لمبائی چوڑائی کافی ہے۔ عمران صاحب۔ اس لیے اس کا سائز بھی کافی ہوگا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اس پر بم مار دو"...... تنویر نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"نہیں اس طرح ہم پھنس جائیں گے۔ اسے سائیڈ سے کھولنا پڑے گا"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے خنجر کی مدد سے اس کی سائیڈوں پر موجود مٹی کو ادھیڑنا شروع کر دیا۔ باقی سب ساتھی کافی دور ہٹ کر کھڑے ہوئے تھے۔ خود عمران بھی سائیڈ پر ہو کر یہ کام کر رہا تھا۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ مسلسل کام کرتا رہا اور پھر یکلخت مٹی خود بخود نیچے گرنے لگی تو عمران اچھل کر پیچھے ہٹ کر دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ چند لمحے مٹی اسی طرح گرتی رہی اور پھر کوئی چیز ایک دھماکے سے نیچے کریک میں آ گری۔ اب اوپر کافی بڑا سوراخ نظر آ رہا

تھا۔

"اوہ، یہ تو خالی پلین چادر ہے"...... عمران نے اس پر ٹارچ کی روشنی ڈالتے ہوئے کہا اور پھر وہ اچھل کر اس پر چڑھا اور اس نے اوپر سوراخ پر ٹارچ سے روشنی ڈالی تو اس کے منہ سے بے اختیار مسرت بھری آواز نکلی۔

"آجاؤ۔ ہم کامیاب ہو گئے ہیں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھوں کو سوراخ کی سائیڈ پر رکھا اور دوسرے لمحے اس کا جسم اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد عمران سوراخ کے اندر غائب ہو گیا۔

"جلدی آؤ۔ یہ کوئی سٹور روم ہے"...... چند لمحوں بعد عمران کی آواز سنائی دی تو جولیا پلین چادر پر چڑھی اور عمران نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اوپر اٹھا لیا۔ اس کے بعد صالحہ اور پھر باقی ساتھی بھی ایک ایک کر کے اوپر پہنچ گئے۔ یہ واقعی کافی بڑا کمرہ تھا۔ جس میں مشینری کے پارٹس اور وہ باکسز پڑے ہوئے تھے۔ جن میں شاید مشینری لائی گئی تھی۔ ایک طرف دروازہ تھا۔

"اسلحہ لے لو۔ اب ہم نے انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنا ہے"...... عمران نے کہا اور چند لمحوں بعد بیگز میں سے مشین پسٹل نکال لیے گئے۔ ایک مشین پسٹل عمران کے ہاتھ میں بھی دے دیا گیا۔ اس نے دروازے کے قریب پہنچ کر اسے کھینچا تو وہ کھلا ہوا تھا۔ باہر راہداری تھی۔ جس میں تیز روشنی موجود تھی۔ عمران نے ٹارچ

آف کر کے اسے صفدر کی طرف بڑھا دیا۔ صفدر نے ٹارچ لے کر اسے واپس اپنے بیگ میں رکھ لیا۔ عمران نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا تو راہداری میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران باہر آ گیا۔ اس کے پیچھے ایک ایک کر کے اس کے سارے ساتھی بھی باہر آ گئے اور پھر وہ سب محتاط انداز میں بائیں طرف کو آگے بڑھنے لگے کیونکہ دائیں طرف راہداری بند تھی۔ تھوڑا آگے ایک دروازہ تھا۔ عمران نے اس دروازے کے قریب رک کر اندر کی سن گن لی اور پھر اس نے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھل گیا اور عمران نے اندر جھانکا یہ بھی ایک سٹور تھا۔ اس میں ہلکی پاور کا بلب جل رہا تھا اور اس کی روشنی میں وہاں موجود بڑے بڑے باکسز صاف دکھائی دے رہے تھے۔ ان باکسز پر موجود نشانات سے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ مشروب کے بند ڈبے اور شراب کے ڈبے ہیں۔ وہ دروازہ بند کر کے آگے بڑھ گیا اور پھر وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں سے راہداری گھوم رہی تھی۔ عمران نے دیوار کے ساتھ ہو کر سر آگے کر کے دوسری طرف جھانکا تو یہ بھی ایک طویل راہداری تھی۔ یہ راہداری بھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ البتہ راہداری کے اختتام پر سیڑھیاں تھیں جو اوپر جا کر مڑ رہی تھیں۔

"آؤ"...... عمران نے مطمئن انداز میں آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ وہ اب سمجھ گیا تھا کہ یہ حصہ اصل لیبارٹری سے علیحدہ ہے اور یہاں صرف سٹورز ہیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ سیڑھیوں تک پہنچ گئے۔ سیڑھیاں اوپر جا کر گھوم کر ایک اور راہداری میں ختم ہو رہی تھیں۔

عمران آہستہ آہستہ سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے۔ اوپر والی راہداری میں دو دروازے تھے جو ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھے۔ ابھی عمران ان دروازوں کا جائزہ لے رہا تھا کہ اچانک چھت سے چٹک کی آواز سنائی دی اور عمران نے چونک کر اوپر دیکھا ہی تھا کہ یکلخت اس کا ذہن اس طرح تاریک پڑ گیا جیسے کیمرے کا شٹر بند ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کے تمام احساسات گہری تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کی آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا۔ یہ ہال نما کمرہ تھا۔ جس میں فرش پر دو عورتیں اور چار مرد ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔ کمرے میں چار ادھیڑ عمر آدمی پہلے ہی موجود تھے۔ ان سب کے چہروں پر حیرت اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"یہ کون لوگ ہیں ڈاکٹر جیکسن"...... اس آنے والے آدمی نے ایک ادھیڑ عمر آدمی سے پوچھا۔

"جناب بظاہر تو یہ ایکریمین ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں۔ کیونکہ ایک بار چیف سیکورٹی آفیسر کرنل مارکس نے بتایا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ یہاں ہماری لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں"...... اس بار ادھیڑ عمر آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے ان کے آنے کی جگہ دیکھ کر ابھی تک انتہائی حیرت ہو رہی ہے۔ اس کریک کے بارے میں تو ہمیں سرے سے ہی علم نہ تھا اور

یہ بھی معلوم نہ تھا کہ اس سٹور کی چھت اس قدر کمزور ہے کہ آسانی سے کھولی جا سکتی ہے۔ اگر سپر ماسٹر کمپیوٹر انہیں چیک کر کے بے ہوش نہ کر دیتا تو یہ اچانک ہمارے سروں پر پہنچ جاتے"...... بوڑھے آدمی نے ہونٹ چبا کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس ڈاکٹر۔ ہم واقعی بال بال بچے ہیں"...... ڈاکٹر جیکسن نے کہا۔

"اب ان کا کیا کیا جائے"...... اس بوڑھے نے کہا۔

"انہیں ہلاک کر دیا جائے اور کیا کرنا ہے"...... ڈاکٹر جیکسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں یہ کام لیبارٹری میں نہیں ہو سکتا۔ ہمیں انہیں باہر بھجوانا ہو گا۔ اس کرنل مارکس کے حوالے کرنا ہو گا کہ وہ انہیں لے جائے"۔ بوڑھے نے کہا۔

"تو میں انہیں کال کر دوں"...... ڈاکٹر جیکسن نے کہا۔

"نہیں اسے اندر لے آنے کی بجائے انہیں اٹھا کر اس تک پہنچا دو"...... بوڑھے نے کہا۔

"یس ڈاکٹر"...... ڈاکٹر جیکسن نے کہا تو بوڑھا سر ہلاتا ہوا مڑا لیکن پھر رک گیا۔

"ڈاکٹر جیری آپ پلیز فوری طور پر اس سوراخ کو بند کرائیں۔ تاکہ ہم اطمینان سے کام مکمل کر سکیں"...... بوڑھے نے ایک آدمی سے کہا۔

"ڈاکٹر فریڈ یہ سوراخ تو انجنیئر ہی بند کر سکتے ہیں اور انجنیئروں کو یہاں اسرائیل سے بلوانا پڑے گا۔ ہم تو اسے بند نہیں کر سکتے" ۔ ڈاکٹر جیری نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"لیکن ہمارے پاس تو اتنا وقت نہیں ہے۔ ہمارا کام آخری مراحل میں ہے۔ جیسے ہی یہ کام مکمل ہوا۔ ہم نے میزائل فائر کر دینا ہے" ...... بوڑھے ڈاکٹر نے بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر یہی ہو سکتا ہے ڈاکٹر کہ اس سوراخ پر خالی کنٹینرز رکھ دیئے جائیں۔ مشن مکمل ہونے کے بعد اس کو درست کر لیا جائے گا" ۔ ڈاکٹر جیری نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے اور کیا ہو سکتا ہے" ...... ڈاکٹر فریڈ نے کہا اور مڑ کر دروازے سے باہر چلا گیا۔ اب ان چھ افراد کو اٹھا کر کیسے سیکورٹی ایریا میں پہنچایا جائے۔ ہم سے تو نہیں اٹھ سکتے یہ لوگ" ...... ڈاکٹر جیکسن نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ان کے ہاتھ رسیوں سے باندھ دو۔ پھر انہیں ہوش میں لے آؤ۔ اس کے بعد یہ اپنے پیروں پر چل کر جائیں گے" ...... ایک ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

"نہیں ڈاکٹر ہنری یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ یہ تو ابھی بے ہوش پڑے ہیں تو بے ضرر ہیں ورنہ نجانے یہ لوگ اب تک ہمارا کیا حشر کرتے۔ انہیں ہوش میں لانا حماقت ہے" ...... ڈاکٹر جیکسن نے کہا۔

"تو پھر انہیں اٹھانا پڑے گا اور یہ کام ہم سے نہیں ہو سکے گا" ۔ ڈاکٹر ہنری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم کرنل مارکس کو اطلاع کر دیں وہ خود ہی یہ کام کر لے گا" ...... ڈاکٹر جیکسن نے کہا۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے" ...... تمام افراد نے اس کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر جیکسن ایک کونے میں میز پر رکھے ہوئے فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس کرنل مارکس بول رہا ہوں" ...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"لیبارٹری سے ڈاکٹر جیکسن بول رہا ہوں" ...... ڈاکٹر جیکسن نے کہا۔

"اوہ آپ، فرمایئے" ...... کرنل مارکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دو عورتیں اور چار مرد ایک سمندری کریک کے راستے لیبارٹری میں داخل ہو گئے تھے۔ سپر ماسٹر کمپیوٹر نے انہیں چیک کر کے بے ہوش کر دیا اور اب یہ یہاں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ آپ آکر انہیں لے جائیں" ...... ڈاکٹر جیکسن نے کہا۔

"کیا۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا مطلب" ...... دوسری طرف سے کرنل مارکس کی چیختی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"آپ آرام سے بات کریں۔ اس قدر چیخ کیوں رہے ہیں۔ میں نے تو پوری وضاحت سے بات کی ہے۔ آپ کی سمجھ میں کیوں نہیں آئی"...... ڈاکٹر جیکسن نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری ڈاکٹر جیکسن۔ یہ سب کیسے ممکن ہے۔ وہ لوگ کیسے لیبارٹری کے اندر پہنچ گئے۔ جبکہ لیبارٹری تو سیلڈ ہے"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"بتایا تو ہے کہ وہ کسی سمندری کریک سے ایک سٹور میں داخل ہوئے ہیں اور پھر یہاں پہنچ گئے۔ آپ آئیں اور انہیں اٹھا کر لے جائیں تاکہ ہم اپنا کام جاری رکھ سکیں۔ جتنی دیر ہو رہی ہے وہ ہمارے نقصان میں ہے"...... ڈاکٹر جیکسن نے کہا۔

"کیا یہ لوگ زندہ ہیں"...... کرنل مارکس نے پوچھا۔

"ہاں، لیکن بے ہوش پڑے ہوئے ہیں"...... ڈاکٹر جیکسن نے کہا۔

"اوکے، میں آ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"نجانے، یہ اطلاع سن کر اسے کیا ہوا جا رہا تھا"...... ڈاکٹر جیکسن نے رسیور رکھ کر اپنے ساتھیوں کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"چونکہ وہ سیکورٹی انچارج ہے اس لئے اسے اپنی فکر پڑ گئی ہو گی کہ اس کی جواب طلبی نہ ہو جائے۔ ڈاکٹر ہنری نے کہا تو ڈاکٹر جیکسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے تمام واقعات فلم کے سین کی طرح گھومتے چلے گئے۔ اسے یاد تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت کریک کے ذریعے لیبارٹری کے سٹور میں گیا تھا اور وہاں سے وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر والی راہداری میں پہنچے ہی تھے کہ اچانک ایک چھت سے چٹک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ان کے ذہن تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے تھے اور اب اسے ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک تہہ خانے نما کمرے میں موجود تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کے سر کے اوپر دیوار کے ساتھ کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ جبکہ اس کی دونوں پنڈلیاں بھی دیوار کے ساتھ نصب کڑوں میں جکڑی ہوئی تھیں۔ اس کے بازوؤں میں شدید اینٹھن سی ہو رہی تھی۔ شاید بے ہوشی کے دوران پورا وزن بازوؤں پر پڑنے کی وجہ سے یہ اینٹھن ہو رہی تھی۔ بہرحال اب ہوش میں آنے

کے بعد چونکہ اس کا جسم تن گیا تھا اس لئے یہ درد اور اینٹھن اب خاصی تیزی سے کم ہوتا جا رہا تھا۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ اس کے سارے ساتھیوں بھی اسی کی طرح دیوار سے منسلک کڑوں سے جکڑے ہوئے تھے۔ جبکہ جولیا اور صالحہ دونوں کو براہ راست کڑوں میں جکڑنے کی بجائے ان کڑوں میں موجود زنجیروں سے جکڑا گیا ہوگا اور یہ زنجیریں اوپر موجود کڑوں سے نکل کر جولیا اور صالحہ کے جسم کے گرد گھومتی ہوئی پیروں میں موجود کڑوں میں جا کر ختم ہو جاتی تھیں۔ لیکن سب ساتھیوں کے جسم نیچے کی طرف ڈھلکے ہوئے تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ اسے اس کی خصوصی ذہنی ورزشوں کی وجہ سے ہوش آگیا ہے۔ لیکن اسی لمحے اس نے صفدر کے جسم میں بھی حرکت کے آثار محسوس کئے تو وہ سمجھ گیا کہ انہیں گیس یا ریز سے بے ہوش کیا گیا تھا اور پھر شاید انہوں نے انہیں یہاں جکڑ کر اینٹی انجکشن لگا دیئے تھے۔ چونکہ عمران سب سے پہلے موجود تھا۔ اس لئے اسے سب سے پہلے انجکشن لگایا گیا ہوگا۔ اس لئے اسے پہلے ہوش آگیا تھا۔ عمران کے ذہن میں بار بار یہ سوال ابھر رہا تھا کہ ان حالات میں انہیں زندہ کیوں رکھ گیا ہے۔ کرنل مارکس تو لامحالہ انہیں فوراً گولیوں سے اڑا دیتا۔ لیکن ظاہر اس کے پاس اس کے اس سوال کا جواب موجود نہ تھا اور پھر ایک ایک کر کے اس کے تمام ساتھی ہوش میں آگئے اور پھر سب کے منہ سے ایسے ہی سوال نکلے۔ لیکن ظاہر ہے عمران کو خود ان سوالوں کے جواب معلوم نہ تھے وہ انہیں کیا بتاتا۔ اس نے انگلیاں موڑ کر کڑوں

کے بٹن تلاش کرنا شروع کر دیئے اور پھر چند لمحوں بعد اس کی انگلیاں ان بٹنوں تک پہنچ ہی گئیں تو اس نے انہیں پریس کیا لیکن کڑے نہ کھلے تو وہ سمجھ گیا کہ کڑوں کو بند کرنے کے بعد خصوصی انداز میں ایڈجسٹ کر دیا گیا ہے تاکہ عام آدمی انہیں کسی صورت کھول ہی نہ سکے۔ لیکن عمران کے لئے انہیں بھی کھولنا کوئی مسئلہ نہ تھا۔ اس نے انہیں کھولنے کی کوشش شروع کر دی۔ جیسے ہی وہ اپنی کوشش کی کامیابی کے قریب پہنچا اچانک اس تہہ خانے نما ہال کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور عمران نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا تو ایک فوجی کرنل اندر داخل ہوا۔ وہ لمبے قد اور بھاری جسم کا مالک تھا۔ اس کی بڑی بڑی مونچھیں غنڈوں کے سے انداز کی تھیں۔ جبکہ اس کے چھوٹے چھوٹے بال ڈریکولا کے بالوں کی طرح سیدھے کھڑے تھے۔ اس کے چہرے کی مخصوص بناوٹ بتا رہی تھی کہ وہ انتہائی سنگدل اور سفاک فطرت آدمی ہے۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ جبکہ اس کے پیچھے ایک آدمی عام لباس میں تھا۔ وہ درمیانے قد اور ورزشی جسم کا مالک تھا اور اس کے چلنے کے انداز سے محسوس ہوتا تھا کہ وہ انتہائی پھرتیلا آدمی ہے۔ ان دونوں کے پیچھے چار افراد فوجی لباس میں تھے۔ جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ کرنل اور دوسرا آدمی سامنے رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ جبکہ فوجی دروازے کے ساتھ ہی دیوار سے پشت لگا کر کھڑے ہو گئے تھے۔

"تو یہ ہیں وہ غیر ملکی ایجنٹ کرنل مارکس جنہوں نے یہاں میزائل

ہاؤس میں ایکریمین کا قتل عام کیا اور وہاں موجود تمام مشینری کو تباہ کیا ہے"...... اس کرنل نے انتہائی سرد لہجے میں ساتھ بیٹھے ہوئے دوسرے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ اس طرح عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے ابھی انہیں کچا چبا جائے گا۔

"ہاں یہی لوگ ہیں وہ اور یہ دنیا کے انتہائی خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ سمجھے جاتے ہیں۔ میں نے آپ کو ان کے وائٹ روز میزائل لیبارٹری میں داخل ہونے اور پھر وہاں سپر ماسٹر کمپیوٹر کی وجہ سے ان کے بے ہوش ہونے کی تفصیل بتائی تھی۔ اس سے آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں کرنل سوبرک"۔ کرنل مارکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ عام لباس والا آدمی کرنل مارکس تھا۔

"آپ نے زیادتی کی ہے کرنل مارکس۔ انہیں آپ کو وہیں ہلاک کر دینا چاہئے تھا۔ آپ نے انہیں یہاں لا کر ان کی زندگیاں کچھ دیر کے لئے بڑھا دی ہیں۔ کاش آپ مجھے وہاں سے ہی فون کر دیتے تو میں آپ کو انہیں یہاں لانے سے منع کر دیتا"...... کرنل سوبرک نے کہا۔

"کیوں، کیا مطلب میں سمجھا نہیں آپ کی بات"...... کرنل مارکس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہاں میزائل ہاؤس میں ماہرین بھی موجود ہیں اور سیاسی اور دیگر اعلیٰ رینک کے افسران بھی۔ گو میں یہاں کا سیکورٹی چیف ہوں۔ لیکن چونکہ ان سب کو ان قیدیوں کے بارے میں علم ہو گیا ہے۔ اس

لئے اب انہیں ہم گولی نہیں مار سکتے۔ ورنہ قانون کے مطابق میرا بھی کورٹ مارشل ہو جائے گا۔ اگر آپ وہیں سے مجھے فون کر دیتے تو میں خود وہاں آجاتا اور وہاں انہیں آسانی سے گولی مار کر ہلاک کر دیا جاتا۔ لیکن اب ہمیں بہرحال انہیں زندہ قانون کے حوالے کرنا پڑے گا"...... کرنل سوبرک نے کہا۔

"اوہ ویری بیڈ۔ یہ بات تو میرے ذہن میں ہی نہ تھی۔ وہاں لیبارٹری میں چونکہ ایسا کوئی کمرہ نہ تھا۔ جہاں انہیں جکڑا جا سکتا اور نہ میرے پاس آدمی تھے جبکہ میں ان سے یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ پہلی بار جب کمانڈوز آئے تو یہ کہاں چھپے ہوئے تھے اور پھر یہ لوگ کس طرح کریک کے ذریعے لیبارٹری میں داخل ہوئے۔ یہی معلوم کرنے کے لئے میں نے انہیں وہاں بے ہوشی کے دوران گولیاں نہیں ماریں۔ لیکن میں انہیں زندہ کسی صورت بھی واپس نہیں جانے دے سکتا۔ ورنہ یہ لوگ لازماً دوبارہ وائٹ روز لیبارٹری پر حملہ کر دیں گے"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"ایک کام ہو سکتا ہے کہ ان سے پوچھ گچھ کر کے انہیں دوبارہ بے ہوش کر کے یہاں سے واپس آپ کی لیبارٹری میں پہنچا دیا جائے۔ وہاں آپ انہیں بے ہوشی کے دوران گولیوں سے اڑا دیں۔ پھر ہماری ذمہ داری نہیں رہے گی"...... کرنل سوبرک نے کہا۔

"تم میں سے عمران کون ہے"...... کرنل مارکس نے اس بار عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"صرف عمران تو ہم میں سے کوئی نہیں ہے۔ البتہ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کے بارے میں پوچھ رہے ہو تو دوسری بات ہے پھر تمہیں بتایا جا سکتا ہے کہ عمران کون ہے"........ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو تم ہو عمران۔ ٹھیک ہے اب تم بتاؤ کہ جب پہلی بار کمانڈوز آئے تھے تو تم لوگ کہاں چھپے تھے اور پھر کس طرح تم اس کریک میں پہنچ گئے۔ کیا تمہیں پہلے سے کریک کے بارے میں علم تھا"........ کرنل مارکس نے کہا۔

"کیا صرف یہی بات پوچھنے کے لئے تم نے اتنی زحمت اٹھائی ہے۔ کہ ہمیں وائٹ روز میزائل لیبارٹری سے اٹھا کر یہاں میزائل ہاؤس میں لے آئے ہو"........ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں، کیونکہ میرے ذہن میں اس بارے میں بہرحال الجھن موجود تھی"........ کرنل مارکس نے کہا۔

"تو پھر سن لو کہ کمانڈوز کے کمانڈر سمتھ سے ہماری یہاں باقاعدہ ملاقات ہوئی تھی اور یقیناً اس کرنل سوبرک کو بھی جی ایچ کیو سے ہمارے بارے میں ہدایات دی گئی ہوں گی۔ ایکریمیا کے اعلیٰ حکام یہ نہیں چاہتے کہ وائٹ روز میزائل پاکیشیا پر اس جزیرے سے فائر کیا جائے جہاں ایکریمیا کا میزائل اڈہ موجود ہو۔ کیونکہ یہ بات بہرحال چھپ نہیں سکتی اور پھر ایکریمیا پر اس قدر زبردست بین الاقوامی دباؤ پڑے گا کہ ایکریمیا کے لئے اسے فیس کرنا مشکل ہو جائے گا۔ اس لئے

ہمیں یہاں خصوصی طور پر پہنچایا گیا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میٹروگن لانچ جو ہمیں یہاں چھوڑ گئی ہے پاکیشیا کے پاس ہے۔ یہ لانچ صرف ایکریمین نیوی کی تحویل میں ہے"........ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو۔ نانسنس۔ یہ تمام مشن ایکریمیا اور اسرائیل کی مشترکہ سربراہی میں ہو رہا ہے"........ کرنل مارکس نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

"ہاں بظاہر ایسا ہی ہے۔ لیکن ایکریمیا دراصل ایسا نہیں چاہتا اور ہمارا تعلق پاکیشیا سے نہیں ایکریمیا سے ہے۔ البتہ بتایا یہی گیا ہے کہ ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے تاکہ وائٹ روز میزائل لیبارٹری کی تباہی کا ملبہ پاکیشیا پر ڈال دیا جائے۔ اگر تمہیں اس بات پر شک ہو تو کرنل سوبرک سے کہو کہ وہ جی ایچ کیو میں سیکرٹری سپیشل آفیسر لارڈ مارٹن سے بات کر لے"........ عمران نے اسی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"انہیں بے ہوش کر دو کرنل سوبرک میں انہیں واپس لے جاؤں گا"........ کرنل مارکس نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

"اب ایسا ممکن نہیں ہے کرنل مارکس۔ اب مجھے اس بارے میں مزید چھان بین کرنا پڑے گی۔ لیکن میرا وعدہ ہے کہ اگر ان کی بات جھوٹ ثابت ہوئی تو میں انہیں بے ہوش کر کے تمہاری لیبارٹری میں خود پہنچا دوں گا"........ کرنل سوبرک نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ بکواس کر رہا ہے صرف تمہیں چکر دینے کے لئے۔ یہ سب دنیا کے شاطر ترین لوگ ہیں"...... کرنل مارکس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ اب پچھتا رہا ہے کہ وہ انہیں یہاں کیوں لایا ہے۔

"نہیں اب انہیں ہر صورت میں ہلاک ہونا پڑے گا"...... کرنل مارکس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ بجلی کی تیزی سے کوٹ کی جیب سے باہر آیا ہی تھا کہ کرنل سوبرک کا بازو اس سے بھی زیادہ تیزی سے گھوما اور پسٹل کرنل مارکس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔

"کرنل صاحب کو لے جاؤ اور ان کے ایریئے میں پہنچا دو"۔ کرنل سوبرک نے چیخ کر کہا تو مسلح افراد تیزی سے کرنل مارکس کے گرد پھیلتے چلے گئے۔

"تم غلط کام کر رہے ہو کرنل سوبرک۔ یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں۔ یہ تمہیں بھی لے ڈوبیں گے اور مجھے بھی۔ انہیں فوراً ہلاک کر دو ورنہ میرا اور تمہارا کورٹ مارشل لازمی ہے"...... کرنل مارکس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں جو ٹھیک سمجھوں گا کروں گا۔ آپ جا سکتے ہیں"...... کرنل سوبرک نے کہا تو کرنل مارکس نے ایک نظر عمران اور اس کے ساتھیوں پر ڈالی اور مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ دو مسلح فوجی بھی اس کے پیچھے باہر نکل گئے۔ جبکہ دو وہیں رکے رہے۔

"تم کرنل مارکس کو چکر دے سکتے ہو لیکن مجھے نہیں۔ میں نے کرنل مارکس کے سامنے اس لئے کہہ دیا تھا کہ تمہیں قانون کے حوالے کیا جائے گا کیونکہ میں تمہاری ہلاکت کا کریڈٹ خود حاصل کرنا چاہتا تھا اور اب میں کہہ دوں گا کہ تم مجھ سے مقابلہ کرتے ہوئے ہلاک ہو گئے ہو"...... کرنل سوبرک نے مڑ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہم یہاں بے بس اور جکڑے ہوئے موجود ہیں۔ تم جا کر فون پر جی ایچ کیو کے سیکرٹری سپیشل آفیسر لارڈ مارٹن سے بات کر لو۔ مجھے حیرت ہے کہ تمہیں ہمارے بارے میں پہلے سے بریف کیوں نہ کیا گیا۔ کیا تم جی ایچ کیو سے نہیں آئے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں میں بحر ہند میں موجود ایک اور جزیرے سے یہاں بھیجا گیا ہوں۔ وہاں بھی ایکریمین میزائل اسٹیشن ہے"...... کرنل سوبرک نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں پہلی والی سختی نہ تھی۔

"اوہ اس لئے تم ہمارے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ جاؤ اس سے پہلے کہ کرنل مارکس اسرائیلی حکام کو سب کچھ بتا دے اور وہ ایکریمین حکام پر دباؤ ڈالیں۔ تم جا کر بات کر لو۔ تاکہ صحیح صورتحال جی ایچ کیو کے سامنے آسکے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ، ٹھیک ہے تم کہاں جا سکتے ہو۔ میں بات کر کے آتا

ہوں۔ تم دونوں الرٹ رہو اور خیال رکھنا کہ اگر یہ لوگ مشکوک حرکت کریں تو انہیں گولی مار دینا"...... کرنل سوبرک نے پہلے عمران سے اور پھر دونوں فوجیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا اور دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔

"کیا تم مجھے پانی پلاؤ گے دوست"...... عمران نے چند لمحوں بعد ایک فوجی سے کہا۔

"سوری"...... اس فوجی نے جواب دیا۔

"ارے ہم بھی ایکریمین ہیں۔ ابھی کرنل سوبرک آ کر ہمیں کھولیں گے تو تمہیں بھی یقین آ جائے گا۔ ویسے بھی ہم جکڑے ہوئے ہیں اور تم فوجی ہو کر اس قدر خوفزدہ ہو کہ جکڑے ہوئے آدمی کو پانی پلانے سے انکار کر رہے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پلا دو جیری اسے پانی"...... ایک فوجی نے دوسرے سے کہا تو دوسرے نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن وہیں دیوار کے ساتھ رکھی اور پھر اس کمرے میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک پانی کی بوتل نکال کر الماری بند کی اور پھر واپس مڑ کر وہ عمران کی طرف بڑھ گیا۔

"شکریہ"...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں کہا۔

اس دوران اس کے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کڑوں پر موجود بٹنوں پر جمی ہوئی تھیں۔ چونکہ عمران ان بٹنوں کو آپریٹ کرنے کی کارروائی

کرنل سوبرک کے آنے سے پہلے مکمل کر چکا تھا۔ اس لئے اب اس نے صرف ان بٹنوں کو پریس کرنا تھا اور اس کے ہاتھ آزاد ہو جانے تھے۔ لیکن اس کے لئے اصل مسئلہ پیروں میں موجود کڑے تھے۔ گو اسے یقین تھا کہ پیروں والے کڑوں میں بٹن سادہ ہوں گے کیونکہ ہاتھ جکڑے ہونے کی وجہ سے وہاں تک جب کسی صورت نہیں پہنچ سکتے تھے تو انہیں سپیشل لاک لگانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اب مسئلہ مسلح افراد کی موجودگی کا تھا۔ اس لئے عمران کو یہ کہانی بنانی پڑی تھی۔ ورنہ تو کرنل سوبرک نے باہر جانے پر آمادہ ہی نہ ہوتا تھا اور وہ اپنی کارروائی شروع نہ کر سکتا تھا۔ وہ آدمی پانی کی بوتل اٹھائے اس کے قریب آ کر رکا اور اس نے بوتل کا ڈھکنا کھول کر اسے عمران کے منہ سے لگا دیا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے کھٹاک کھٹاک کی آوازیں گونجی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ آدمی چونکتا۔ عمران کے دونوں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور ایک دھماکے کے ساتھ ہی وہ فوجی چیختا ہوا اچھل کر دیوار کے ساتھ کھڑے ہوئے اپنے ساتھی فوجی سے جا ٹکرایا اور وہ دونوں چیختے ہوئے نیچے گرے ہی تھے کہ عمران بجلی کی سی تیزی سے اپنے پیروں پر جھکا اور پھر جب تک وہ دونوں اٹھ کر کھڑے ہوتے۔ عمران اپنے پیر آزاد کرا چکا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا جسم کسی چھلاوے کی طرح اچھل کر ایک طرف ہوا اور مشین گن کی گولیوں کا برسٹ ٹھیک اسی جگہ پڑا جہاں ایک لمحے پہلے عمران موجود تھا۔ دوسرے فوجی نے عمران پر فائر اس وقت کھول دیا تھا جب وہ نیچے

گر کر اٹھ رہا تھا۔ پہلے برسٹ کے ضائع ہو جانے پر اس نے تیزی سے اس طرف مشین گن کا رخ موڑا جہاں عمران موجود تھا۔ لیکن اس بار عمران نے یکلخت ہائی جمپ کے انداز میں چھلانگ لگائی اور گولیاں اس کے پیروں کے نیچے سے نکلتی چلی گئیں۔ اس دوران وہ فوجی جو عمران کو پانی پلانے لگا تھا۔ اپنی مشین گن کی طرف لپکا۔ جو دیوار کے ساتھ کھڑی تھی کہ عمران کے جسم نے یکلخت قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر عین اس فوجی کے جو مشین گن اٹھا کر تیزی سے مڑ رہا تھا کی اوٹ میں ہو گیا اور پلک جھپکنے میں وہ فوجی چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل گرا۔ کیونکہ اس کے ساتھی نے عمران پر فائر کرنے کے لئے مشین گن کو تیزی سے گھما دیا تھا۔ لیکن عمران اس دوران اس فوجی کے جسم کی اوٹ میں آ چکا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کی مشین گن عمران کے ہاتھوں میں پہنچ گئی اور وہ فوجی اپنے ساتھی کے ہلاک ہونے پر ایک لمحے کے لئے جیسے سن سا ہو کر رہ گیا تھا اور یہی وقفہ اس کی موت کا باعث بن گیا کیونکہ اسی لمحے عمران کی مشین گن سے گولیاں نکلیں اور وہ بھی چیختا ہوا نیچے جا گرا۔ گولیوں نے اس کا سینہ چھلنی کر کے رکھ دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عمران تیزی سے گھوما اور اس نے دروازے کو اندر سے لاک کر دیا اور پھر وہ دوڑتا ہوا اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے سارے ساتھی بھی آزاد ہو چکے تھے صفدر نے دوسری مشین گن اٹھا لی تھی۔

"اب کیا کرنا ہے عمران صاحب۔ یہاں تو بے شمار فوجی ہوں

گے"...... صفدر نے کہا۔

"اب اور کوئی صورت نہیں کہ ہم اس میزائل ہاؤس کو مکمل طور پر تباہ کر دیں۔ ہمیں یہاں سے اسلحہ حاصل کرنا ہو گا۔ آؤ"۔ عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن اس نے دروازے کا لاک کھولا ہی تھا کہ اس کے کانوں میں دور سے کسی کے تیز تیز چلنے کی آواز پڑی اور یہ آواز سنتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ آواز کرنل سوبرک کے قدموں کی ہے کیونکہ وہ لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی تھا۔ اس لئے اس کے چلنے سے مخصوص قسم کی دھب دھب کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

"کرنل سوبرک آ رہا ہے اور جس تیزی سے وہ آ رہا ہے اس سے لگتا ہے کہ اس نے ہمارے بارے میں کوئی خاص بات معلوم کر لی ہے۔ اب ہم نے اسے کور کرنا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب دروازے کی دونوں سائیڈوں پر دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد قدموں کی آواز دروازے پر سنائی دی اور پھر دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور کرنل سوبرک جیسے ہی اندر داخل ہوا عمران اس پر جھپٹ پڑا۔ دوسرے ہی لمحے کرنل سوبرک اس کے سینے سے لگا ہوا کھڑا تھا۔ صفدر نے دروازہ بند کر دیا تھا۔

"اب بولو کرنل سوبرک کیوں نہ تمہاری گردن توڑ دی جائے"۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"مم، مجھے مت مارو۔ میں تمہیں جزیرے سے باہر بھجوا دیتا

ہوں"...... کرنل سوبرک نے رک رک کر کہا۔ گردن پر عمران کے بازو کے بے پناہ دباؤ سے اس کا چہرہ خاصی حد تک مسخ ہو گیا تھا۔

"ہم نے جزیرے سے باہر نہیں جانا۔ بلکہ ہم نے وائٹ روز میزائل لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے۔ سنا تم نے۔ دوسری صورت میں ہم پہلے ایکریمیا کا میزائل اڈہ تباہ کر دیں گے۔ پہلے بھی ہم نے دانستہ ایسا نہیں کیا تھا ورنہ اس وقت ہم میزائل ہاؤس کو آسانی سے تباہ کر سکتے تھے۔ ہماری ایکریمیا سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ کیونکہ وائٹ روز میزائل اسرائیل تیار کر رہا ہے تاکہ پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کو تباہ کر کے وہاں کے کروڑوں افراد کو ہلاک کر سکے۔ اب بولو تم کیا کہتے ہو"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"مم، میں۔ میں تعاون کروں گا۔ مجھے اب یقین آگیا ہے کہ تم لوگ فوج کے بس کے نہیں ہو اور تمہارا مشن ایکریمیا کے خلاف نہیں ہے اور اسرائیل سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے"...... کرنل سوبرک نے رک رک کر کہا۔

"تو پھر بولو تم کیا تعاون کر سکتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"میں کرنل مارکس کو فون کر کے بلواتا ہوں اور اسے کہہ دیتا ہوں کہ وہ آکر تمہیں ہلاک کر دے اور پھر لاشیں لے جائے۔ میں اسے کہوں گا کہ میں نے جی ایچ کیو سے تمہاری ہلاکت کی اجازت لے لی ہے"...... کرنل سوبرک نے جواب دیا۔

"تمہاری جی ایچ کیو سے کیا بات ہوئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہاں اسرائیلی حکام کا پیغام پہنچ چکا تھا اور انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں ہلاک کر دیا جائے۔ میں انہیں کہہ دوں گا کہ تم ایک بار پھر پراسرار طور پر غائب ہو گئے ہو"...... کرنل سوبرک نے کہا۔

"ایک بار پھر سن لو کہ اگر تمہارے ذہن میں دھوکہ دینے کا کوئی پلان موجود ہے تو اسے ذہن سے نکال دو ورنہ تم بھی مارے جاؤ گے اور میزائل ہاؤس بھی تباہ ہو جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں تمہارے ساتھ مکمل تعاون کروں گا"...... کرنل سوبرک نے کہا۔

"اگر کرو گے تو زندہ بھی رہو گے ورنہ ہمارے ساتھ تو جو ہو گا سو ہو گا تم ضرور مارے جاؤ گے اور جب تمہاری زندگی ہی نہ رہے گی تو پھر تمہیں اسرائیل کے اس پراجیکٹ کی موجودگی بھی کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے گی"...... عمران نے کہا۔

"مم، میں درست کہہ رہا ہوں۔ میں واقعی تم سے تعاون کروں گا"...... کرنل سوبرک نے کہا تو عمران نے اسے آگے کی طرف دھکا دیا۔ کرنل سوبرک چند لمحوں تک اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن کو مسلتا رہا۔

"آؤ میرے ساتھ"...... اس نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ان دونوں فوجیوں کی لاشوں کا کیا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"یہ غائب ہو جائیں گی۔ تم بے فکر رہو۔ یہاں میرا اپنا گروپ

ہے"...... کرنل سوبرک نے کہا پھر سب آفس نما کمرے میں آ گئے۔ راستے میں جگہ جگہ فوجی موجود تھے۔ لیکن ظاہر ہے کہ وہ کرنل سوبرک کی وجہ سے انہیں کچھ نہ کہہ سکتے تھے۔ کرنل سوبرک نے آفس میں پہنچ کر کرسی پر بیٹھ کر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔

"یس کیپٹن سوگر بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کیپٹن سوگر سنو۔ بڑے تہہ خانے میں جہاں ایجنٹوں کو زنجیروں سے باندھا گیا تھا۔ وہاں دو فوجیوں کی لاشیں پڑی ہیں۔ میں نے جی ایچ کیو سے بات کی تھی تو جی ایچ کیو نے ان ایجنٹوں کے ساتھ تعاون کرنے کا حکم دیا۔ لیکن ان دونوں نے میرا حکم تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ جس پر میں نے انہیں گولی مار دی۔ تم ان کی لاشیں اٹھوا کر خاموشی سے سمندر میں ڈال کر غائب کر دو"...... کرنل سوبرک نے کہا۔

"یس کرنل"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل سوبرک نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ عمران اس کے پاس کھڑا تھا۔ جبکہ اس کے ساتھی ادھر ادھر کھڑے تھے۔ لاؤڈر کا بٹن چونکہ پہلے سے پریسڈ تھا۔ اس لئے عمران نے اسے دوبارہ پریس نہ کیا تھا۔

"یس کرنل مارکس بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی کرنل

مارکس کی آواز سنائی دی۔

"کرنل سوبرک بول رہا ہوں۔ میں نے جی ایچ کیو سے بات کر لی ہے۔ انہوں نے مجھے اجازت دے دی ہے کہ ان خطرناک ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا جائے۔ کیونکہ ان کی یہاں موجودگی سے میزائل ہاؤس کو شدید خطرات لاحق ہیں۔ اس لئے اب کورٹ مارشل کا خطرہ ختم ہو گیا ہے۔ تم چاہو تو آ کر انہیں خود ہلاک کر دو اور اگر کہو تو میں انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں تمہاری لیبارٹری میں بھجوا دوں"۔ کرنل سوبرک نے کہا۔

"تم انہیں خود ہلاک کر دو اور لاشیں سمندر میں پھینک دو۔ اب وائٹ روز لیبارٹری کسی صورت بھی اوپن نہیں ہو سکتی اور ویسے بھی میں نے کریک والا راستہ ہنگامی طور پر سیلڈ کر دیا ہے اور کریک میں بھی سپر ماسٹر کمپیوٹر کے تحت ہلاک کر دینے والی ریز کا سسٹم نصب کرا دیا ہے۔ اس لئے اگر یہ لوگ کریک میں داخل ہوئے تو خود بخود ہلاک ہو جائیں گے"...... دوسری طرف سے کرنل مارکس نے جواب دیا اور اس کے جواب سے ہی عمران سمجھ گیا کہ اسے کرنل سوبرک کی بات پر یقین نہیں آیا اور وہ مشکوک ہو گیا ہے۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے تم کہو"...... کرنل سوبرک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"میں اصرار نہیں کر سکتا تھا ورنہ کرنل مارکس مشکوک ہو سکتا تھا"...... کرنل سوبرک نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ تمہارے پاس یہاں لازماً وائٹ روز میزائل ایریا کی فائل ہو گی"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"وائٹ روز ایریا کی فائل، نہیں یہاں اس کا کیا کام"۔۔۔۔۔۔ کرنل سوبرک نے چونک کر کہا۔

"یہ لیبارٹری ایکریمین جزیرے پر ہے اور مجھے ایکریمین اصولوں کا علم ہے۔ اس لیبارٹری کی باقاعدہ فائل یہاں رکھی گئی ہو گی تاکہ کسی بھی ہنگامی صورتحال سے نمٹا جاسکے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں چیک کرتا ہوں۔ میرے تو ذہن میں ایسی بات نہیں ہے"۔۔۔۔۔۔ کرنل سوبرک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دیوار میں موجود ایک خفیہ سیف کو کھولا اور اندر موجود فائلوں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔

"ارے واقعی یہ فائل یہاں موجود ہے"۔۔۔۔۔۔ کرنل سوبرک نے ایک فائل اٹھا کر دیکھتے ہوئے کہا تو عمران نے اس کے ہاتھ سے فائل لے لی۔

"مجھے اجازت دو میں نے بہت سے کام کرنے ہیں"۔۔۔۔۔۔ کرنل سوبرک نے کہا۔

"تم فون پر کام کرواسکتے ہو۔ باہر نہیں جاسکتے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فائل کھولی اور اس میں موجود کاغذات کو پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ فائل میں لیبارٹری کے بارے میں نہ صرف تفصیلات موجود تھیں بلکہ نقشہ بھی موجود تھا۔ عمران

کافی دیر تک نقشے کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے فائل بند کر دی۔

"یہاں اسلحے کا سٹور تو ہو گا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کرنل سوبرک سے پوچھا۔

"ہاں آفس کے ساتھ ملحقہ اسلحے کا سٹور ہے"۔۔۔۔۔۔ کرنل سوبرک نے کہا۔

"مارشل تم جا کر وہاں سے سپیشل سیلڈ وے کھولنے کے لئے ضروری اسلحہ لے آؤ"۔۔۔۔۔۔ عمران نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے سٹور چلو میرے ساتھ"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا اور پھر وہ کرنل سوبرک کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تنویر بھی ان کے پیچھے چلا گیا۔

"کیا کوئی لائن آف ایکشن سامنے آگئی ہے"۔۔۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"ہاں اس لیبارٹری کا ایک سپیشل وے بھی ہے۔ جسے انہوں نے یقیناً سیلڈ کیا ہو گا لیکن ریڈ بلاکس سے سیلڈ نہ کیا ہو گا بلکہ جنرل ہو گا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ اڈے سے ہمیں چیک کر لیں گے۔ اس بار صالحہ نے کہا۔

"لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات کی تفصیل موجود ہے۔ پھر ہم ملٹری یونیفارم میں یہاں سے جائیں گے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور صالحہ نے اثبات میں سرہلا دیا۔

کرنل مارکس جیسے ہی سیکورٹی آفس میں داخل ہوا فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس کرنل مارکس بول رہا ہوں"...... کرنل مارکس نے تیز لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے کرنل سوبرک کی آواز سن کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ کرنل سوبرک نے اسے بتایا تھا کہ اس نے جی ایچ کیو سے بات کر لی ہے۔ اس لئے اب ان ایجنٹوں کو ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ وہ اسے خود آ کر انہیں ہلاک کرنے یا ان کی لاشیں لیبارٹری بھجوانے کا کہہ رہا تھا۔ لیکن کرنل مارکس نے اسے کہہ دیا کہ اس نے لیبارٹری کی حفاظت کے تمام انتظامات مکمل کر لئے ہیں اور اب وہ لیبارٹری کسی صورت اوپن نہیں کر سکتا۔ اس لئے وہ ان ایجنٹوں کو خود ہلاک کر کے ان کی لاشیں سمندر میں پھینک دیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"باس یہ خطرناک ایجنٹ ان فوجیوں کے بس کا روگ نہیں ہیں"...... سائیڈ پر بیٹھے ہوئے مارٹی نے کہا۔

"ہاں مجھے معلوم ہے اور باس رالف نے بھی براہ راست کہا ہے کہ میں کسی صورت لیبارٹری اوپن نہ کروں اور حفاظتی انتظامات نصب کر دوں۔ اس نے مجھے تمہارے سامنے ڈانٹا تھا کہ میں نے انہیں زندہ کیوں رکھا۔ اس لئے میں نے اب فیصلہ کر لیا ہے کہ اب چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے لیبارٹری اوپن نہیں ہو گی۔ ویسے بھی میری ڈاکٹر جیکسن سے بات ہوئی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ انہوں نے کام تیز کر دیا ہے اور اب زیادہ سے زیادہ دو دنوں میں میزائل فائرنگ کی پوزیشن میں آ جائے گا۔ اس لئے اب ہمیں مزید محتاط رہنا ہو گا۔ کرنل مارکس نے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"باس یہ لوگ واقعی حد درجہ خطرناک ہیں۔ میرے تو تصور میں بھی نہ تھا کہ وہ اس طرح لیبارٹری میں داخل ہو سکتے تھے۔

"ہاں اس خبر نے میرا ذہن بھی ماؤف کر دیا تھا۔ بہر حال اب وہ اس کریک کو بھی دوبارہ استعمال نہیں کر سکتے۔ پہلے ہمیں اس کریک کے بارے میں علم نہ تھا۔ ورنہ ہم اسے پہلے ہی بند کرا دیتے"۔ کرنل مارکس نے کہا اور مارٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل مارکس نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

"کرنل مارکس بول رہا ہوں"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"کرنل سوبرک بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کرنل سوبرک کی آواز سنائی دی۔

"اوہ آپ، کیا ہوا ان ایجنٹوں کا"...... کرنل مارکس نے چونک کر پوچھا۔

"یہی بتانے کے لئے میں نے فون کیا ہے۔ میں نے ان ایجنٹوں کو ہلاک کر کے ان کی لاشیں سمندر میں ڈلوا دی ہیں"...... کرنل سوبرک نے کہا۔

"کیا ان دونوں عورتوں کو بھی ہلاک کر دیا ہے یا نہیں"۔ کرنل مارکس نے قدرے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں کیوں"...... کرنل سوبرک نے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے کہ پہلے انہی دونوں عورتوں کی وجہ سے کمانڈر سمتھ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ جنرل ہنری اور اس کا پورا عملہ ہلاک ہو گیا تھا"...... کرنل مارکس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے کمانڈر سمتھ جیسا کوئی شوق نہیں"...... کرنل سوبرک نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"اوکے، ٹھیک ہے کرنل سوبرک۔ آپ نے اچھا کیا ہے۔ میرے لائق کوئی خدمت"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"نہیں میں نے اسی لئے فون کیا تھا تاکہ آپ کو اطلاع ہو جائے کہ اب آپ کی لیبارٹری کو کوئی خطرہ باقی نہیں رہا"...... کرنل سوبرک

نے کہا۔

"تھینک یو۔ ویسے بھی ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہم ہر لحاظ سے محفوظ ہیں اور اب تو صرف دو روز کا کام باقی رہ گیا ہے۔ پھر مسئلہ ہی ختم ہو جائے گا"...... کرنل مارکس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اوکے گڈ بائی۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ تو کرنل مارکس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"مارٹی"...... کرنل مارکس نے رسیور رکھتے ہی مارٹی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سکرین پر جزیرے کو فوکس کرو۔ مکمل طور پر وائٹ روز میزائل ایریئے کو چاروں طرف سے"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"کیوں باس۔ اب تو وہ ایجنٹ بھی ختم ہو گئے ہیں"...... مارٹی نے کہا۔

"میں ہر طرف سے محتاط رہنا چاہتا ہوں۔ کسی بھی لمحے کچھ بھی ہو سکتا ہے"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ کرنل سوبرک کی بات سے مطمئن نہیں ہیں"...... مارٹی نے مشین کو آپریٹ کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں میں مطمئن ہوں۔ لیکن پھر بھی محتاط رہنا ضروری ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کا کوئی دوسرا گروپ بھی ہو اور ہم مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں"...... کرنل مارکس نے کہا تو اس بار مارٹی نے اس انداز

میں سر ہلا دیا۔ جیسے وہ کرنل مارکس سے متفق ہو۔ پھر کرنل مارکس کے سامنے موجود سکرین پر ایک جھماکے سے ایک منظر ابھر آیا۔ سکرین چار حصوں میں تقسیم ہو چکی تھی اور ہر منظر میں جزیرے پر موجود سفید پھول، درخت اور سمندر وغیرہ نظر آرہا تھا۔

"آپ بے شک آرام کریں کرنل۔ میں یہاں موجود ہیں" ۔ مارٹی نے کہا۔

"ہاں میں جاتا ہوں آرام کرنے لیکن ابھی نہیں"...... کرنل مارکس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے شراب کی ایک چھوٹی بوتل نکال کر اسے کھولا اور پھر اسے منہ سے لگالیا۔ البتہ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے شراب ختم کی اور خالی بوتل کو ایک سائیڈ پر پڑی ہوئی باسکٹ میں اچھال کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں بیڈ روم میں جارہا ہوں مارٹی۔ خیال رکھنا کوئی بھی خلاف معمول بات ہو تو مجھے فوری اطلاع دینا"...... کرنل مارکس نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... مارٹی نے کہا اور کرنل مارکس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے ریسٹ روم میں آرام کرسی پر بیٹھا ٹی وی پر اپنی پسندیدہ فلم دیکھنے میں مصروف تھا۔ فلم کافی طویل تھی اور پھر جیسے ہی فلم ختم ہوئی کرنل مارکس نے ریموٹ کنٹرول کی مدد سے ٹی وی آف کیا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ

لباس تبدیل کر کے وہ سو جائے۔ لیکن ابھی وہ ڈریسنگ روم تک پہنچا بھی نہ تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"اوہ کیا ہو گیا"...... کرنل مارکس نے چونک کر کہا اور مڑ کر واپس آکر اس نے فون کا رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"مارٹی بول رہا ہوں باس۔ آپ یہاں آجائیں"...... دوسری طرف سے مارٹی کی آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا ہے۔ کوئی خاص بات"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"یس سر چھ فوجی ایریا نمبر تھری میں موجود ہیں اور ان کی حرکات پراسرار سی ہیں"...... مارٹی نے کہا۔

"فوجی اور ایریا نمبر تھری میں کیوں"...... کرنل مارکس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ آجائیں پھر بات ہو گی"...... مارٹی نے کہا تو کرنل مارکس نے رسیور رکھا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ چند لمحوں بعد وہ مارٹی کے پاس پہنچ گیا۔

"یہ دیکھیں باس"...... مارٹی نے سکرین کے ایک خانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور کرنل مارکس کرسی پر بیٹھ کر غور سے سکرین کو دیکھنے لگا۔ وہاں واقعی چھ فوجی موجود تھے۔ وہ اس انداز میں پھولوں کی جھاڑیوں کو ہٹا ہٹا کر چیک کر رہے تھے جیسے انہیں

کسی خاص مقام کی تلاش ہو۔

"یہ کیا کر رہے ہیں اور کیوں کر رہے ہیں"...... کرنل مارکس نے پوچھا۔

"یہاں اس ایریئے میں لیبارٹری کا سپیشل وے موجود ہے جسے سیلڈ کر دیا گیا ہے۔ان کی حرکات سے لگ رہا ہے کہ یہ اس وے کو ٹریس کرنے کی کوشش کر رہے ہیں"...... مارٹی نے کہا تو کرنل مارکس بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ، اوہ وہ واقعی۔لیکن وہ تو سیلڈ ہے اور پھر یہ فوجی کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے"...... کرنل مارکس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس ان فوجیوں کے قدوقامت ان ایجنٹوں جیسے ہیں"۔ مارٹی نے کہا تو کرنل مارکس ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"اوہ، اوہ انہیں سکرین پر کلوزاپ میں لو۔ میں ان کے چہرے دیکھنا چاہتا ہوں اور اس گروپ میں تو دو عورتیں بھی تھیں"۔ کرنل مارکس نے تیز لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ان میں بھی دو عورتیں موجود ہیں"...... مارٹی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔چند لمحوں بعد سکرین پر ایک چہرہ کلوزاپ میں آیا۔

"اوہ، اوہ واقعی یہ وہی ایجنٹ ہیں۔ویری بیڈ اس کا مطلب ہے کہ کرنل سوبرک نے غلط بیانی کی ہے۔یہ لوگ ہلاک نہیں ہوئے بلکہ

کرنل سوبرک ان کے ساتھ مل گیا ہے۔ یقیناً اس نے بھی ان عورتوں کی وجہ سے غداری کی ہے۔ویری بیڈ۔کیا تم انہیں ریز سے بے ہوش کر سکتے ہو"...... کرنل مارکس نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس اس ایریئے میں ریز فائرنگ آلات موجود نہیں ہیں۔ کیونکہ یہاں قریب درختوں کا کوئی جھنڈ نہیں ہے"...... مارٹی نے جواب دیا۔

"ویری بیڈ، اب کیا کیا جائے"...... کرنل مارکس نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں باس۔یہ لوگ لاکھ کوشش کر لیں۔ سپیشل وے نہیں کھول سکتے"...... مارٹی نے کہا۔

"اگر کرنل سوبرک نے غداری کی ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس نے انہیں طاقتور اسلحہ بھی دے دیا ہو"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"باس یہ سپیشل وے ریڈ بلاکس سے سیلڈ کیا گیا ہے۔اس لئے چاہے یہ یہاں ایٹم بم کیوں نہ مار دیں پھر بھی کچھ نہیں ہوگا"۔ مارٹی نے جواب دیا تو کرنل مارکس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"بہرحال ان کا خاتمہ ہونا چاہئے۔یہ لوگ تو بدروحوں کی طرح ہر بار مرنے سے بچ جاتے ہیں۔کچھ کرو مارٹی"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"ایک صورت ہے باس کہ ہم ان پر سٹار ریز فائر کر دیں۔ لیکن اس کے لئے بہر حال سیکورٹی ونگ کا سپیشل وے کھولنا ہو گا۔ پھر باہر جا کر کارروائی ہو سکتی ہے"...... مارٹی نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ لیبارٹری کو اوپن کر دیا جائے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... کرنل مارکس نے تیز لہجے میں کہا۔

"صرف سیکورٹی ونگ اوپن ہو گا۔ لیکن اس سے پہلے لیبارٹری اور سیکورٹی ونگ کے درمیانی راستے کو سیلڈ کرنا پڑے گا"...... مارٹی نے کہا۔

"لیکن پھر بھی خطرہ تو پیدا ہو سکتا ہے"...... کرنل مارکس نے تذبذب کے انداز میں کہا۔

"نہیں باس صرف چند منٹ کا کھیل ہے۔ سٹار فائرنگ سے یہ لازماً ہلاک ہو جائیں گے"...... مارٹی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم انتظام کرو اب میں انہیں مزید برداشت نہیں کر سکتا"...... کرنل مارکس نے کہا تو مارٹی نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر بیرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جبکہ کرنل مارکس خاموش بیٹھا سکرین پر ان فوجیوں کو دیکھتا رہا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد مارٹی واپس آگیا۔

"میں نے سیکورٹی ونگ کو لیبارٹری سے علیحدہ کر دیا ہے۔ اب میں سپیشل وے کھول کر سٹار ریز لے کر باہر جا رہا ہوں۔ تاکہ انہیں یقینی طور پر ہلاک کیا جا سکے"...... مارٹی نے کہا۔

"تم کہاں سے باہر نکلو گے۔ کیا اس ایریئے سے جہاں یہ لوگ موجود ہیں"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"نہیں باس، سیکورٹی ونگ کا سپیشل وے ایریا نمبر فور میں ہے"...... مارٹی نے کہا۔

"محتاط رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ تمہیں بھی مار گرائیں"۔ کرنل مارکس نے کہا۔

"ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ انہیں تو معلوم بھی نہ ہو سکے گا باس۔ کیونکہ یہ سپیشل وے ایریا نمبر فور میں واقع درختوں کے جھنڈ کے اندر کھلتا ہے اور وہاں سے ہی یہ لوگ سٹار ریز کی زد میں آئیں گے"...... مارٹی نے کہا تو کرنل مارکس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ مارٹی نے جیب سے ایک لمبی نال کا پسٹل نکالا اور پھر وہ مڑ کر تیزی سے ایک اور اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کرنل مارکس خاموش بیٹھا سکرین کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اچانک وہ اچھل پڑا۔ جب اس نے ان فوجیوں کو جیبوں سے مختلف ساخت کے انتہائی طاقتور بم نکال کر جھاڑیوں کے اندر گراتے ہوئے دیکھا۔

"تم کامیاب نہ ہو سکو گے شیطانو۔ چاہے کچھ بھی کر لو۔ تم کامیاب نہیں ہو سکو گے"...... کرنل مارکس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے ان فوجیوں کو تیزی سے پیچھے ہٹتے دیکھا۔ کافی پیچھے جا کر وہ رک گئے اور پھر اچانک سکرین پر دھواں سا چھا گیا اور اس دھویں میں پورا منظر چھپ سا گیا۔ البتہ یہ دھواں سکرین کے صرف

اس حصے میں نظر آرہا تھا۔ کرنل مارکس سمجھ گیا کہ بم فائر ہونے کی وجہ سے یہ دھواں پھیلا ہے۔ لیکن اسے پوری طرح اطمینان تھا کہ یہ لوگ سپیشل وے کو کسی صورت نہ کھول سکیں گے۔ چند لمحوں بعد دھواں چھٹ گیا تو کرنل مارکس کے چہرے پر انتہائی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ کیونکہ گو جھاڑیاں کافی دور تک غائب ہو گئی تھیں۔ لیکن نیچے زمین ویسے ہی تھی اور چھ فوجی جو پیچھے ہٹ کر کھڑے تھے۔ ان کے چہروں پر مایوسی کے تاثرات سکرین پر بھی نمایاں نظر آ رہے تھے۔

"تم کچھ بھی کر لو شیطانو تم اب لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکتے ......" کرنل مارکس نے کہا۔ اب اس کی نظریں ایریا نمبر فور پر جمی ہوئی تھیں۔ جہاں درختوں کا ایک جھنڈ موجود تھا۔ اسے معلوم تھا کہ مارٹی اسی جھنڈ سے ان پر سٹار ریز فائر کرے گا اور پھر یہ لوگ یقینی طور پر ہلاک ہو جائیں گے اور پھر وہیں ہوا۔ اچانک درختوں کے جھنڈ سے روشنی چمکی اور اس کے ساتھ ہی وہ چھ کے چھ افراد اس طرح نیچے گرے۔ جیسے ریت کے خالی ہوتے ہوئے بورے ڈھلکتے ہیں۔ اسی لمحے درختوں کے جھنڈ سے مارٹی باہر نکلا اور دوڑتا ہوا ان فوجیوں کی طرف بڑھ گیا۔ قریب پہنچ کر اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ ان فوجیوں کی طرف کر کے فائر کھول دیا اور نیچے پڑے ہوئے چھ کے چھ فوجیوں کے جسم شہد کی مکھیوں کے چھتوں میں تبدیل ہوتے چلے گئے۔ پھر مارٹی نے ہاتھ اٹھا کر وکٹری کا نشان بنایا اور واپس جھنڈ

کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ جھنڈ میں داخل ہو کر سکرین سے غائب ہو گیا تو کرنل مارکس نے اطمینان کا گہرا سانس لیا۔ اب بہرحال وہ لوگ یقینی طور پر ہلاک ہو چکے تھے اور سب کچھ اس کی نظروں کے سامنے ہوا تھا۔ اس لئے کوئی شک و شبہ باقی نہ رہا تھا اور اب اسے مارٹی کی واپسی کا انتظار تھا۔

"عمران صاحب آپ کا چہرہ بتا رہا تھا کہ آپ سپیشل وے کے اوپن ہونے کے بارے میں پرامید نہیں ہیں"....... صالحہ نے کہا۔

"ہاں تمہاری ریڈنگ درست ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ جب اسرائیلی کسی لیبارٹری کے سپیشل وے کو سیلڈ کرتے ہیں تو وہ ہمیشہ ریڈ بلاکس کو ہی استعمال کرتے ہیں"....... عمران نے کہا۔

"تم نے خود ہی تو یہ تجویز دی تھی۔ نقشہ بھی تم نے دیکھا تھا"....... جولیا نے عصیلے لہجے میں کہا۔

"ہاں اس وقت میرے ذہن میں یہ بات نہ تھی۔ بہرحال اب ہمیں سائیڈ وے کھلوانا ہوگا"....... عمران نے کہا۔

"سائیڈ وے۔ وہ کہاں ہے"....... جولیا نے چونک کر کہا۔

"نقشے کے مطابق سیکورٹی ونگ سے ہی ایک سائیڈ وے جزیرے پر نکلتا ہے اور جس جگہ اسے نکلتے دکھایا گیا ہے۔ وہاں درختوں کا جھنڈ

ہے"....... عمران نے کہا۔

"لیکن وہ کھلے گا کیسے"....... جولیا نے کہا۔

"وہ بھی ریڈ بلاکس کا ہے۔ لیکن اسے اندر سے کھولا جا سکتا ہے۔ ہمیں اس کے لئے پورا ڈرامہ سٹیج کرنا پڑے گا۔ پھر بات بنے گی"....... عمران نے کہا۔

"کیسا ڈرامہ"....... جولیا نے چونک کر کہا۔

"کرنل سوبرک آجائے پھر بات ہو گی"....... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب آپ جو سوچ رہے ہیں۔ ایسا ممکن نہیں ہے"....... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران سمیت سب چونک پڑے۔

"کیا مطلب، کیا سوچ رہا ہوں میں"....... عمران نے کہا۔

"آپ نے کرنل سوبرک کے آنے اور ڈرامہ سٹیج کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ سائیڈ وے اندر سے کھولا جا سکتا ہے۔ اس سے میرے ذہن میں آپ کی تجویز کا خاکہ آگیا ہے"....... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا خاکہ، کچھ بتاؤ گے بھی سہی یا صرف اشارے ہی دیئے جاؤ گے اور تمہیں شاید معلوم نہیں ہے کہ خواتین کے سامنے اشاروں میں گفتگو کرنا غیر مہذب بات ہوتی ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ نے یقیناً یہ سوچا ہے کہ کرنل سوبرک آجائے تو اسے کہہ کر

آپ ہمارے قدوقامت کے فوجی وہاں بھجوا کر سپیشل وے کو اوپن کرنے کی کوشش کریں گے۔ جب کہ ہم سب درختوں کے اس جھنڈ میں چھپ جائیں گے۔ جہاں سے سائیڈ وے کھلتا ہے۔ لامحالہ سائیڈ وے کھلنے کے بعد کوئی نہ کوئی باہر آئے گا تو اسے کور کر کے ہم لیبارٹری میں داخل ہو جائیں گے۔ لیکن کرنل سوبرک کبھی بھی اپنے فوجیوں کی قربانی دینے پر تیار نہیں ہوگا"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"کیا کیپٹن شکیل درست کہہ رہا ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ایک حد تک۔ لیکن کیپٹن شکیل کا ذہن زیادہ گہرائی میں کام کرتا ہے۔ جبکہ میرا بیچارہ دماغ اتنی گہرائی میں غوطہ لگانے کے ابھی قابل نہیں ہوا"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب، کھل کر بات کرو"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید بات ہوتی۔ صفدر اور تنویر کرنل سوبرک کے ساتھ واپس آ گئے۔

"مل گیا اسلحہ"...... عمران نے کہا۔

"ہاں"...... صفدر نے جواب دیا۔

"کرنل سوبرگ ہمیں اپنی ناپ کی ملٹری یونیفارمز چاہئیں۔ کیا مل جائیں گی"...... عمران نے کہا۔

"ہاں، مگر"...... کرنل سوبرک نے کہا۔

"میں تمہاری الجھن سمجھتا ہوں۔ وائٹ روز ایریا کو اندر سے سکرینوں کے ذریعے چیک کیا جاتا ہے۔ اس لئے اگر ہم موجودہ لباسوں میں گئے تو وہ ہم پر پہلے کی طرح بے ہوش کر دینے والی ریز فائر کر دیں گے۔ لیکن اگر ہم ملٹری یونیفارمز میں گئے تو وہ لوگ مطمئن رہیں گے"...... عمران نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ ٹھیک ہے میں سٹور انچارج کو بلواتا ہوں"...... کرنل سوبرک نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے کسی کو سٹور انچارج کو آفس بھجوانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک فوجی اندر داخل ہوا اور اس نے کرنل سوبرک کو سلیوٹ کیا۔

"ان سب کو دیکھ لو اور ان کے ناپ کی یونیفارمز لے آؤ جلدی"...... کرنل سوبرک نے کہا تو سٹور انچارج نے سب کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

"یس سر"...... اس نے ایک بار پھر سلیوٹ مارتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ سب فوجی یونیفارمز پہن چکے تھے۔

"او کے کرنل سوبرک تمہارا شکریہ کہ تم نے واقعی تعاون کر کے اپنی زندگی بھی بچا لی ہے اور میزائل ہاؤس کو بھی تباہ ہونے سے بچا لیا ہے"...... عمران نے کہا تو کرنل سوبرک نے بھی اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر عمران اپنے ساتھیوں سمیت میزائل ہاؤس سے باہر آ گیا۔ کرنل

سوبرک انہیں خود بیرونی دروازے تک چھوڑنے آیا تھا۔

"یہ لو کارڈ اگر کوئی فوجی تمہیں چیک کرنے لگے تو اسے یہ کارڈ دکھا دینا"...... کرنل سوبرک نے اچانک جیب سے ایک سرخ رنگ کا کارڈ نکال کر عمران کو دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ، اچھا شکریہ"...... عمران نے کارڈ لے کر اسے ایک نظر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اسے جیب میں ڈال لیا۔

"عمران صاحب ہمارے ساتھ خواتین بھی ہیں۔ جبکہ یہاں فوجیوں میں کوئی خاتون نہیں ہے"...... صفدر نے کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد کہا۔

"وہ دور سے چیک کریں گے۔ اس لئے سب چل جائے گا۔ اب اس کے سوا اور کوئی صورت بھی تو نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب آپ کیا ڈرامہ سٹیج کرنا چاہتے ہیں۔ کچھ ہمیں بھی تو بتائیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"بڑا رومانٹک ڈرامہ ہے۔ پوری فیملی سمیت بیٹھ کر دیکھنے کا۔ بلکہ جیسے بعض فلموں کے اشتہارات میں لکھا ہوتا ہے کہ خواتین کی خصوصی پسند۔ اسی طرح یہ ڈرامہ بھی خواتین کی خصوصی پسند ہے"...... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد عمران رک گیا۔ اس نے ایک طرف موجود ایک فوجی کو اشارے سے بلایا اور فوجی تیزی سے قریب آ گیا۔

"آپ کون ہیں"...... اس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران

نے جیب سے وہی سرخ رنگ کا کارڈ نکال کر اس کے سامنے کر دیا۔

"اوہ سپیشل مشن اتھارٹی۔ یس سر حکم فرمایئے"...... اس فوجی نے سلیوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"حکومت ایکریمیا کا ایک ٹاپ سیکرٹ مشن مکمل کرنا ہے اور جو بھی اس مشن میں حصہ لے گا اسے رینک میں فوری ترقی مل جائے گی۔ تم میرے قدوقامت کے ہو۔ اسی طرح ہم سب کے قدوقامت کے فوجی بلواؤ۔ انہیں بھی ترقی کا بتا دینا۔ لیکن اس بات کو عام نہیں کرنا۔ یہ ٹاپ سیکرٹ مشن ہے۔ تمہیں ڈبل ترقی ملے گی"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر۔ لیکن ہمیں کیا کرنا ہو گا"...... فوجی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارے پاس خصوصی اسلحہ ہے۔ میں تمہیں وہ پوائنٹ بتاؤں گا۔ جہاں جھاڑیوں کے درمیان تمام اسلحہ آن کر کے تم نے زمین پر رکھنا ہے۔ پھر کافی پیچھے ہٹ کر تم نے اسے فائر کر دینا ہے۔ اس طرح ٹاپ سیکرٹ مشن کا کاشن جنہیں دیا جانا مقصود ہے انہیں مل جائے گا اور پھر ٹاپ سیکرٹ مشن مکمل ہو جائے گا۔ اور تمہیں ڈبل ترقی اور باقیوں کو سنگل رینک ترقی مل جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"لیکن سر آپ......" فوجی نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"جو لوگ وہاں جائیں گے۔ انہیں سکرین پر چیک کیا جائے گا۔ اس لئے اگر ہم سامنے گئے تو پہچان لئے جائیں گے اور پھر کاشن مکمل

نہیں ہونے دیا جائے گا۔ اس لئے ہم اپنی جگہ تمہیں سامنے لانا چاہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ میں ابھی مزید ساتھیوں کو لے آتا ہوں۔ اب میں ساری بات سمجھ گیا ہوں سر"...... فوجی نے کہا اور ایک بار پھر سلیوٹ مارا۔

"اور سنو یہ ساری بات اس وقت تک نہیں اوپن ہونی چاہئے۔ جب تک کہ کاشن اوپن نہ ہو جائے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر، میں سمجھتا ہوں سر"...... فوجی نے کہا اور مڑ کر واپس اس عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ جسے سیکورٹی ونگ کہا جاتا تھا اور جہاں کمانڈر سمتھ انہیں بے ہوشی کے عالم میں اٹھا کر لے گیا تھا۔

"حیرت ہے کہ یہ فوجی اتنی آسانی سے آپ کی بات مان گیا"۔ صفدر نے کہا۔

"اس کارڈ اور فوجی یونیفارم کی وجہ سے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب یہ کارڈ تو اچانک کرنل سوبرک نے آپ کو دیا تھا اگر وہ نہ دیتا تو پھر"...... صالحہ نے کہا۔

"میں نے اس کے آفس کی تلاشی لیتے وقت ایک کارڈ پہلے ہی اٹھا لیا تھا۔ اب میری جیب میں دو کارڈ ہیں"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے اور پھر دس منٹ بعد اس فوجی سمیت اور فوجی آتے دکھائی دیئے۔ ان سب نے قریب آکر سلیوٹ کیا۔

"گڈ تمہارا نام کیا ہے"...... عمران نے اس فوجی نے کہا جو

دوسروں کو لے آیا تھا۔

"میرا نام جیری ہے سر"...... اس فوجی نے جواب دیا۔

"تم واقعی سمجھدار ہو۔ تم نے درست قدوقامت کے افراد کا انتخاب کیا ہے اور آپ سب بھی سن لیں کہ آپ نے معمولی سا کام کرنا ہے اور آپ کے رینک میں ترقی ہو جائے گی"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے انہیں تفصیل بتانا شروع کر دی کہ انہیں کیا کرنا ہے۔

"اس دھماکے سے کیا ہو گا سر"...... ایک فوجی نے کہا۔

"کاشن اوپن ہو جائے گا اور حکومت ایکریمیا کا ٹاپ سیکرٹ مشن مکمل ہو جائے گا اور آپ سب کے رینک میں ترقی ہو جائے گی"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر"...... اس فوجی نے کہا اور پھر عمران کے کہنے پر صفدر اور تنویر نے اپنی جیبوں سے بم نکال کر ان فوجیوں کے حوالے کر دیئے۔

"تمہیں کسی قسم کا خطرہ نہیں ہو گا۔ تم فوجی ہو۔ دھماکے کی رینج کو سمجھ سکتے ہو کہ تم نے کتنا پیچھے ہٹ کر بموں کو فائر کرنا ہے کہ ان سے تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... ان سب نے کہا۔ ان سب کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اب تم جاؤ اور کاشن اوپن کرو"...... عمران نے کہا تو وہ سب سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

"آؤ میرے ساتھ ہمیں چکر کاٹ کر اس درختوں کے جھنڈ میں جانا

"ہو گا"...... عمران نے کہا اور ایک طرف مڑ گیا۔ پھر ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ سب درختوں کے ایک جھنڈ میں داخل ہو گئے۔

"اب ہو گا ڈرامے کا ڈراپ سین۔ پھر معلوم ہو گا کہ میں کیسا ہدایت کار ہوں۔ اگر کامیاب ہدایت کار ہوں تو میں سیکرٹ سروس سے استعفیٰ دے کر ہدایت کاری شروع کر دوں گا۔ سنا ہے اس میں بڑے بھاری معاوضے ملتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"تم انتہائی ناکام ہدایت کار ہو"...... جولیا نے بے ساختہ کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"سنو اس جھنڈ کے گرد ہم نے جھاڑیوں کی اوٹ میں بیٹھنا ہے۔ میں نے ان چھ ایکریمین فوجیوں کی قربانی دے کر لیبارٹری اوپن کرائی ہے۔ فوجیوں کے چہروں کے خدوخال بھی اتفاقاً ہم سے کسی حد تک ملتے جلتے ہیں۔ اس لئے اگر وہ لوگ کامیاب اداکاری کریں اور پھر انہیں چیک کر لیا جائے تو ان پر شک نہیں کیا جائے گا۔ بہر حال یہ مجھے معلوم ہے کہ اندر سے بے ہوش کر دینے والی ریز ہی استعمال کی جا سکتی ہے اور وہ ان درختوں سے کی جائے گی اور پھر بے ہوش ہو جانے پر کرنل مارکس کسی دوسرے پر اعتماد نہیں کرے گا۔ وہ خود باہر آ کر ان بے ہوش پڑے ہوئے فوجیوں کو ہلاک کرے گا یا اپنے دوسرے ساتھی کو بھیجے اور اس دوران خود سکرین پر چیکنگ کرتا رہے گا۔ اگر ہم نے ان فوجیوں کی ہلاکت سے پہلے اس باہر آنے والے آدمی کو کور کرنے کی کوشش کی تو سائیڈ وے فوراً اندر سے بند کر دیا

جائے گا۔ جبکہ ان فوجیوں کی ہلاکت کے بعد اندر موجود افراد ہر لحاظ سے مطمئن ہو جائیں گے۔ اس لئے جب باہر آنے والا آدمی واپس جانے لگے گا تو ہم سامنے آ کر اسے کور کر کے اندر چلے جائیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"تم واقعی کامیاب ہدایت کار ہو"...... یکلخت تنویر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میں تمہارے لئے میدان کھلا چھوڑ کر ڈرامے کرتا رہ جاؤں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔ پھر عمران کی ہدایت کاری کے مطابق وہ سب علیحدہ علیحدہ جھاڑیوں کی اوٹ میں ہو کر اس انداز میں بیٹھ گئے کہ درختوں کے جھنڈ کے ساتھ ساتھ انہیں وہ علاقہ بھی صاف نظر آ رہا تھا۔ جہاں ان فوجیوں نے کارروائی کرنا تھی۔ فوجی اس سپاٹ پر نہ صرف پہنچ چکے تھے بلکہ انہوں نے کارروائی کا آغاز بھی کر دیا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ خصوصی اسلحہ رکھ کر اسے فائر کرتے کہ اچانک درختوں کے جھنڈ میں سے ایک موٹے تنے کے درخت میں سے ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی درخت کا تنا گھوم کر اس طرح کھل گیا جیسے دروازے کے پٹ کھلتے ہیں۔ پھر ایک آدمی جس کے کاندھے سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی اور اس کے ایک ہاتھ میں لمبی نال والا مخصوص ٹائپ کا پسٹل پکڑا ہوا تھا اچھل کر باہر آ گیا۔ اسی لمحے ایک خاصا زوردار دھماکہ ہوا اور وہ آدمی تیزی سے اچھل کر

آگے بڑھا اور پھر ایک درخت کی اوٹ میں آکر رک گیا۔ جہاں دھماکہ ہوا تھا۔ وہاں ہر طرف دھواں اور گرد اڑ رہی تھی۔ اس گرد اور دھوئیں میں فوجی نظر نہ آ رہے تھے۔ باہر آنے والا آدمی بہرحال کرنل مارکس نہ تھا۔ عمران جھاڑی کی اوٹ میں خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ پھر جیسے ہی دھواں چھٹا اور فوجی نظر آنے لگے تو اس آدمی نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پسٹل کا رخ ان کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ نال کے سرے پر ایک لمحے کے لئے تیز روشنی چمکی اور پھر غائب ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی وہاں موجود چھ کے چھ فوجی ریت کے خالی ہوتے بوروں کی طرح نیچے گرتے چلے گئے۔ اس آدمی نے جلدی سے پسٹل جیب میں ڈالا اور کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار کر وہ درخت کی اوٹ سے نکل کر دوڑتا ہوا بے ہوش پڑے فوجیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پھر اس نے ان سے کچھ فاصلے پر رک کر ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ ان کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا اور عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس آدمی نے اس قدر گولیاں ان سب کے جسموں میں اتار دیں کہ ان کے جسم شہد کی مکھیوں کے چھتوں کی صورت اختیار کر گئے۔ پھر اس آدمی نے ہاتھ اٹھا کر وکٹری کا نشان بنایا اور تیزی سے واپس جھنڈ کی طرف بڑھا جیسے ہی وہ جھنڈ میں داخل ہو کر اس موٹے تنے والے درخت کی طرف بڑھا۔ عمران نے اس پر چھلانگ لگا دی اور وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا ہی تھا کہ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی گردن پر پیر رکھ کر اسے گھما دیا اور اس آدمی کا اٹھنے کے لئے حرکت

میں آیا ہوا جسم یکلخت ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔

"کیا نام ہے تمہارا بولو"...... عمران نے پیر کو واپس موڑتے ہوئے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مم، مم۔ مارٹی۔ مارٹی۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ یہ ہولناک عذاب ہے۔ کون ہو تم"...... مارٹی نے رک کر اور بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔

"سیکورٹی ونگ میں تمہاری کیا پوزیشن ہے"...... عمران نے کہا۔

"مم۔ میں مشینری انچارج ہوں۔ مشینری انچارج"...... مارٹی نے جواب دیا۔

"سیکورٹی ونگ لیبارٹری سے ملحقہ ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں ہاں وہ دونوں ملحقہ ہیں"...... مارٹی نے جواب دیا۔

"سیکورٹی ونگ میں کتنے افراد ہوتے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"دو صرف دو۔ کرنل مارکس اور میں"...... مارٹی نے اس بار انتہائی آہستہ آواز میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے جسم نے ایک زوردار جھٹکا کھایا اور پھر اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے پیر ہٹایا اور پھر جھک کر اس نے اس کی جیب سے وہ مخصوص ٹائپ کا پسٹل نکال لیا۔

"آؤ"...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور تیزی سے اس موٹے تنے والے درخت کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی بھی جھاڑیوں کی اوٹ سے نکل کر اس کے پیچھے چل دیئے۔ اس تنے کے اندر باقاعدہ ایک طویل سرنگ تھی جو نیچے جا رہی تھی۔ عمران اس

سرنگ میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے۔

" محتاط انداز میں چلو۔ کرنل مارکس اندر ہے۔ اسے صرف مارٹی کی واپسی کا انتظار ہوگا۔ اگر اس نے زیادہ قدموں کی آوازیں سن لیں تو معاملہ خراب بھی ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا تو سب نے اپنے قدم محتاط انداز میں اٹھانے شروع کر دیئے۔ سرنگ گھوم کر ایک جگہ ختم ہو گئی۔ اب وہاں سے سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں اور سیڑھیوں کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جو بند دکھائی دے رہا تھا۔ عمران محتاط قدموں سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اس دروازے تک پہنچا اور اس نے دروازے سے کان لگا دیئے۔ چند لمحے سن گن لینے کے بعد اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس کا دوسرا دروازہ بھی تھا۔ عمران اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ یہ دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ عمران نے دروازے کی درز سے باہر جھانکا تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ دوسری طرف ایک بڑا سا ہال نما کمرہ تھا۔ جس میں دیواروں کے ساتھ مشینیں موجود تھیں۔ جبکہ کرنل مارکس ایک میز پر موجود مشین کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی سائیڈ اس دروازے سے نظر آ رہی تھی۔ دوسری سائیڈ پر بھی ایک اونچی قد آدم مشین موجود تھی۔ جس کے سامنے ایک خالی کرسی تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ یہ دوسری کرسی مارٹی کی ہو گی۔ اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مارٹی کے پسٹل کا رخ کرنل مارکس کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ پسٹل کی نال کے سرے پر ایک لمحے کے لئے تیز روشنی

چمکی اور پھر غائب ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے کرنل مارکس کا جسم یکلخت کرسی پر ہی ڈھلک گیا۔ عمران نے اس بار اطمینان سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ چونکہ اسے معلوم تھا کہ اس پسٹل سے بے ہوش کر دینے والی ریز نکلتی ہیں۔ اس لئے اس کے اثرات بے ہوش کر دینے والی گیس کی طرح قائم نہیں رہتے۔ اس لئے وہ بغیر رکے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہو گئے۔ کرنل مارکس کرسی پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

" تم یہاں رکو میں اس سیکورٹی ونگ کی چیکنگ کر لوں"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ آگے بڑھ کر مشینری کو چیک کرنے لگا۔

" عمران صاحب، میرا خیال ہے کہ ان فوجیوں کی لاشیں اور اس آدمی کی لاش کو سرنگ میں لے آیا جائے۔ ورنہ فوجیوں کی اس طرح ہلاکت ہمارے خلاف بھی جا سکتی ہے"...... صفدر نے کہا۔

" اوہ ہاں، تمہاری بات درست ہے۔ ٹھیک ہے تم، تنویر اور کیپٹن شکیل جاؤ اور تمام لاشوں کو سرنگ میں ڈال دو۔ عمران نے مڑے بغیر کہا تو وہ تینوں مڑ کر واپس چلے گئے۔ عمران ساری مشینری کی چیکنگ کرنے کے بعد ملحقہ دروازے کی طرف بڑھ گیا اور پھر جب وہ تقریباً نصف گھنٹے بعد واپس اس ہال میں آیا تو اسی لمحے صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل بھی واپس آ گئے۔

" کیا ہوا۔ مارٹی اور فوجیوں کی لاشیں سرنگ میں ڈال دی ہیں "...... عمران نے پوچھا۔

" ہاں، دو پھیرے تو لگانے پڑے۔ لیکن اب لاشیں سرنگ میں ہیں "...... صفدر نے جواب دیا۔

" او کے، میں یہ سائیڈ وے بند کر دوں پھر بات ہو گی "۔ عمران نے کہا اور ملحقہ دروازے کی طرف بڑھ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

" سائیڈ وے بند ہو گیا ہے۔ لیکن سیکورٹی ونگ اور لیبارٹری کے درمیان بھی ریڈ بلاکس دیوار ہے "...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

" اوہ۔ پھر تو یہاں آنا بھی فائدہ مند ثابت نہ ہوا "...... صفدر نے کہا۔

" اب کم از کم ہم کرنل سوبرک اور اس کے فوجیوں سے درپیش خطرے سے تو محفوظ ہو گئے ہیں۔ ورنہ مجھے ہر لمحہ خطرہ لاحق تھا کہ کسی بھی لمحے وہ ہم پر فائر کھول سکتے ہیں "...... عمران نے کہا۔

" یہ تو درست ہے لیکن اب اس ریڈ بلاکس دیوار کو کیسے کھولا جائے گا "...... صفدر نے کہا۔

" میرا خیال تھا کہ یہ دیوار موونگ ہے۔ اسے یہاں سے کھولا اور بند کیا جا سکتا ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس پورے سیکورٹی ونگ کا انتہائی باریک بینی سے جائزہ لیا ہے۔ لیکن ایسی کوئی

مشین نظر نہیں آئی جس سے اس دیوار کو ہٹایا جا سکتا ہو۔ اس لئے اب یہ سب کچھ کرنل مارکس ہی بتائے گا "...... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب، میرا خیال ہے کہ اس کرنل مارکس کو ہوش میں لانے سے پہلے یہاں موجود تمام چیکنگ مشینری کو تباہ کر دیا جائے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس مشینری کی مدد سے لیبارٹری سے یہاں چیکنگ کی جا سکتی ہو "...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اسی مشینری کے اندر ہی اس دیوار کو ہٹانے کا کوئی آپشن موجود ہو اور مشینری کے تباہ ہو جانے کے بعد دیوار کسی صورت کھل ہی نہ سکے "...... صالحہ نے کہا۔

" عمران صاحب، مشینری کے بارے میں ہم سب سے زیادہ جانتے ہیں اور جب وہ خود کہہ رہے ہیں کہ اس مشینری میں سے کسی میں بھی ایسی آپشن موجود نہیں ہے تو لامحالہ ایسا ہی ہو گا "...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" صفدر، یہاں ایک سٹور موجود ہے۔ اس میں رسی کا بنڈل میں نے دیکھا ہے وہ لے آؤ اور تنویر سے مل کر اس کرنل مارکس کو باندھ دو لیکن خیال رکھنا یہ تربیت یافتہ ایجنٹ ہے۔ میں اس دوران ایک بار پھر تمام مشینری کا مزید جائزہ لے لوں "...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد عمران نے حتمی طور پر اعلان کر دیا کہ اس مشینری کا ریڈ بلاکس کی دیوار سے کوئی تعلق نہیں ہے اور مشینری صرف چیکنگ اور باہر بے ہوش کر دینے والے

ریز فائر کرنے سے متعلق ہے تو انہوں نے وہاں موجود تمام مشینری پر فائرنگ کر کے اسے تباہ کر دیا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کرسی پر بندھے ہوئے کرنل مارکس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ ریز سے بے ہوش ہے۔ اس کا اینٹی جب تک نہیں ہوگا یہ کیسے ہوش میں آئے گا"...... صفدر نے کہا۔

"پانی اس کے حلق میں ڈال دو۔ یہ ہوش میں آجائے گا"۔ عمران نے کہا تو صالحہ تیزی سے ملحقہ باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک ڈبہ تھا۔ جس میں پانی بھرا ہوا تھا۔ تنویر نے آگے بڑھ کر اس کے جبڑے بھینچے جبکہ صالحہ نے ڈبے میں بھرا ہوا پانی اس کے حلق میں ڈالنا شروع کر دیا۔

"بس کافی ہے"...... عمران نے کہا تو صالحہ نے ڈبہ اس کے منہ سے ہٹا کر ایک طرف رکھ دیا۔

"تنویر تم اس کی کرسی کے عقب میں کھڑے ہو جاؤ اور خیال رکھنا"...... عمران نے تنویر سے کہا تو تنویر سر ہلاتا ہوا کرسی کے عقب میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ جبکہ عمران سمیت باقی سب ساتھی سامنے موجود تھے۔ چند لمحوں بعد کرنل مارکس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے اور پھر جیسے ہی اس کی آنکھیں کھلیں تو اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔

"یہ، یہ۔ تم۔ مم، مگر وہ فوجی۔ کیا مطلب۔ مارٹی۔ اوہ مارٹی کہاں ہے۔ کیا مطلب"...... کرنل مارکس نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں رک رک کر کہا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

"وہ واقعی ایکریمین فوجی تھے۔ جنہیں استعمال کیا گیا تھا اور تمہارے مارٹی کی لاش سائیڈ وے والی سرنگ میں موجود ہے"۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"مگر تم، تم اس وقت کہاں تھے۔ تم سکرین پر تو نظر نہیں آ رہے تھے"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"ہم درختوں کے جھنڈ میں جھاڑیوں کی اوٹ میں تھے اور ہم نے سائیڈ وے کھلوانے کے لئے فوجیوں کو استعمال کیا تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ تم انہیں زیادہ سے زیادہ بے ہوش کرو گے۔ لیکن تم نے مارٹی کے ذریعے انہیں ہلاک کرا دیا۔ اس لئے مارٹی کو بھی اس کے جواب میں ہلاک ہونا پڑا۔ البتہ ہم یہاں پہنچ گئے"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو کرنل مارکس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تم لوگ انسان نہیں ہو۔ تمہارا ہر قدم تمہارے لئے کامیابی بن جاتا ہے۔ نجانے تم کیا ہو"...... کرنل مارکس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس لئے کہ ہم پاکیشیا کے کروڑوں انسانوں کے تحفظ کی جنگ

لڑ رہے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہمارے ساتھ ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ میرا ایک ساتھی تمہاری کرسی کے عقب میں موجود ہے۔ اس لئے تم اگر رسی کھولنے کی کوشش کرو گے تو پھر سیکورٹی ونگ ہی تمہارا مقبرہ ثابت ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"تم اب کیا چاہتے ہیں"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"ہم لیبارٹری اور سیکورٹی ونگ کے درمیان موجود ریڈ بلاکس کی دیوار کو ہٹانا چاہتے ہیں اور یہ تم بتاؤ گے کہ یہ کیسے ہٹے گی"۔ عمران نے کہا تو کرنل مارکس اس طرح چونکا جیسے اس کے ذہن میں عمران کی بات سن کر بے اختیار دھماکہ سا ہوا ہو۔

"دیوار۔ اوہ ہاں واقعی دیوار تو ہے۔ لیکن اس کے بارے میں مارٹی جانتا تھا۔ مجھے معلوم نہیں ہے"...... کرنل مارکس نے جواب دیا۔

"مارٹی صرف مشینری انچارج تھا۔ جبکہ تم چیف سیکورٹی آفیسر ہو۔ اس لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ تمہیں اس کے بارے میں معلوم نہ ہو"...... عمران نے کہا۔

"سوری مسٹر مجھے واقعی معلوم نہیں ہے۔ یہ سارے کام مارٹی کے ذمے تھے"...... کرنل مارکس نے جواب دیا اور عمران کو اس کے لہجے سے ہی معلوم ہو گیا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

"یہ لیبارٹری کب بنائی گئی تھی"...... عمران نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ لیبارٹری کئی سال پہلے بنائی گئی تھی"۔

کرنل مارکس نے جواب دیا۔

"اور ایک سال یہاں گزارنے کے باوجود تمہیں علم نہیں ہے"...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"نہیں اس دیوار کو سامنے لانے کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ اب بھی مارٹی نے یہ کام کیا ہے"...... کرنل مارکس نے جواب دیا۔

"مارٹی یہ کام کرنے کے لئے کہاں گیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"دائیں طرف موجود دروازے میں گیا تھا اور مزید مجھے کچھ معلوم نہیں ہے"...... کرنل مارکس نے کہا۔

"لیبارٹری انچارج کون ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ڈاکٹر ریمنڈ"...... کرنل مارکس نے جواب دیا۔

"اس کا فون نمبر بتاؤ۔ میں تمہاری اس سے بات کراتا ہوں۔ تم اسے کہو کہ وہ ریڈ بلاکس دیوار دوسری طرف سے کھول دے۔ کیونکہ لازماً اس کا فنکشن دوسری طرف سے بھی ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"سوری مسٹر تم میرے ساتھ جو سلوک چاہے کر گزرو لیکن میں ایسا نہیں کروں گا"...... اس بار کرنل مارکس نے انتہائی مضبوط لہجے میں کہا۔

"چلو تم بات نہ کرو۔ صرف فون نمبر بتا دو"...... عمران نے کہا تو کرنل مارکس نے نمبر بتا دیا۔

"تنویر اس کا منہ بند کر دو"...... عمران نے کہا تو کرسی کے عقب میں موجود تنویر نے کرنل مارکس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ عمران نے

میز پر موجود فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" یس ڈاکٹر ریمنڈ بول رہا ہوں "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" کرنل مارکس بول رہا ہوں "...... عمران نے کرنل مارکس کی آواز اور لہجے میں کہا۔

" اب کیا ہو گیا ہے جو آپ نے کال کی ہے "...... دوسری طرف سے قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

" مشین روم انچارج نے لیبارٹری اور سیکورٹی ونگ کے درمیان موجود ریڈ بلاکس دیوار اوپن کر دی تھی۔ کیونکہ وہ سیکورٹی ونگ کے سائیڈ وے سے باہر جا کر ایک ضروری کام کرنا چاہتا تھا۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ باہر جاتے ہی اسے ایک زہریلے سانپ نے کاٹ لیا اور وہ ہلاک ہو گیا اور مجھے نہیں معلوم کہ یہ دیوار کس طرح آف کی جاتی ہے۔ اس لئے برائے مہربانی آپ دوسری طرف سے اسے آف کر دیں "...... عمران نے کہا۔

" ہمارے پاس ایسا کوئی سسٹم نہیں ہے اور اب آپ ہمیں ڈسٹرب نہیں کریں گے۔ ہمارا کام آخری لمحات میں ہے۔ اب زیادہ سے زیادہ ایک روز میں ہم مشن فائنل کر دیں گے۔ اس کے بعد ضرورت پڑی تو اس بارے میں مزید بات ہو گی۔ فی الحال آپ ہمیں ڈسٹرب نہ کریں "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

" ہاتھ ہٹا لو تنویر "...... عمران نے کہا تو تنویر نے کرنل مارکس کے منہ سے ہاتھ ہٹا لیا۔

" صفدر تم اس مارٹی کی رہائش گاہ کو چیک کرو۔ شاید وہاں آپریشنل فائل وغیرہ موجود ہو "...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" اسے کیوں زندہ رکھا ہوا ہے تم نے۔ اسے بھی ختم کرو باقی کام ہم خود کر لیں گے "...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کرنل مارکس کے بارے میں کہا۔

" میں اسے زندہ رہنے کا آخری موقع دینا چاہتا ہوں۔ کیونکہ بہرحال یہ بھی ہماری قبیل کا آدمی ہے "...... عمران نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

" مجھے واقعی معلوم نہیں ہے۔ ویسے اگر معلوم ہوتا تو میں پھر بھی نہ بتاتا۔ کیونکہ تم کسی صورت بھی یہ دیوار نہیں ہٹا سکتے اور اسرائیل کا مشن مکمل ہونے والا ہے "...... کرنل مارکس نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

" ہاتھ رکھ دو "...... عمران نے تنویر سے کہا اور تنویر کے کرنل مارکس کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہی عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

" یس کرنل مارکس بول رہا ہوں "...... عمران نے کرنل مارکس کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" رالف بول رہا ہوں کرنل مارکس کیا پوزیشن ہے۔ پاکیشیائی

ایجنٹوں کے بارے میں کوئی رپورٹ"...... دوسری طرف سے کہا۔

"چیف۔ مارٹی نے سیکورٹی ایریئے کے سائیڈ وے سے باہر جا کر ان کا خاتمہ کر دیا ہے۔ میں آپ کو کال کرنے ہی والا تھا"...... عمران نے کہا۔

"مارٹی نے باہر جا کر۔ کیا مطلب"...... دوسری طرف سے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"چیف یہ لوگ فوجی یونیفارمز میں سپیشل وے کے دہانے پر نظر آئے تھے تو مارٹی نے سائیڈ وے کھول کر ان پر سٹار ریز فائر کیں تو وہ سب بے ہوش ہو گئے تو مارٹی نے ان پر مشین گن سے فائر کھول دیا۔ لیکن ان سے ایک آدمی میں شاید قوت مدافعت بہت زیادہ تھی۔ اس لئے وہ فوراً ہلاک نہیں ہوا اور اس نے مارٹی پر فائر کھول دیا اور مارٹی بھی ہلاک ہو گیا لیکن یہ تمام ایجنٹ بھی ختم ہو گئے"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ اپنے اصل چہروں میں تھے"...... رالف نے پوچھا۔

"نہیں چیف وہ ایکریمین میک اپ میں تھے۔ لیکن چونکہ پہلے ہم لیبارٹری میں انہیں دیکھ چکے تھے اس لئے ہم نے انہیں ملٹری یونیفارمز کے باوجود پہچان لیا"...... عمران نے کہا۔

"تم نے لیبارٹری اور سیکورٹی ونگ کے درمیان ریڈ بلاکس دیوار کے بارے میں ڈاکٹر ریمنڈ کو فون کیا تھا"...... رالف نے کہا۔

"یس، چیف"...... عمران نے کہا۔

"انہوں نے شکایت کی ہے کہ تم انہیں ڈسٹرب کر رہے ہو۔ اب جبکہ ایک روز کا کام باقی رہ گیا ہے اور بقول تمہارے پاکیشیائی ایجنٹ بھی ختم ہو چکے ہیں۔ تو تم اب انہیں ڈسٹرب مت کرو۔ مشن مکمل ہونے کے بعد تم سائیڈ وے کھول کر بھی جا سکتے ہو"...... رالف نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"یس چیف"...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیا گیا اور عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔

"ہٹ جاؤ تنویر اب اسے زندہ رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے"۔ عمران نے رسیور رکھ کر جیب سے مشین پسٹل نکالتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل مارکس کچھ کہتا عمران نے اس پر فائر کھول دیا اور کرنل مارکس کرسی پر بندھے بندھے ہلاک ہو گیا۔

"آپ تو بندھے ہوئے کو ہلاک کرنے کے قائل نہیں تھے عمران صاحب"...... صالحہ نے کہا۔

"پاکیشیا کی تباہی اور اس کے سولہ کروڑ عوام کی ہلاکت میں بقول ڈاکٹر ریمنڈ ایک روز باقی رہ گیا ہے۔ اس لئے اس صورتحال میں تمام اصول پس پشت ڈالے جا سکتے ہیں۔ اب یہ لیبارٹری نہیں رہے گی یا ہم نہیں رہیں گے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ صفدر کمرے میں داخل ہوا۔ وہ خالی ہاتھ تھا۔

"ایسی کوئی فائل وہاں نہیں ہے عمران صاحب"...... صفدر نے

کہا۔

" یہ بہت برا ہوا۔ ہم سے چند قدموں کے فاصلے پر پاکیشیا کے خلاف خوفناک کارروائی مکمل کی جا رہی ہے اور ہم یہاں بے بس پڑے ہیں "....... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب ہم سب کو مل کر اس کا آپریشنل میکنزم تلاش کرنا چاہیے "....... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" میں نے انتہائی باریک بینی سے جائزہ لیا ہے اور اب میں مزید وقت ضائع نہیں کر سکتا "....... عمران نے جواب دیا۔

" تو پھر آپ نے کیا سوچا ہے۔ کیا اس سپیشل وے پر دوبارہ کام کیا جائے۔ لیکن ہمارے پاس صرف مشین پسٹل اور مشین گنیں تو موجود ہیں۔ طاقتور بم اور میزائل گنیں موجود نہیں ہیں "....... صفدر نے کہا۔

" نہیں اب باہر جا کر کوئی کارروائی کرنے کا رسک نہیں لیا جا سکتا۔ چھ فوجیوں کی گمشدگی کی اطلاع کرنل سوبرک تک پہنچ گئی ہو گی۔ اس لئے اب کرنل سوبرک ہمارے خلاف بھی ہو سکتا ہے "....... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو پھر اب کیا کیا جائے "....... صفدر نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ ریڈ بلاکس کی دیوار کی سائیڈوں میں کھدائی کی جائے "....... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے کوشش تو کی جا سکتی ہے "....... صفدر نے کہا اور پھر

وہ سب اس جگہ پہنچ گئے۔ جہاں وہ دیوار موجود تھی۔ عمران نے ایک بار پھر اس دیوار کا بغور جائزہ لیا۔ لیکن کوئی آپریشنل میکنزم نظر نہ آیا۔

" عمران صاحب میرا خیال ہے کہ میں اس دیوار کو کھول سکتی ہوں "....... اچانک صالحہ نے کہا تو سب چونک کر صالحہ کی طرف دیکھنے لگے۔

" یہ وقت مذاق کا نہیں ہے صالحہ "....... جولیا نے کہا۔

" میں مذاق نہیں کر رہی "....... صالحہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوکے پھر بتاؤ یہ کیسے اوپن ہو سکتی ہے "....... جولیا نے کہا۔

" عمران صاحب اس دیوار کا میکنزم اس ملحقہ باتھ روم میں ہے "....... صالحہ نے سائیڈ پر موجود باتھ روم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" باتھ روم میں، نہیں میں اسے بھی چیک کر چکا ہوں۔ لیکن تمہیں اس کا خیال کیسے آیا "....... عمران نے کہا۔

" اس دیوار کی جڑ میں باہر والی سائیڈ میں ایسے آثار موجود ہیں۔ جیسے زمین سے پانی رس کر یہاں آیا ہو اور شاید یہ دیوار جب سے لیبارٹری بنائی گئی ہے پہلی بار اوپن کی گئی ہے۔ اس لئے اس کا سسٹم جام ہو گیا اور اس بار میکنزم اوپن کرنے کی وجہ سے اس میں لیکج ہو گئی "....... صالحہ نے جواب دیا۔

" اوہ، اوہ واقعی مجھے دوبارہ چیک کرنا چاہیے "....... عمران نے کہا اور تیزی سے باتھ روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے

ساتھی بھی اندر آگئے اور پھر انہوں نے دیواروں اور فرش کو ہر طرح ٹھونک بجا کر دیکھ لیا لیکن انہیں کہیں بھی میکنزم کے آثار نہ ملے۔

"اب بتاؤ کہاں ہے میکنزم"...... جولیا نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اگر آپ ہار مانتی ہیں تو میں بتا سکتی ہوں"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خواہ مخواہ وقت ضائع مت کیا کرو۔ یہ موقع ہے ایسی باتوں کا"...... جولیا نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر تمہیں معلوم ہے تو بتا دو صالحہ"...... صفدر نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ یہ دیکھو"...... صالحہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فلش ٹینکی کا ڈھکن ہٹانا شروع کر دیا۔

"اسے میں پہلے ہی چیک کر چکا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں آپ کی چیکنگ اور میری چیکنگ میں فرق ہو گا"...... صالحہ نے جواب دیا اور پھر اس نے ٹینکی کا ڈھکن اتار کر ایک طرف رکھ دیا۔

"اس میں تو ٹینکی والی مخصوص مشین ہے اور تو کچھ نہیں ہے"...... جولیا نے اندر جھانکتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب یہ نٹ دیکھیں۔ یہ فالتو لگا ہوا ہے"...... صالحہ نے ایک نٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی

اس نے ہاتھ بڑھا کر اس نٹ کو ہاتھ لگا کر اشارہ کیا۔

"آپ اسے آپریٹ کریں"...... صالحہ نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو عمران نے آگے بڑھ کر اس نٹ کو پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے گڑگڑاہٹ کی ہلکی سی آواز دوسری طرف سے سنائی دینے لگی تو سب اس طرح سے اچھل پڑے جیسے ان کے پیروں کے نیچے اچانک بم پھٹ پڑے ہوں اور پھر وہ سب ہی تیزی سے باتھ روم سے باہر آگئے تو ان سب کی آنکھیں حقیقتاً حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ کیونکہ دیوار واقعی اوپن ہو چکی تھی۔ اب دوسری طرف موجود راہداری صاف دکھائی دے رہی تھی۔

"اوہ ویری گڈ۔ رئیلی ویری گڈ صالحہ۔ تم نے آج واقعی کام دکھایا ہے"...... عمران نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"تمہارے ذہن میں یہ ساری بات کیسے آگئی۔ جبکہ عمران پہلے ہی اس نٹ کو چیک کر چکا تھا"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے یہ سسٹم ایک بار کارمن کے ایک ہوٹل میں دیکھا تھا۔ وہاں ایک خفیہ کمرہ بنایا گیا تھا اور اسے اس انداز میں ہی آپریٹ کیا جاتا تھا۔ جب پانی اور باتھ روم والی بات میرے ذہن میں آئی تو میرے ذہن میں ساتھ ہی وہ ہوٹل والی بات بھی آگئی اور پھر میرا خیال درست ثابت ہوا"...... صالحہ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب چلو یہاں کھڑے باتیں کرنے کی بجائے ہمیں ان کا خاتمہ کرنا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"لیبارٹری میں ماسٹر کمپیوٹر موجود ہے۔ پہلے بھی ہم اس کا شکار ہو گئے تھے۔ اس لئے اندھا دھند اقدام کی ضرورت نہیں۔ ورنہ اس بار ہماری لاشوں کا بھی پتہ نہیں ملے گا"...... عمران نے کہا تو سب چونک پڑے۔

"اوہ ہاں، واقعی لیکن اس دیوار کا مطلب ہے کہ کرنل مارکس اور مارٹی اس کے ذریعے لیبارٹری آتے جاتے رہتے ہوں گے"...... صفدر نے کہا۔

"ماسٹر کمپیوٹر میں ان کے کوائف پہلے سے فیڈ ہوں گے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر اب کیا کرنا ہے"...... تنویر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"ہمیں پہلے اس ماسٹر کمپیوٹر کو آف کرنا ہوگا۔ سب یہاں رکو میں ڈاکٹر ریمنڈ سے فون پر بات کرتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھہرو جو بات ہوگی یہیں ہوگی۔ کارڈلیس فون ہے۔ اس لئے صالحہ جا کر فون پیس لے آئے گی"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ صالحہ جا کر فون پیس لے آؤ"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور صالحہ تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔

"مس صالحہ نے واقعی حیرت انگیز کام دکھایا ہے ورنہ ہم شاید ساری عمر سر پٹک کر رہ جاتے۔ لیکن یہ سسٹم ہمارے ذہن میں نہ آتا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں یہ واقعی انوکھا اور نیا سسٹم ہے۔ نٹ کو دباؤ تو دیوار آپریٹ ہو جائے گی۔ ورنہ صرف ٹینکی آپریٹ ہوتی رہے گی۔ گڈ شو"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب تم ڈاکٹر ریمنڈ سے کیا بات کرو گے"...... جولیا نے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک خاکہ موجود ہے۔ دیکھو کیا ہوتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔ چند لمحوں بعد صالحہ واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں فون پیس موجود تھا۔ عمران نے اس سے فون پیس لے لیا اور پھر اسے آن کر کے اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"یس ڈاکٹر ریمنڈ بول رہا ہوں"...... ڈاکٹر ریمنڈ کی سخت آواز سنائی دی۔ لہجہ خاصا جھنجلایا ہوا تھا۔

"رالف بول رہا ہوں ڈاکٹر ریمنڈ"...... عمران نے رالف کی آواز اور لہجے میں کہا۔

"اوہ میں سمجھا کرنل مارکس پھر مجھے ڈسٹرب کرنے لگے ہیں۔ فرمایئے"...... اس بار دوسری طرف سے نرم لہجے میں کہا گیا۔

"کرنل مارکس نے مجھے بتایا تھا کہ اس نے لیبارٹری اور سیکورٹی ونگ کے درمیان موجود ریڈ بلاکس دیوار اوپن کر دی ہے۔ جس پر میں مطمئن ہو گیا اور میں نے اسے ایک بار پھر سخت احکامات دیئے کہ وہ نہ ہی لیبارٹری میں جائے اور نہ آپ کو یا آپ کے ساتھیوں کو ڈسٹرب کرے۔ پاکیشیائی ایجنٹ پہلے ہی ہلاک ہو چکے ہیں۔ اس لئے

اب کوئی ایسا معاملہ باقی نہ تھا۔ جس کے لئے ڈسٹربنس پیدا کی جاتی۔ لیکن اب میں نے ایک ضروری کام کے لئے کرنل مارکس کو فون کیا تو وہاں سے کال کا جواب ہی نہیں مل رہا۔ جس سے مجھے بے حد تشویش ہو رہی ہے۔ آپ اپنے کسی اسسٹنٹ کو سیکورٹی ونگ میں بھیج کر معلوم کرائیں کہ کیا پوزیشن ہے۔ پھر مجھے بتائیں۔ یہ انتہائی ضروری ہے"...... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بھیج دیتا ہوں۔ پھر آپ کو کال کروں گا"۔ ڈاکٹر ریمنڈ نے کہا۔

"میں آپ کو خود فون کروں گا۔ کیونکہ میں اس وقت کسی اور جگہ پر ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوکے"...... ڈاکٹر ریمنڈ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے فون آف کر دیا۔

"اب تم سب کو دوسرے کمرے میں جانا ہوگا۔ میں یہاں باتھ روم میں رہوں گا"...... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی سر ہلاتے ہوئے تیزی سے کمرے سے باہر چلے گئے۔ جبکہ عمران باتھ روم کے اندر دروازے کے قریب آکر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اسے دور سے قدموں کی آواز سنائی دینے لگی۔ آنے والا تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ پھر یہ آواز اس کمرے میں سنائی دی۔ اس کا رخ دروازے کی طرف تھا۔ عمران نے باتھ روم کا دروازہ کھولا اور باہر آ گیا۔ اس کی پشت عمران کی طرف تھی۔ باتھ روم کا دروازہ کھلنے کی آواز سن کر وہ

تیزی سے مڑا ہی تھا کہ عمران اس پر جھپٹ پڑا اور دوسرے لمحے وہ آدمی اس کے بازوؤں میں پھنسا سینے سے لگا ہوا تھا۔ عمران اسے گھسیٹتا ہوا دوسرے کمرے میں لے آیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ عمران نے اسے آگے کی طرف دھکیل دیا۔ تو وہ آدمی لڑکھڑاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر رک گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ انتہائی خوف کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے۔

"تم، تم کیا مطلب۔ کرنل مارکس مر چکا ہے۔ مم، مگر"۔ اس آدمی نے پوری طرح حواس میں آتے ہی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ کیونکہ کرسی پر موجود رسیوں سے بندھی ہوئی کرنل مارکس کی لاش بھی اس نے دیکھ لی تھی۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"شلنز۔ میرا نام شلنز ہے۔ میں مشین آپریٹر ہوں"...... اس آدمی نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا تو عمران سمجھ گیا کہ وہ فیلڈ کا آدمی نہیں ہے۔

"لیبارٹری میں ماسٹر کمپیوٹر کس طاقت اور ٹائپ کا نصب ہے"...... عمران نے پوچھا تو شلنز نے بتا دیا۔

"جب ہم سٹور روم سے اوپر گئے تھے تو ماسٹر کمپیوٹر نے ہم پر ریز فائر کر دی تھیں۔ جبکہ تم بھی تو وہاں سے آئے ہو تم پر تو ریز فائر نہیں ہوئی"...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا۔ جیسے اسے اس بارے میں

کچھ معلوم نہ ہو۔

"لیبارٹری میں موجود تمام افراد کے کوائف سپر کمپیوٹر میں فیڈ ہیں۔اس لئے جیسے ہی کوئی اجنبی اصل لیبارٹری میں داخل ہوگا اس پر خود بخود ریز فائر ہو جائیں گی"...... شلنز نے جواب دیا۔

"اس سپر کمپیوٹر کا ماہر کون ہے"...... عمران نے کہا۔

"ریمزے۔وہ انچارج ہے"...... شلنز نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ٹریگر دبا دیا۔

دوسرے لمحے شلنز چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا تو عمران نے جیب سے کارڈلیس فون پیس نکالا اور تیزی سے اس کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ڈاکٹر ریمنڈ بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ڈاکٹر ریمنڈ کی آواز سنائی دی۔

"چیف رالف بول رہا ہوں۔کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں نے شلنز کو وہاں بھیجا ہے لیکن وہ واپس ہی نہیں آیا"۔ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"کیوں، وجہ"...... عمران نے کہا۔

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں چیف"...... ڈاکٹر ریمنڈ نے جواب دیا۔

"آپ سب سائنسدان اور مشین آپریٹر مصروف ہوں گے۔کوئی

آدمی یہاں ایسا ہے جو فارغ ہو"...... عمران نے کہا۔

"کیا کرنا ہے"...... ڈاکٹر ریمنڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس شلنز کا پتہ کراؤ اور کیا کرنا ہے۔لیکن اپنا کام مت روکو"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے میں معلوم کراتا ہوں"...... دوسری طرف سے قدرے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"میں دوبارہ کال کروں گا"...... عمران نے رالف کی آواز اور لہجے میں کہا اور فون آف کر دیا۔

"میرا خیال ہے کہ آپ ایک ایک کر کے لیبارٹری میں موجود افراد کو یہاں بلا کر ہلاک کرنا چاہتے ہیں"...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ داؤ بھی زیادہ دیر نہیں چل سکتا۔اصل رالف کسی بھی وقت کال کر سکتا ہے۔میں دراصل اس سپر کمپیوٹر کو کسی طرح آف کرنا چاہتا ہوں۔لیکن کوئی ترکیب ذہن میں نہیں آ رہی اور نہ ہی ہمارے پاس ایسا اسلحہ ہے کہ ہم اسے فائر کر کے سب کچھ تباہ کر دیں"۔ عمران نے جواب دیا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔پھر تھوڑی دیر بعد انہیں قدموں کی آوازیں دیوار والے کمرے سے اس کمرے کی طرف آتی سنائی دیں تو سب نہ صرف چوکنا ہو گئے بلکہ سائیڈوں پر ہو گئے۔چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔

"خبردار"...... عمران نے مشین پسٹل کا رخ اس کی طرف کرتے

ہوئے کہا تو وہ آدمی بے اختیار اچھل پڑا۔ عمران کے ساتھی بھی اب سامنے آگئے تھے۔

"کیا۔ کیا مطلب اوہ، اوہ شلنز کی لاش۔ اوہ کرنل مارکس بھی لاش میں تبدیل ہو چکا ہے۔ یہ سب کیا ہے۔ کون ہو تم"...... اس آدمی نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"مم، میرا نام براؤن ہے"...... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیبارٹری میں کیا کام کرتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"میں اسسٹنٹ انجنیئر ہوں۔ کمپیوٹر انجنیئر"...... براؤن نے جواب دیا۔

"انجنیئر ریمزے انچارج ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں، ہاں مگر تم کون ہو۔ میں تو شلنز کا پتہ کرنے آیا تھا اور شلنز، کرنل مارکس کو تلاش کرنے آیا تھا"...... براؤن نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"یہاں راہداری سے لیبارٹری تک کے راستے کی تفصیل بتاؤ"...... عمران نے کہا تو براؤن نے تفصیل بتادی۔ اس راستے میں سپر کمپیوٹر کے کتنے ریز فائرنگ پوائنٹ ہیں"...... عمران نے کہا تو اس بار براؤن چونک پڑا۔

"اوہ، اوہ تو یہ بات ہے۔ تم ان پوائنٹ سے بچنا چاہتے ہو۔ اوہ

اب مجھے یاد آیا کہ تم پہلے بھی ریز فائرنگ سے بے ہوش ہو گئے تھے۔ تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو"...... براؤن نے تیز تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور اب تم سب کچھ بتاؤ گے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔ تم دشمن ایجنٹ ہو اور یہ بھی سن لو کہ تم جیسے ہی لیبارٹری کے ایریئے میں داخل ہو گے۔ اس بار جل کر راکھ ہو جاؤ گے کیونکہ پہلے جہاں تم پہنچے تھے وہاں صرف بے ہوش کر دینے والی ریز فائر ہوتی تھیں کیونکہ اس ایریئے میں کسی غیر متعلقہ آدمی کی موجودگی کا تصور بھی نہ کیا جا سکتا تھا۔ لیکن یہاں سے لیبارٹری کے اندر تک ایسی ریز کا سسٹم موجود ہے جو پلک جھپکنے میں تمہیں راکھ بنا دے گا"...... براؤن نے تیز تیز لہجے میں کہا اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"سپر کمپیوٹر کس پاور کا ہے"...... عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم"...... براؤن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے پھر تمہاری لاش کسی گٹر کے کیڑے ہی کھائیں گے"۔ عمران نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی سفاکی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ مت مارو مجھے۔ مت مارو"...... براؤن نے یکلخت گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر اب خوف کے

تاثرات ابھر آئے تھے۔

"سپر کمپیوٹر کے بارے میں تفصیل بتاؤ"...... عمران نے پہلے سے زیادہ سرد لہجے میں کہا تو اس بار براؤن نے اس طرح تفصیل بتانا شروع کر دی جیسے ٹیپ ریکارڈ آن ہو جاتا ہے۔

"فون کا تعلق سپر کمپیوٹر سے ہے یا نہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں اس کا تعلق براہ راست سیٹلائٹ سے ہے"...... براؤن نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ٹریگر دبا دیا اور براؤن چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

"ہمیں اس لیبارٹری کو تنویر ایکشن سے تباہ کرنا ہو گا۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے اور ہمارے پاس اب وقت بھی نہیں رہا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"کیا یہ براؤن درست کہہ رہا تھا کہ راستے میں جلا کر راکھ کر دینے والی ریز کے پوائنٹ موجود ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں براؤن کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ درست کہہ رہا تھا اور یہ سپر کمپیوٹر جس پاور کا ہے اس سے اس ٹائپ کی ریز فائر کی جا سکتی ہیں"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ہم اندر کیسے جائیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"کچھ بھی ہو۔ ہمیں بہرحال جانا ہو گا اور اگر پاکیشیا کے سولہ کروڑ عوام کے تحفظ کے لئے ہمیں اپنی جانوں کی قربانی بھی دینی پڑے تو سودا مہنگا نہیں ہے"...... عمران نے انتہائی سپاٹ لہجے میں کہا تو

سب بے اختیار چونک پڑے کیونکہ عمران کا لہجہ بتا رہا تھا کہ معاملات اس سے کہیں زیادہ سیریئس ہیں جتنا وہ سمجھ رہے ہیں اور اس مشن میں یقینی ہلاکت کے واضح آثار موجود ہیں۔

"عمران صاحب اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں ایک بات کروں"...... صالحہ نے کہا۔

"ہاں بولو۔ لیکن جلدی بات کرو"...... عمران کا لہجہ اسی طرح سپاٹ تھا۔

"عمران صاحب، آپ مجھے اجازت دیں۔ میں اندر جا کر کارروائی کرتی ہوں"...... صالحہ نے کہا تو سب کے چہروں پر صالحہ کے لئے تحسین کے تاثرات ابھر آئے لیکن عمران نے انکار میں سر ہلا دیا۔

"صفدر تم شلنز کی لاش اٹھا لو۔ تنویر اس براؤن کی اور کیپٹن شکیل کرنل مارکس کی لاش اٹھائے گا۔ جلدی کرو وقت بے حد قیمتی ہے"...... عمران نے کہا تو سب تیزی سے حرکت میں آ گئے۔ البتہ ان کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ عمران ان لاشوں سے کیا کام لینا چاہتا ہے تھوڑی دیر بعد وہ سب اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں سے راہداری لیبارٹری کی طرف جاتی تھی۔

"آؤ میرے پیچھے اور جب میں کہوں اس نے لاش کو اچھال دینا ہے"...... عمران نے کہا اور تیزی سے راہداری میں قدم رکھ دیئے۔ اس کی تیز نظریں راہداری کی چھت کا جائزہ لے رہی تھیں۔ چند قدم آگے بڑھنے کے بعد عمران رک گیا۔

"صفدر لاش کو آگے اچھال دو اور جلدی کرو"...... عمران نے کہا تو صفدر نے کاندھے پر لادی ہوئی شلنز کی لاش کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر آگے اچھال دیا۔ لاش ایک دھماکے سے کچھ آگے جا کر فرش پر گری ہی تھی کہ چھت سے یکلخت تیز روشنی سی چمکی اور اس کے ساتھ ہی فرش پر موجود شلنز کی لاش پلک جھپکنے میں راکھ میں تبدیل ہوتی چلی گئی۔ اسے دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے کسی نے اس لاش کو دہکتی ہوئی آگ میں جلا کر راکھ بنا دیا ہو۔

"آؤ"...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے۔ پھر کچھ آگے جانے کے بعد جہاں سے راہداری مڑ رہی تھی وہاں پہنچ کر عمران رک گیا۔

"تنویر تم براؤن کی لاش اچھال کر دور پھینک دو"...... عمران نے تنویر سے کہا تو تنویر نے کاندھے پر لدی ہوئی براؤن کی لاش کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر ایک جھٹکے سے دور اچھال دیا۔ لاش ایک دھماکے سے فرش پر گری ہی تھی کہ چھت سے ایک بار پھر تیز روشنی چمکی اور اس کے ساتھ ہی براؤن کی لاش کا بھی وہی حشر ہوا۔ جو اس سے پہلے شلنز کی لاش کا ہوا تھا۔ وہ بھی جل کر راکھ ہو گئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی عمران تیزی سے آگے بڑھا اور پھر راہداری کا اختتام ایک بڑے دروازے پر ہوا۔ جو خصوصی دھات کا بنا ہوا تھا۔ عمران اس دروازے سے تقریباً دس قدم دور رک گیا۔ اس کے رکتے ہی اس کے ساتھی بھی رک گئے۔

"کیپٹن شکیل، کرنل مارکس کی لاش کو اس دروازے کے قریب پھینک دو۔ عمران نے کیپٹن شکیل سے کہا تو کیپٹن شکیل نے اس کی ہدایت پر فوراً عمل کیا اور جیسے ہی لاش فرش پر گری۔ اس کے ساتھ ہی چھت سے ایک بار پھر ریز فائر ہوئیں اور کرنل مارکس کی لاش بھی پلک جھپکنے میں جل کر راکھ ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی عمران کے ستے ہوئے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے"...... اس دروازے کے پیچھے لیبارٹری کا بڑا ہال ہے۔ سپر کمپیوٹر جس پاور کا ہے اس پاور کے تحت وہ ایک گھنٹے میں زیادہ سے زیادہ تین بار یہ طاقتور ریز فائر کر سکتا ہے اور ہر پوائنٹ سے ایک بار ہی ریز فائر ہو سکتی ہیں۔ اس لئے اب ایک گھنٹے سے پہلے ریز دوبارہ فائر نہیں ہو سکتیں۔ اور ہم نے اندر داخل ہوتے ہی اندر موجود تمام افراد کا خاتمہ کرنا ہے"۔ عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ان کے چہروں پر بھی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ کیونکہ جس طرح انہوں نے لاشوں کو راکھ ہوتے دیکھا تھا اس سے ان کے ذہنوں میں خاصی تشویش تھی۔ عمران آگے بڑھا اور اس نے ایک ہاتھ سے دروازے کو پوری قوت سے دھکیلا تو فولادی دروازہ کھلتا چلا گیا اور عمران اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ یہاں دیواروں کے ساتھ انتہائی جدید ترین مشینیں نصب تھیں اور ان کے سامنے سٹولوں پر سفید کوٹ پہنے لوگ موجود تھے۔ جبکہ ایک سائیڈ پر کاؤنٹر سا بنا ہوا تھا

جس کے سامنے بھی کرسی پر ایک بوڑھا سا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ عمران کے اندر داخل ہوتے ہی سب نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ پھر اس سے پہلے کہ کوئی سنبھلتا عمران کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل نے شعلے نکالنے شروع کر دیئے۔ اسی لمحے اس کے ساتھی بھی اندر آ گئے اور پھر چند لمحوں بعد ہال میں موجود تمام افراد چیختے ہوئے نیچے گرے اور تڑپنے لگے۔ عمران دوڑتا ہوا اس بوڑھے آدمی کے قریب گیا۔ جو کرسی پر ہی ڈھلک گیا تھا۔ البتہ اس کا ایک ہاتھ سامنے کاؤنٹر پر موجود مستطیل شکل کی مشین کی طرف اس طرح رینگ رہا تھا جیسے چیونٹی رینگتی ہے لیکن دوسرے لمحے عمران نے ٹریگر دبایا اور اس بار اس بوڑھے کی کھوپڑی کئی حصوں میں تقسیم ہوتی چلی گئی۔ پھر عمران نے سامنے کاؤنٹر پر موجود مشینری فائر کھول دیا اور چند لمحوں میں ہی اس مشین کے پرخچے اڑ گئے۔

" میں نے سپر کمپیوٹر کو تباہ کر دیا ہے"........ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور سائیڈ پر موجود ایک اندھے شیشے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو دوسری طرف ایک راہداری تھی۔ وہ راہداری میں دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی تھے کہ اچانک راہداری کے آخر میں موجود ایک دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا آدمی جس کی آنکھوں پر عینک تھی کھلے ہوئے دروازے سے باہر آیا ہی تھا کہ عمران نے اس پر چھلانگ لگا دی اور وہ بوڑھا چیختا ہوا سامنے والی دیوار سے ایک دھماکے سے

ٹکرایا اور دوسرے لمحے نیچے گر کر ساکت ہو گیا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر اس کمرے میں داخل ہوا۔ جس میں سے وہ بوڑھا باہر آیا تھا۔ کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ البتہ میز پر ایک مشین موجود تھی جس پر چھوٹے چھوٹے بلب مسلسل جل بجھ رہے تھے۔ عمران نے مشین پسٹل کا رخ اس مشین کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی مشین کے پرزے میز اور فرش پر بکھر گئے۔ باقی ساتھی بھی اندر آ گئے تھے۔

" سائیڈ پر دروازہ ہے۔ جس کے پیچھے لانچر اور وہ میزائل ہیں۔ جسے پاکیشیا پر فائر ہونا ہے۔ وہاں موجود سب افراد کو ہلاک کر دو۔ ایک کو بھی زندہ نہیں رہنا چاہئے۔ یہ سب پاکیشیا کے سولہ کروڑ افراد کے قاتل بننا چاہتے ہیں"........ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک سائیڈ پر موجود دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ جس پر سرخ الفاظ میں لانچنگ ایریا کے الفاظ لکھے ہوئے تھے اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور آفس سے باہر جا کر اس نے فرش پر پڑے ہوئے اس بوڑھے آدمی کو اٹھایا اور لا کر آفس کی ایک کرسی پر ڈال دیا اور پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب اس بوڑھے کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور مشین پسٹل نکال لیا۔

" بیٹھے رہو۔ ورنہ گولی مار دوں گا"........ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو وہ بوڑھا اس طرح اچھلا جیسے اس کے جسم میں اچانک

ہائی وولٹیج الیکٹرک کرنٹ گزر رہا ہے۔

" تم، تم کون ہو۔ یہ کیا مطلب"........ اس بوڑھے نے سامنے موجود عمران کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کیا عینک کے بغیر تمہیں سب کچھ صاف نظر آ رہا ہے"۔ عمران نے کہا کیونکہ بوڑھے کے دیوار کے ساتھ ٹکراؤ سے عینک گر کر ٹوٹ گئی تھی۔

" عینک۔ اوہ میری عینک، مگر وہ۔ تم نے کیا کیا ہے۔ کہاں گئی وہ۔ یہ کیا ہوا۔ تم کون ہو"........ بوڑھے نے ہاتھ اٹھا کر اپنے چہرے پر عینک کو چیک کرتے ہوئے کہا اور عمران سمجھ گیا کہ وہ عینک صرف پڑھنے کے لئے استعمال کرتا تھا۔

" تمہارا نام ڈاکٹر ریمنڈ ہے اور تم اسرائیلیوں کی اس لیبارٹری میں لانچنگ میزائل کے انچارج ہو اور یہ میزائل فائر کر کے تم پاکیشیا کے ایٹمی مراکز تباہ کرنا چاہتے ہو۔ بولو"........ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ وہ اس بوڑھے کے بولتے ہی اسے پہچان گیا تھا۔ اس کا کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ اس لئے عمران سمجھ گیا کہ وہ ڈاکٹر ریمنڈ ہے۔

" تم، تم کون ہو۔ کیا مطلب"........ ڈاکٹر ریمنڈ نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور یہ میرے لئے اعزاز کی بات ہے کہ میں پاکیشیائی ہوں"........ عمران نے

کہا تو بوڑھا ایک بار پھر اچھل پڑا۔

" ڈی ایس سی۔ کیا تم سائنسدان ہو مگر۔ مگر تمہیں تو ایجنٹ بتایا گیا تھا"........ ڈاکٹر ریمنڈ نے رک رک کر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں ایجنٹ بھی ہوں اور سائنسدان بھی۔ کرنل مارکس اور اس کے ساتھی مارٹی کے ساتھ ساتھ لیبارٹری میں موجود تمہارے سب ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ سپر کمپیوٹر کو بھی تباہ کر دیا گیا ہے۔ اور اس وقت لانچنگ ایریئے میں میرے ساتھی تمہارے آدمیوں کو ختم کر رہے ہیں"........ عمران نے کہا تو بوڑھے کا چہرہ بگڑتا چلا گیا۔

" تم، تم نے یہ سب کیسے کر دیا۔ تم نے اسرائیل کو تباہ کر دیا"........ بوڑھا یکلخت پاگلوں کی طرح اٹھ کر عمران پر جھپٹنے لگا ہی تھا کہ عمران نے ٹریگر دبا دیا اور وہ بوڑھا چیختا ہوا نیچے گرا اور فرش پر اس طرح پھڑکنے لگا جیسے ذبح ہوتی ہوئی بکری پھڑکتی ہے۔

" تم انتہائی قابل نفرت ہو ڈاکٹر ریمنڈ۔ تم کروڑوں انسانوں کو قتل کرنا چاہتے تھے"........ عمران نے انتہائی نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

اسی لمحے سائیڈ کا دروازہ کھلا اور ایک ایک کر کے اس کے ساتھی اندر آئے۔

" وہاں بیس افراد تھے۔ سب ہلاک کر دیئے گئے ہیں"........ صفدر نے کہا۔

"یہاں پھیل جاؤ اور اگر یہاں اسلحہ ملے تو اسے چیک کرو اور جو مشین بھی سلامت نظر آئے اسے تباہ کر دو۔ میں اس میزائل کو بیکار کر کے آتا ہوں"...... عمران نے کہا اور تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں سے اس کے ساتھی واپس آئے تھے۔ لیکن ابھی وہ دروازے تک پہنچا ہی تھا کہ میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ تیزی سے مڑا اور اس نے میز کے قریب پہنچ کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس ڈاکٹر ریمنڈ بول رہا ہوں"...... عمران نے ڈاکٹر ریمنڈ کی آواز میں کہا۔

"ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں۔ پریذیڈنٹ صاحب سے بات کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد اسرائیل کے صدر کی بھاری آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر ریمنڈ بول رہا ہوں سر"...... عمران نے کہا۔

"وائٹ روز میزائل کب فائرنگ پوزیشن میں آئے گا ڈاکٹر ریمنڈ"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بس صرف چھ گھنٹوں کا کام رہ گیا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"آپ کی لیبارٹری ہر طرح سے محفوظ تو ہے ناں۔ کیونکہ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ وہاں پہنچ گئے تھے۔ لیکن انہیں

ہلاک کر دیا گیا ہے"...... صدر نے کہا۔

"لیبارٹری ہر طرح سے محفوظ ہے۔ وہ اس میں کسی صورت داخل نہیں ہو سکتے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوکے، جیسے ہی مشن مکمل ہو۔ آپ نے مجھے کال کر کے رپورٹ دینی ہے"...... دوسری طرف سے قدرے مطمئن لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"تمہاری یہ حسرت انشاء اللہ ہمیشہ تمہارے دل میں ہی دفن رہے گی"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر جب وہ ایک گھنٹے بعد واپس اس آفس میں آیا تو وہ اس خوفناک میزائل کو مکمل طور پر بیکار اور ناکارہ کر چکا تھا۔ اس کے ساتھی بھی وہاں واپس پہنچ چکے تھے۔

"عمران صاحب۔ یہاں اسلحہ کا ایک چھوٹا سا سٹور تو موجود ہے لیکن اس میں صرف دس میگا پاور کے ڈائنامیٹ ہیں جو شاید زمین کھودنے کے لئے رکھے گئے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"پھر تو وہ وائرلیس چارجر ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں"...... صفدر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے دو بم نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیئے۔

"کافی ہیں۔ ان دونوں کو میزائل کے اندر رکھ کر انہیں چارج کر دو۔ جلدی کرو"...... عمران نے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"مشینری کی کیا پوزیشن ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"تمام مشینری مکمل طور پر تباہ کر دی گئی ہے"...... تنویر نے جواب دیا۔

"گڈ شو۔ اللہ تعالیٰ کا واقعی فضل ہو گیا ہے ورنہ اگر چند گھنٹے مزید گزر جاتے تو یقیناً یہ میزائل پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کو تباہ کر سکتا تھا"...... عمران نے کہا اور اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جو راہداری میں کھلتا تھا۔

"عمران صاحب اب اس جزیرے سے واپسی کیسے ہو گی"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"باہر فوجی ہیلی کاپٹرز موجود ہیں۔ وہ اڑا کر نکل چلیں گے اور تو کوئی صورت نہیں ہے"...... عمران نے جواب دیا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

فری ساکس کا چیف رالف اپنے آفس میں موجود ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ رالف نے ایک نظر فون کی طرف دیکھا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

"یس رالف بول رہا ہوں"...... رالف نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"مارٹن بول رہا ہوں باس پوائنٹ ون سے"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی تو رالف چونک پڑا۔ کیونکہ پوائنٹ ون ایکریمین جی ایچ کیو کا کوڈ تھا اور مارٹن وہاں فری ساکس کے لئے مخبری کا کام کرتا تھا تاکہ ایکریمین فوج کے بارے میں ایسی اطلاعات مہیا ہو سکیں جس میں اسرائیل کو کوئی دلچسپی ہو سکتی ہے۔

"کیا کوئی خاص بات ہے مارٹن جو تم نے کال کیا ہے"۔ رالف نے کہا۔

"باس کیا فونکس آئی لینڈ پر دشمن ایجنٹ کسی کارروائی میں مصروف تھے"........ دوسری طرف سے کہا گیا تو رالف بے اختیار اچھل پڑا۔

"دشمن پاکیشیائی ایجنٹ وہاں پہنچے تھے لیکن انہیں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ کیوں، تم کیوں پوچھ رہے ہو"........ رالف نے کہا۔

"فونکس سے ایکریمین ملٹری کے انچارج کرنل سوبرک نے پوائنٹ ون کو رپورٹ دی ہے کہ یہاں غیر ملکی دشمن ایجنٹ وائٹ روز میزائل کے خلاف کام کرنے آئے تھے۔ جنہوں نے وہاں پہلے سے موجود فوجی دستے کو ہلاک کر دیا تھا۔ جس کے بعد انہیں دوسرے جزیرے سے وہاں بھجوایا گیا تھا۔ یہ ایجنٹ واپس جا چکے تھے۔ لیکن اب اچانک چند نامعلوم افراد نے فونکس میں موجود ان کا ایک فوجی ہیلی کاپٹر اغوا کر لیا ہے۔ کرنل سوبرک نے جب اس ہیلی کاپٹر کے بارے میں دوسرے ہیلی کاپٹر کے ذریعے چیکنگ کرائی تو وہ ہیلی کاپٹر فونکس کے شمال مغرب میں واقع ایک جزیرے اڑاسوم پر موجود ہے اور وہاں سے رپورٹ ملی ہے کہ اس ہیلی کاپٹر سے چار مرد اور دو عورتیں باہر آئیں اور انہوں نے وہاں سے ایک بڑی لانچ اڑائی اور نکل گئے۔ جس پر پوائنٹ ون کے حکام نے کرنل سوبرک کو مکمل اور تفصیلی تحقیقات کا حکم دیا ہے۔ میں نے اس لئے آپ کو کال کیا ہے کیونکہ اس میں وائٹ روز میزائل ایریئے اور غیر ملکی دشمن ایجنٹوں کا ذکر آیا ہے"........ دوسری طرف سے مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ رپورٹ کب موصول ہوئی ہے"........ رالف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ابھی آدھا گھنٹہ پہلے"........ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے میں چیک کراتا ہوں"........ رالف نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ کریڈل سے ہاتھ ہٹا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی لیکن کسی نے کال اٹنڈ نہ کی تو اس کا چہرہ بگڑتا چلا گیا۔ اس نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ پہلے اس نے کرنل مارکس کو کال کی تھی لیکن وہاں سے کال اٹنڈ نہ کی گئی تو اس نے اس بار براہ راست ڈاکٹر ریمنڈ کو کال کی تھی۔ لیکن وہاں سے بھی جب کافی دیر گھنٹی بجنے کے باوجود کال اٹنڈ نہ کی گئی تو اس نے بے اختیار رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا ہو رہا ہے یہ۔ پاکیشیائی ایجنٹ تو ہلاک ہو چکے تھے۔ پھر کیا ہوا ہو گا"........ رالف نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ بیٹھا ہونٹ کاٹتا ہوا اس بارے میں سوچ رہا تھا کہ نجانے کتنی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور رالف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس رالف بول رہا ہوں"........ رالف نے کہا۔

"مارٹن بول رہا ہوں"........ دوسری طرف سے مارٹن کی انتہائی متوحش سی آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا مارٹن"...... رالف نے کہا۔ وہ مارٹن کی آواز اور لہجے کو محسوس کرتے ہی انتہائی پریشان ہو گیا تھا۔

"باس فونکس جزیرہ مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے۔ پورا جزیرہ ہی صفحہ ہستی سے غائب ہو گیا ہے۔ ایکریمیا کے میزائل سسٹم اور اسرائیل کے وائٹ روز میزائل سمیت۔ باس......" مارٹن نے چیختے ہوئے کہا تو رالف کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے کانوں میں کسی نے پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو۔

"کیا، کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو"...... رالف نے اس بار لاشعوری طور پر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں باس۔ ابھی چند لمحے پہلے فونکس کے قریبی جزیرے رولڈ جہاں ایکریمیا کا سنٹر ہے سے پوائنٹ ون کو رپورٹ دی گئی ہے کہ اچانک انتہائی خوفناک گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی سمندر میں اس جگہ جہاں فونکس جزیرہ تھا۔ آگ اور شعلے اس طرح دیکھے گئے ہیں جیسے آتش فشاں پھٹ پڑتا ہے اور ہر طرف دھواں اور گرد سی پھیل گئی ہے۔ یہ سب کچھ انتہائی خوفناک دھماکوں کے ساتھ ہوا۔ جب دھواں اور گرد چھٹی تو ہیلی کاپٹرز سے چیک کیا گیا۔ پورا جزیرہ ہی سمندر میں غائب ہو گیا ہے اور سمندر میں ہر طرف مشینوں کے پرزے اور انسانی لاشیں تیرتی ہوئی نظر آ رہی ہیں۔ وہاں کچھ بھی نہیں بچا۔ پھر اعلیٰ حکام نے بڑی بڑی لانچوں اور غوطہ خوروں کو وہاں بھیجا تو رپورٹ ملی کہ جزیرہ کافی گہرائی تک غائب ہو گیا ہے۔ وہاں

موجود ہر چیز مکمل طور پر تباہ ہو گئی ہے۔ انتہائی خوفناک تباہی ہوئی ہے۔ پوائنٹ ون سے اب وہاں اعلیٰ حکام کی ٹیم جا رہی ہے"۔ مارٹن نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ، ویری بیڈ۔ رئیلی ویری بیڈ"...... رالف نے انتہائی مایوسانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اس طرح کریڈل پر رکھ دیا جیسے جواری اپنی آخری پونجی بھی جوئے میں ہار دینے کے بعد مکمل طور پر مایوس ہو جاتا ہے۔

"یہ کیا ہو گیا۔ کس طرح ہو گیا۔ ویری بیڈ۔ رئیلی ویری بیڈ۔ اس کرنل مارکس نے تو کہا تھا کہ دشمن ایجنٹ ختم ہو گئے ہیں اور وائٹ روز میزائل لیبارٹری تو ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر تھی۔ نہ ہی اس کے اندر کوئی جا سکتا تھا اور نہ اسے اوپن کیا جا سکتا تھا۔ پھر یہ سب کیسے ہو گیا"...... رالف نے لاشعوری طور پر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر نجانے اس حالت میں کتنی دیر گزر گئی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو رالف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور اٹھا لیا۔

"رالف بول رہا ہوں"...... رالف نے کہا۔

"ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو رالف بے اختیار چونک پڑا۔

"یس"...... رالف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"آپ فوراً پریذیڈنٹ ہاؤس آ جائیں۔ صدر صاحب نے ایمرجنسی میٹنگ کال کی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے میں آرہا ہوں"........ رالف نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ ایک طویل سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار پریذیڈنٹ ہاؤس کی طرف اڑی چلی جارہی تھی۔ پھر جب وہ پریذیڈنٹ ہاؤس کے خصوصی میٹنگ روم میں داخل ہوا تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ وہاں اس کا نمبر ٹو راجر پہلے سے موجود تھا۔ راجر اس کے اندر داخل ہوتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم یہاں"........ رالف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں ہیڈ کوارٹر میں موجود تھا کہ ملٹری سیکرٹری کی کال آئی اور مجھے فوری طور پر یہاں پہنچنے کا حکم دیا گیا۔ اس لئے میں یہاں آگیا ہوں"........ راجر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے بیٹھو"........ رالف نے کہا اور پھر اس کے کرسی پر بیٹھنے کے بعد راجر بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد عقبی دروازہ کھلا۔ پہلے مشین گنوں سے مسلح دو افراد اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے صدر صاحب تھے۔ صدر کے اندر داخل ہوتے ہی رالف اور راجر دونوں اٹھ کر کھڑے ہوگئے اور انہوں نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں صدر کو سلام کیا۔

"تشریف رکھیں"........ صدر نے سرد لہجے میں کہا اور خود اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔ سامنے ایک بڑی سی میز تھی جس پر سرخ رنگ کا فون موجود تھا۔ مسلح گارڈز ان کی کرسی کی سائیڈوں میں ایک

قدم پیچھے ہٹ کر کھڑے ہوگئے۔

"آپ فری ساکس کے چیف ہیں مسٹر رالف"........ صدر نے سرد لہجے میں رالف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس سر"........ رالف نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بیٹھ کر بات کریں"........ صدر نے کہا تو رالف دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مسٹر رالف آپ کی ایجنسی اسرائیل کے انتہائی اہم ترین دفاعی پراجیکٹس کی سیکورٹی پر مامور ہے۔ فونکس آئی لینڈ میں اسرائیل کا سب سے اہم پراجیکٹ وائٹ روز میزائل تھا۔ وہاں کی سیکورٹی بھی فری ساکس کی ذمہ داری تھی۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں"۔ صدر نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"یس سر"........ رالف نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے وہاں کی سیکورٹی کا کیا انتظام کیا تھا"........ صدر نے کہا۔

"یہ وائٹ روز میزائل لیبارٹری انجنیئروں نے زیرزمین اس انداز میں بنائی تھی کہ وہاں کسی صورت کوئی دشمن ایجنٹ داخل ہی نہ ہو سکے۔ لیبارٹری کے چاروں طرف ریڈ بلاکس کی دیواریں تھیں"۔ رالف نے لیبارٹری کے بارے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ کو اطلاع مل چکی ہے کہ وہاں کیا ہوا ہے"........ صدر نے

ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"سر پہلے اطلاع ملی کہ فونکس آئی لینڈ میں ایکریمین میزائل اڈے پر موجود ایک ہیلی کاپٹر چند افراد اڑا کر لے گئے ہیں اور پھر یہ ہیلی کاپٹر قریبی جزیرے پر خالی مل گیا۔ یہ لوگ وہاں سے لانچ لے کر نکل گئے اور اس کے بعد اطلاع ملی کہ اچانک انتہائی خوفناک دھماکوں سے پورا جزیرہ ہی غائب ہو گیا ہے"........ رالف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہارے سیکورٹی آفیسر کرنل مارکس نے غلط بیانی کی تھی کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ جبکہ وہ وہاں موجود تھے اور انہوں نے لیبارٹری تباہ کر دی"........ صدر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر، اب تو ایسا ہی لگتا ہے کہ کرنل مارکس کی طرف سے دی گئی اطلاع غلط تھی۔ لیکن کرنل مارکس انتہائی منجھا ہوا ایجنٹ ہے اور فری ساکس میں اس کا ریکارڈ انتہائی شاندار ہے اور اسی وجہ سے اسے اس اہم ترین پراجیکٹ کا چیف سیکورٹی آفیسر بنایا گیا تھا"........ رالف نے جواب دیا۔

"یہ آپ کی ذمہ داری تھی کہ آپ سیکورٹی کے فول پروف انتظامات کرتے۔ اس لئے اب آپ کا کورٹ مارشل ہو گا۔ آپ کو تصور بھی نہیں ہو گا کہ آپ کی اور آپ کے ایجنٹوں کی اس کوتاہی سے اسرائیل اور ایکریمیا کا کتنا نقصان ہوا ہے"........ صدر نے انتہائی

خشک لہجے میں کہا۔

"میں ہر طرح کی سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں سر"........ رالف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر میں کچھ عرض کر سکتا ہوں"........ راجر نے کہا۔

"ہاں، کیوں نہیں"........ صدر نے کہا۔

"جناب ہمیں بتایا گیا تھا کہ لیبارٹری انتہائی سیف ہے۔ اس میں کوئی اجنبی آدمی کسی صورت داخل نہیں ہو سکتا۔ وہاں سپر کمپیوٹر کے ذریعے ایسا ریز سسٹم نصب کیا گیا ہے کہ داخل ہونے والا ایک لمحے میں جل کر راکھ ہو جائے۔ یہ سسٹم سیکورٹی سے علیحدہ تھا۔ اگر کسی طرح سیکورٹی فیل بھی ہو گی تو پھر بھی یہ لوگ کسی صورت لیبارٹری میں داخل نہ ہو سکے تھے۔ اس کے باوجود وہ لوگ لیبارٹری میں داخل ہوئے اور پھر لیبارٹری تباہ کر دی گئی"........ راجر نے کہا۔

"ہاں میرے پاس جو رپورٹیں ہیں۔ ان کے مطابق تمہاری بات درست ہے لیکن اصل بات سیکورٹی کی ہے"........ صدر نے سخت لہجے میں کہا۔

"جناب یہ لوگ پہلے ہم سے کبھی نہیں ٹکرائے تھے۔ اب اگر آپ اجازت دیں تو ہم خود پاکیشیا جا کر ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں"........ راجر نے کہا۔

"صرف خاتمہ۔ میں چاہتا ہوں کہ پاکیشیا کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے اور آپ صرف چند افراد کے خاتمے کی بات کر رہے

ہیں"...... صدر نے یکلخت نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ حکم دیں جناب یہ کام بھی ہو سکتا ہے"...... راجر نے کہا تو صدر بے اختیار چونک پڑے۔

"وہ کیسے۔آپ کے ذہن میں کوئی پلان ہے"...... صدر نے کہا۔

"یس سر اور میں نے اس پر کئی بار غور بھی کیا ہے۔پاکیشیا کی تمام معیشت کا انحصار ڈیموں پر ہے۔ان ڈیموں سے وہ نہ صرف زرعی اراضی کو پانی مہیا کرتے ہیں بلکہ اس سے بجلی بھی پیدا کرتے ہیں اور پاکیشیا کا سب سے بڑا ڈیم جسے ان کی معیشت میں مرکزی حیثیت حاصل ہے اس کا نام سراجیہ ڈیم ہے اگر صرف اس ڈیم کو ہی تباہ کر دیا جائے تو پاکیشیا کو تباہ و برباد کیا جا سکتا ہے"...... راجر نے جواب دیا۔

"گڈ، ویری گڈ آپ کی یہ تجویز بہترین ہے۔میں نے بھی اس پوائنٹ پر ماہرین کی رپورٹیں طلب کی تھیں اور ان کے مطالعے کے بعد میں بھی اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اگر سراجیہ ڈیم کو تباہ کر دیا جائے تو پاکیشیا کو تباہ و برباد کیا جا سکتا ہے۔اس کا مطلب ہے کہ آپ کام کے آدمی ہیں۔اس لئے میں آپ کو آج سے فری ساکس کا چیف بناتا ہوں۔مسٹر رالف کا کورٹ مارشل ہو گا۔جبکہ آپ ان کی جگہ لیں گے اور آپ اپنی اس تجویز کو قابل عمل بنانے کے لئے تفصیلی رپورٹ دیں گے۔اس کے بعد فیصلہ کیا جائے گا"...... صدر نے کہا اور اٹھنے ہی لگے تھے کہ سامنے پڑے ہوئے سرخ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور صدر

نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... صدر نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"سر پاکیشیا سے علی عمران کی کال ہے۔اس کا کہنا ہے کہ اس کی اگر صدر صاحب سے فوری بات نہ کرائی گئی تو اسرائیل کو ناقابل تلافی نقصان ہو سکتا ہے"...... دوسری طرف سے ان کی پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کرائیں بات"...... صدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے خود ہی لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔آپ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں۔اس لئے مزید تعارف کی ضرورت نہیں ہے۔میں نے فون اس لئے کیا ہے کہ آپ نے اگر وائٹ روز میزائل کی تباہی کے بعد کوئی انتقامی کارروائی پاکیشیا کے خلاف کرنے کی کوشش کی۔جس کے لئے آپ اس وقت فری ساکس کے چیف رالف اور ہیڈ کوارٹر انچارج راجر کے ساتھ خصوصی میٹنگ کر رہے ہیں تو پھر پورے اسرائیل کو مکمل طور پر تباہ کر دیا جائے گا۔آپ نے وائٹ روز میزائل لیبارٹری کا حشر دیکھ لیا ہے۔حالانکہ مجھے بھی اعتراف ہے کہ اس بار آپ کے ماہرین نے اسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا تھا۔اس کے باوجود اسے تباہ کر دیا گیا۔کیونکہ یہ پراجیکٹ پاکیشیا کے خلاف تھا۔اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اگر پاکیشیا کے خلاف آپ نے ٹیڑھی آنکھ سے بھی دیکھا تو یہ آنکھ نکال لی جائے گی۔

بس مجھے یہی کہنا تھا"....... دوسری طرف سے انتہائی جارحانہ انداز میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور صدر نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ شخص یقیناً مافوق الفطرت ہے۔ ابھی ہماری میٹنگ جاری ہے کہ اسے پاکیشیا بیٹھے بیٹھے اطلاع مل گئی۔ ویری بیڈ۔ بہرحال جب اس شخص نے خود ہی اعتراف کیا ہے کہ وائٹ روز میزائل ایریا اس کے لئے انتہائی مشکل ثابت ہوا تو اس صورت میں اب کسی کو قصوروار نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ اس لئے میں رالف کے خلاف کورٹ مارشل کا حکم واپس لیتا ہوں اور صرف اتنی سزا پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ اب وہ فری ساکس کے چیف نہیں رہیں گے اور میں اپنا یہ فیصلہ بھی واپس لیتا ہوں کہ پاکیشیا کے خلاف کوئی کارروائی کی جائے اور اب پاکیشیا کے خلاف کوئی جوابی کارروائی نہیں کی جائے گی اور آئندہ مسٹر راجر فری ساکس کے چیف ہوں گے"....... صدر نے سرد اور انتہائی سپاٹ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت بحر ہند کے ایک معروف جزیرے سوگان کے ایک ہوٹل میں موجود تھا۔ وائٹ روز میزائل ایریئے سے باہر نکل کر انہوں نے ایک فوجی ہیلی کاپٹر اغوا کیا اور پھر اس سے پہلے کہ اس ہیلی کاپٹر کو چیک کیا جاتا انہوں نے اس ہیلی کاپٹر کو ایک قریبی جزیرے پر چھوڑا اور پھر وہاں سے ایک لانچ حاصل کر کے وہ ایک اور جزیرے پر پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے لانچ چھوڑی اور ایک فیری کے ذریعے سوگان پہنچ گئے۔ سوگان کافی بڑا جزیرہ تھا اور یہاں کی آب و ہوا اس قسم کی تھی کہ یہاں سارا سال سیاحوں کی آمدورفت رہتی تھی۔ اس لئے یہاں کئی ہوٹل بھی موجود تھے اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایسے ہی ایک ہوٹل سوگان انٹرنیشنل میں موجود تھا۔ وہ چونکہ مسلسل سفر کرتے ہوئے تھک گئے تھے۔ اس لئے یہاں پہنچتے ہی عمران نے صفدر اور تنویر کو نئے لباسوں کی خریداری کے لئے بھجوا دیا

تھا اور پھر ان کی واپسی پر سب نے غسل کئے اور نئے لباس پہن کر وہ سب عمران کے کمرے میں اکٹھے ہو گئے تھے۔ عمران نے سب کے لئے ہاٹ کافی منگوا لی تھی اور ہاٹ کافی پی کر انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ تازہ دم ہو گئے ہوں۔ لانچ کے سفر کے دوران عمران نے صفدر سے وائرلیس چارجر لے کر ان بموں کو فائر کر دیا تھا۔ جو وائٹ روز میزائل لیبارٹری کے اندر صفدر نے میزائل میں رکھے تھے۔ اس لئے وہ اب اس بارے میں معلوم کرنے کے لئے بے چین ہو رہے تھے جبکہ عمران کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات واضح تھے۔

"عمران صاحب فونکس جزیرے کے بارے میں کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ کیا وہ تباہ ہوا ہے یا نہیں"...... صفدر نے کہا۔

"تمہارا دل کیا کہتا ہے۔ لیکن سوری یہ بات تو مجھے تمہاری بجائے صالحہ سے پوچھنی چاہئے تھی"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ جبکہ صفدر کے چہرے پر ہلکی سی شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"میرے پاس تو صفدر صاحب کا دل نہیں ہے"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"موجود دور کی خواتین زیادہ عقلمند اور ہوشیار ہو گئی ہیں۔ وہ اس قدر قیمتی چیز کو اپنے پاس رکھنے کی بجائے بنک کے لاکر میں رکھ دیتی ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"کیا بکواس شروع کر دی تم نے۔ فونکس جزیرے کے بارے میں

معلوم کراؤ"...... جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہاں عمران صاحب، ہم سب واقعی بے حد بے چینی محسوس کر رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ملکی خبروں میں اس بارے میں بتایا جائے۔ اس لئے کیوں نہ ٹی وی آن کر دیا جائے"...... کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"خبروں میں اس بارے میں کچھ نہیں بتایا جائے گا۔ کیونکہ دونوں خفیہ پراجیکٹ تھے۔ البتہ ایک ذریعہ ہے وہاں سے معلوم ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے رکھے ہوئے فون کے نیچے موجود سفید رنگ کا بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر رسیور اٹھا کر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے ایکریمیا کا رابطہ نمبر بتا دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ماسٹر کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ ماسٹر سے بات کراؤ"۔ عمران نے کہا۔

"ماسٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی

دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں پاکیشیا سے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ آپ، فرمایئے۔ کیسے یاد کیا ہے"...... ماسٹر نے کہا۔

"ایکریمین جی ایچ کیو سے معلوم کرنا ہے کہ بحر ہند میں واقع جزیرہ فونکس جہاں ایکریمیا کا میزائل اڈہ ہے۔ اس کے بارے میں کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے کہا۔

"کس ٹائپ کی رپورٹ"...... ماسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بتایا جا رہا ہے کہ فونکس جزیرے پر خوفناک تباہی ہوئی ہے اس بارے میں"...... عمران نے کہا۔

"آپ ایک گھنٹے بعد دوبارہ کال کریں میں معلوم کراتا ہوں"...... دوسری طرف سے ماسٹر نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا اور پھر ایک گھنٹے تک وہ آپس میں ہی گفتگو کرنے میں مصروف رہے۔ پھر عمران نے ماسٹر سے دوبارہ رابطہ کیا۔

"کیا رپورٹ ہے ماسٹر"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب، فونکس جزیرہ تو سرے سے ہی غائب ہو گیا ہے۔ وہاں اس قدر خوفناک تباہی ہوئی ہے کہ بیان نہیں کی جا سکتی۔ ایکریمین حکام حد درجہ پریشان ہیں اور مجھے جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق وہاں اسرائیل کا بھی کوئی اہم ترین خفیہ پراجیکٹ تھا۔ اصل تباہی اسی پراجیکٹ میں ہوئی ہے۔ لیکن یہ اس قدر خوفناک تھی کہ

پورا جزیرہ ہی تباہ ہو گیا ہے"...... ماسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ اطلاع کنفرم ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ جانتے ہیں کہ ماسٹر کبھی تصدیق کئے بغیر کوئی رپورٹ نہیں دیتا"...... ماسٹر نے کہا۔

"اوکے، تمہارا معاوضہ تمہیں پہنچ جائے گا۔ گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"سن لیا تم نے جزیرہ ہی صفحہ ہستی سے غائب ہو گیا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں اس کا مطلب ہے کہ ہمارا مشن کامیاب رہا"...... جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارا میں سے مجھے نکال دو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیوں، کیا یہ تمہارا مشن نہ تھا"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرا مشن تو سب جانتے ہیں۔ یہ تو بس روٹی کمانے کے حیلے ہیں"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب مجھے یقین ہے کہ اسرائیل اس تباہی کو برداشت نہیں کرے گا۔ وہ لازماً پاکیشیا کے خلاف کسی نہ کسی انداز میں انتقامی کارروائی کرے گا"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا اور عمران اور دوسرے ساتھی اس کی بات سن کر چونک پڑے۔

"کرتا رہے کارروائی۔ کیا ہوگا اس سے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں ہمیں اسے روکنا ہوگا"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر انکوائری سے یہاں سے اسرائیل کا رابطہ نمبر معلوم کیا اور پھر کریڈل دبا کر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"فری ساکس ہیڈ کوارٹر"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"چیف آف پاور ایجنسی رابرٹ جو ہم بول رہا ہوں"...... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"ہیڈ کوارٹر انچارج کون ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"باس راجر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ان سے میری بات کراؤ"...... عمران نے کہا۔

"جناب وہ تھوڑی دیر پہلے پریذیڈنٹ ہاؤس خصوصی میٹنگ کے لئے گئے ہیں۔ انہیں پریذیڈنٹ صاحب نے کال کیا ہے"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"کب تک واپس آجائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"اب کیا کہا جا سکتا ہے جناب۔ وہاں فونکس جزیرے کی تباہی کے

سلسلے میں خصوصی میٹنگ ہے۔ نجانے کتنی دیر لگ جائے"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوکے، میں کل بات کروں گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"چیف آف پاور ایجنسی رابرٹ جو ہم بول رہا ہوں۔ چیف رالف سے بات کرائیں"...... عمران نے آواز اور لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"چیف، پریذیڈنٹ ہاؤس گئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیوں کیا ہوا"...... عمران نے اپنے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"فونکس جزیرے کے سلسلے میں پریذیڈنٹ صاحب نے میٹنگ کال کی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ خدشہ درست ہے اور انتقامی کارروائی کے بارے میں میٹنگ ہو رہی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں، لیکن صدر صاحب کچھ دیر میٹنگ کر لیں اس لئے میں نے رسیور رکھ دیا ہے۔ کچھ دیر بعد وہاں بات کروں گا"۔ عمران نے کہا۔

"آپ کیا کریں گے"...... صالحہ نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"صدر اسرائیل سے بات کروں گا اور کیا کروں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے آپ سے بات کرنے پر رضامند ہوں گے۔ وہ اسرائیل کے صدر ہیں۔ وہ کیسے عام کال پر بات کریں گے"...... صالحہ نے کہا۔

"میں چاہوں تو شیطان سے بات کر لوں۔ صدر کیا چیز ہے۔ کیوں تنویر میں تم سے بات کر سکتا ہوں ناں"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں، لیکن تم پوچھ کیوں رہے ہو"...... تنویر نے بے ساختہ حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا جبکہ تنویر حیرت سے سب کو دیکھنے لگا۔

"یہ تم ہنس کیوں رہے ہو۔ کیا بات ہے۔ عمران مجھ سے کیوں نہیں بات کر سکتا"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ نے عمران صاحب کی بات پر غور نہیں کیا۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں چاہوں تو شیطان سے بھی بات کر سکتا ہوں اور ساتھ ہی آپ سے کہہ دیا کہ کیا میں تم سے بات نہیں کر سکتا اور آپ نے ہاں کہہ دیا"...... صالحہ نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"یہ خود شیطان ہے"...... تنویر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں

کہا۔

"چلو صفدر کو کہتے ہیں کہ وہ لاحول پڑھے پھر دیکھتے ہیں کون غائب ہوتا ہے"...... عمران نے کہا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"عمران صاحب، کیا اسرائیل اس جیسی دوسری لیبارٹری یا میزائل اڈہ قائم نہیں کر سکتا۔ اس جزیرے پر نہ سہی کسی اور جزیرے پر"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اس میں بہرحال وقت لگ جائے گا اور ہمیں یہی وقت چاہئے تھا۔ اس دوران اینٹی میزائل نصب ہو جائے۔ جو پاکیشیا شوگران کے ساتھ مل کر تیار کر رہا ہے اور پھر یہ میزائل بھی پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کے لئے نقصان کا باعث نہ رہے گا"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور عمران کی وضاحت سے سب کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ پھر عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ صدر صاحب سے میری فوراً بات کرائیں۔ ورنہ اسرائیل ناقابل تلافی نقصان سے دوچار ہو جائے گا"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"صدر صاحب تو میٹنگ میں ہیں۔ آپ تین چار گھنٹوں بعد کال کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا تم چاہتی ہو کہ آدھا اسرائیل دھماکوں سے اڑ جائے۔ فوراً

بات کراؤ"........ عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سر، یس سر ہولڈ کریں میں کوشش کرتی ہوں"۔ دوسری طرف سے بولنے والی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر تقریباً تین منٹ تک لائن پر خاموشی طاری رہی۔ اس کے بعد دوبارہ وہی آواز سنائی دی۔

"ہیلو، کیا آپ لائن پر ہیں"........ لڑکی نے کہا۔

"یس"........ عمران نے اسی طرح غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"صدر صاحب سے بات کریں"........ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ آپ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس لئے مزید تعارف کی ضرورت نہیں ہے"........ عمران نے سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے صدر کو بتایا کہ اسے معلوم ہے کہ وہ فری ساکس کے چیف رالف اور ہیڈ کوارٹر انچارج راجر کے ساتھ میٹنگ کر رہے ہیں اور اگر انہوں نے پاکیشیا کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا تو اسرائیل کا انجام عبرت ناک ہوگا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ عمران کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ اس کے ساتھیوں کے جسموں میں بے اختیار سردی کی لہریں سی دوڑتی چلی گئی تھیں۔

"کیا صدر آپ کی اس دھمکی سے باز آجائے گا"........ صالحہ نے کہا۔

"ویسے تو شاید نہ آتا لیکن چونکہ میں نے اسے راجر اور رالف کی

وہاں موجودگی کا حوالہ دیا ہے۔ اس لئے وہ یقیناً اب خوفزدہ ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ بات اس کے تصور میں بھی نہیں آسکتی کہ میں پاکیشیا میں بیٹھ کر یہ معلوم کر سکتا ہوں کہ اس وقت میٹنگ میں کون کون موجود ہے اور اگر میں ایسا کر سکتا ہوں تو یقیناً میں اپنی دھمکی پر عمل بھی کر سکتا ہوں"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب تو سب کو یقین آجانا چاہئے کہ اصل شیطان تم ہو"۔ تنویر نے کہا تو عمران سمیت سب چونک پڑے اور پھر وہ سب ہی بے اختیار ہنس پڑے۔

"تمہارا مطلب ہے کہ یہ معلومات صرف شیطان ہی حاصل کر سکتا ہے"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں تم نے پہلے راجر اور رالف کے آفس فون کر کے معلومات حاصل کیں اور پھر ان معلومات کو جس طرح پراسرار بنا کر اسرائیل کے صدر کو بتایا۔ یہ کام شیطانی ذہن رکھنے والا ہی کر سکتا ہے"۔ تنویر نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا اور وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"عمران صاحب کیا یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ صدر نے کیا کیا اور کیا نہیں"........ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"مطلب ہے کہ تم کنفرم ہونا چاہتے ہو"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں، کیونکہ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے"........ کیپٹن شکیل نے

جواب دیا۔

"یہ کیسے کنفرم کیا جاسکتا ہے"...... صالحہ نے ایک بار پھر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران سب کچھ کر سکتا ہے اس لئے بار بار حیران ہونے کی ضرورت نہیں"...... جولیا نے کہا تو سب مسکرا دیئے۔

"کہاں سب کچھ کر سکتا ہے۔ آج تک صفدر کو خطبہ نکاح تو یاد کروا نہیں سکا اور نہ تنویر کو رقابت کے میدان سے بھگا سکا ہوں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں بھاگنے والوں میں سے نہیں ہوں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چلو جاگنگ کرتے ہوئے چلے جاؤ"...... عمران نے جواب دیا تو کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"عمران صاحب ایکریمیا کا میزائل اسٹیشن مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جزیرہ بھی غائب ہو گیا ہے اور اس کے بے شمار کمانڈوز، ماہرین اور فوجی بھی ساتھ ہی ہلاک ہو گئے ہیں اور ایکریمیا کو بہرحال یہ اطلاع مل گئی ہو گی کہ یہ کام پاکیشیائی ایجنٹوں نے سرانجام دیا ہے۔ اس لئے ایسا نہ ہو کہ وہ کوئی انتقامی کارروائی کر گزریں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ آج تم پر انتقامی کارروائی کا کیا دورہ پڑ گیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن شکیل درست کہہ رہا ہے۔ یہ اینگل تو ہمارے ذہنوں میں ہی نہیں آیا۔ واقعی ایکریمیا اپنے اتنے بڑے نقصان کو اتنی آسانی سے ہضم نہ کر سکے گا"...... صفدر نے کیپٹن شکیل کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"تو عمران صاحب کیا کر سکتے ہیں۔ کیا اب وہ ایکریمیا کے صدر کو بھی دھمکیاں دیں گے"...... صالحہ نے پہلے کی طرح حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے، ارے تم ایکریمیا جیسی سپر پاور کے صدر کی بات کر رہی ہو۔ میں پاکیشیا کے سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان کو دھمکی نہیں دے سکتا۔ البتہ تمہارے چیف کی بات دوسری ہے۔ وہ بے چارہ ویسے ہی میرے خوف سے نقاب کے پیچھے چھپا رہتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"چیف کے خلاف کوئی بات کی تو تم زبان چلانے کے لائق بھی نہ رہو گے سمجھے"...... جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"مبارک ہو۔ مگر اب یہاں مولوی صاحب کو کہاں تلاش کریں"...... عمران نے اس طرح خوش ہوتے ہوئے کہا۔ جیسے جولیا نے اسے کوئی بہت بڑی خوشخبری سنا دی ہو۔

"کیا بکواس کر رہے ہو۔ کیا مطلب"...... جولیا نے جو پہلے صالحہ کو حیران ہونے سے منع کر رہی تھی خود حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تم نے خود ہی تو کہا ہے کہ میں بولنے کے قابل بھی نہیں رہ

جاؤں گا اور ایسا اس وقت کے بعد ہوتا ہے۔ جب مولوی صاحب اور دو گواہ اپنا کام کر جائیں"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" تم واقعی شیطان ہو۔ تنویر درست کہتا ہے"...... جولیا نے قدرے شرماتے ہوئے کہا اور تنویر کے چہرے پر صرف اسی بات سے ہی رونق سی آگئی کہ جولیا نے اس کی تائید میں بات کی ہے۔

" عمران صاحب یہ انتہائی اہم بات ہے۔ آپ کو اس بارے میں ضرور کچھ سوچنا چاہئے"...... کیپٹن شکیل نے پہلے کی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" میں نے تو تمہارے خوف کی وجہ سے سوچنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ ورنہ پہلے میں نجانے کیا کیا سوچتا رہتا تھا۔ خاص طور پر جولیا کے بارے میں"...... عمران نے کہا تو ایک بار پھر سب ہنس پڑے اور عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر یکلخت سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ لاؤڈر کا بٹن چونکہ پہلے سے ہی پریسڈ تھا۔ اس لئے اس نے اسے دوبارہ پریس نہ کیا تھا۔

" فری ساکس ہیڈ کوارٹر"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

" فری ساکس کے چیف راجر سے بات کراؤ"...... عمران نے کہا۔

"آپ کون ہیں اور کہاں سے بات کر رہے ہیں"...... لڑکی نے

چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنی اصل آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" پاکیشیا سے ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا گیا۔

" راجر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" فری ساکس کے چیف بننے کی مبارک ہو راجر۔ تم مجھے اچھی طرح پہچانتے ہو۔ کیونکہ تم اسرائیل کی کئی فیلڈ ایجنسیوں میں کام کر چکے ہو"...... عمران نے کہا۔

" ہاں، تمہاری بات درست ہے لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ مجھے فری ساکس کا چیف بنایا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" تم صدر صاحب کے ساتھ میٹنگ میں شامل تھے اور تمہارا چیف رالف بھی اور نمبر ون اور نمبر ٹو کو صرف اسی وقت اکٹھا کیا جاتا ہے جب نمبر ٹو کو نمبر ون بنایا جانا مقصود ہو۔ کیا ہوا رالف کے ساتھ کورٹ مارشل یا صرف عہدے سے علیحدگی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تمہاری ذہانت کا واقعی جواب نہیں۔ چیف رالف کا پہلے کورٹ مارشل کا حکم دیا گیا تھا لیکن پھر میٹنگ کے دوران تمہاری کال آگئی

اور تم نے جس انداز میں صدر صاحب کو دھمکی دی۔ اس کے بعد صدر صاحب نے چیف رالف کے کورٹ مارشل کا حکم واپس لے لیا لیکن انہیں فری ساکس کے چیف کے عہدے سے ہٹا دیا گیا۔ ویسے تم نے اسرائیل کو جو نقصان پہنچایا ہے وہ ناقابل تلافی ہے۔ کاش صدر صاحب اپنا حکم واپس نہ لیتے تو تمہیں بھی معلوم ہو جاتا کہ راجر کیا کر سکتا ہے"...... راجر نے کہا۔

"تم نے چیف بننے کے چکر میں انہیں انتقامی کارروائی کرنے کا اشارہ کیا ہوگا۔ مجھے تمہاری فطرت کے بارے میں معلوم ہے۔ لیکن یہ سن لو راجر کہ اگر میں اور میرے ساتھی وائٹ روز میزائل ایریا جسے ناقابل تسخیر بنایا گیا تھا اس طرح تباہ کر سکتے ہیں تو تمہاری گردن تک تو ہمارے ہاتھ آسانی سے پہنچ سکتے ہیں"...... عمران کا لہجہ بدل گیا تھا۔

"اوہ نہیں اب ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ صدر صاحب نے اپنا حکم واپس لے لیا ہے"...... راجر نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بہرحال ایسا ہونا بھی نہیں چاہئے ورنہ......" عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر ٹون آنے پر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے ایکریمیا اور اس کے دارالحکومت ولنگٹن کا رابطہ نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے دونوں نمبر بتا دیئے گئے تو عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے تیزی

سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو چیف سیکرٹری"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکریمین تھا۔

"پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ چیف سیکرٹری سر ہمفرے صاحب سے بات کراؤ"۔ عمران نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"آپ کی ملاقات طے ہے"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"آپ میرا نام ان تک پہنچا دیں۔ پھر ان سے ہی پوچھیں کہ کیا طے ہے اور کیا نہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو کیا آپ لائن پر ہیں"...... چند لمحوں بعد وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے کہا۔

"چیف سیکرٹری صاحب سے بات کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ہمفرے بول رہا ہوں۔ کیوں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے انتہائی سنجیدہ اور باوقار لہجے میں کہا گیا۔

"میں نے سوچا معلوم کر لوں کہ سر ہمفرے نے اپنے وصیت نامے سے میرا نام کاٹ تو نہیں دیا۔ حالانکہ جتنا حصہ آپ کے وصیت نامے سے مجھے ملے گا۔ اس سے زیادہ خرچہ اس کال پر آ جائے گا۔ لیکن بہرحال سر ہمفرے کے وصیت نامے میں نام ہونا بھی تو بہت بڑا اعزاز ہے"...... عمران نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا تو صالحہ کے چہرے پر حیرت جبکہ باقی ساتھیوں کے چہروں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"تم ناٹی بوائے فضول باتیں کرنے سے باز نہیں آتے۔ جلدی بولو کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے۔ میں نے ایک خصوصی میٹنگ اٹنڈ کرنی ہے"...... سر ہمفرے نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"بحر ہند کے فونکس جزیرے کے سلسلے میں تو میٹنگ نہیں ہے۔ جہاں آپ کی حکومت نے خفیہ طور پر اسرائیل کی وائٹ روز میزائل لیبارٹری اور لانچنگ ایریا قائم کرایا تھا۔ تاکہ اس کی مدد سے پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کو تباہ کر کے پاکیشیا کو اور اس کے سولہ کروڑ عوام کو کافرستان کی غلامی میں دے دیا جائے"...... عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا تھا۔

"تو یہ تم تھے جس نے فونکس جزیرہ تباہ کیا ہے اور وہاں ایکریمیا کا انتہائی اہم میزائل اسٹیشن تباہ ہو گیا ہے اور بے شمار کمانڈوز اور ماہرین ہلاک ہو گئے"...... سر ہمفرے نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"جو بات میں نے پوچھی ہے۔ اس کا جواب آپ نے نہیں دیا"...... عمران نے کہا۔

"یہ حکومتی معاملات ہیں"...... سر ہمفرے نے گول مول سا جواب دیا۔

"تو پھر اپنی حکومت کو اچھی طرح سمجھا دیں کہ فونکس جزیرے سے بھی بڑی کارروائی ایکریمیا میں بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے آئندہ اگر حکومت ایکریمیا نے اس انداز میں اسرائیل کا ساتھ دیا تو پھر وہ کچھ ہو جائے گا جسے سر ہمفرے کا وصیت نامہ بھی نہ روک سکے گا"۔ عمران نے بڑے واضح انداز میں سر ہمفرے کو دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"سنو تم، میرا وعدہ ہے کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا اور نہ ہی پاکیشیا کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی کی جائے گی۔ یہ سب کچھ مجھ سے بالا بالا ہوا ہے۔ لیکن آئندہ ایسا نہیں ہوگا"...... سر ہمفرے نے اس بار گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے آپ کی بات پر مکمل یقین ہے سر ہمفرے اس لئے گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"حیرت ہے سپر پاور کے اتنے بڑے حاکم ہو کر وہ آپ سے اس قدر خوفزدہ ہو جاتے ہیں"...... صالحہ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھ سے نہیں بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہوتے ہیں۔ انہیں نجانے ہم میں کیسے کیسے جن بھوت اور بھوتنیاں نظر آتی ہیں"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سر سلطان کی کال آئی تھی۔ وہ اپ کے بارے میں پوچھ رہے تھے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ، انہیں کہیں سے فنڈ مل گیا ہوگا اور انہیں یاد آگیا ہوگا کہ ایک مفلس وقلاش آدمی انتظار بہار میں خالی پیٹ اور خالی جیب بیٹھا ہوا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ بلیک زیرو مسکرا کر خاموش ہو گیا تھا۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری

طرف سے سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ لیکن اتنی ڈگریوں کے باوجود مجھے آج تک یہ سمجھ نہیں آئی کہ پی اے کا مطلب کیا ہوتا ہے۔ کیا تم بتا سکتے ہو"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب، پی اے کا مطلب ہوتا ہے پرسنل اسسٹنٹ"۔ دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا۔

"مطلب ہے مالشی"...... عمران نے کہا۔

"ج، جی۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں"...... اس بار پی اے کا لہجہ قدرے ناگوار سا تھا۔ یقیناً اسے عمران کی بات بری لگی تھی۔

"پرسنل اسسٹنٹ کا پاکیشیائی زبان میں تو یہی ترجمہ ہو سکتا ہے مطلب ہے جو کسی دوسرے کے سر یعنی جسم کی مالش کر کے اس کی تھکاوٹ دور کرتا ہو۔ اب صرف فون ملا دینے سے تو تم سر سلطان کے پرسنل اسسٹنٹ نہیں بن سکتے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مم، میں آپ کی بات کرا دیتا ہوں"...... دوسری طرف سے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا تو عمران تو صرف مسکرا دیا جبکہ بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"سلطان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"اگر آپ بولنے پر بضد ہیں جناب تو پھر سلطانی جمہور نام رکھ لیں ورنہ سلطان تو فرمایا کرتے ہیں۔ شاہی حکم جاری کیا کرتے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم کہاں سے بات کر رہے ہو"...... سر سلطان نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"فون کے رسیور کے مائیک سے"...... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔

"تم نے فونکس جزیرے پر کوئی مشن مکمل کیا ہے"۔ سر سلطان کا لہجہ اور زیادہ سنجیدہ ہو گیا۔

"ہاں کیوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس جزیرے پر تمہارا مشن کس کے خلاف تھا۔ کیا ایکریمیا کے خلاف تھا"...... سر سلطان نے کہا۔

"نہیں اسرائیل کے خلاف۔ آپ نے خود ہی تو بتایا تھا کہ باچان حکومت نے اطلاع دی ہے۔ وہاں ایسا میزائل نصب کیا جا رہا ہے جو پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کو تباہ کر سکتا تھا۔ البتہ اس جزیرے پر ایکریمیا کا میزائل اسٹیشن بھی موجود تھا۔ جو تباہی کی زد میں آ گیا تھا"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایکریمیا حکومت نے اپنے اس میزائل اسٹیشن، ماہرین اور سائنسدانوں کی ہلاکت کا انتہائی سختی سے نوٹس لیا ہے۔ حکومت ایکریمیا نے ہمیں کھلے عام دھمکی دی ہے کہ دس ارب ڈالر بطور ہرجانہ

بھی ادا کریں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی جس ٹیم نے یہ کارروائی کی ہے اسے بھی ایکریمیا کے حوالے کیا جائے تاکہ ان کے خلاف ایکریمیا میں مقدمہ چلایا جائے اور انہیں سزا دی جائے۔ کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ ایکریمیا کے اس میزائل اسٹیشن کو بغیر کسی وجہ کے تباہ کیا گیا ہے"...... سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران کا چہرہ یکلخت پتھر کی طرح سخت ہو گیا۔

"پھر آپ نے کیا جواب دیا ہے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تم بتاؤ کہ مجھے کیا جواب دینا چاہئے"...... سر سلطان نے الٹا سوال کرتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ انکار کر دیں تو پھر کیا ہو گا"...... عمران نے پوچھا۔

"ایکریمیا نے دھمکی دی ہے کہ انکار کی صورت میں ایکریمیا اور پاکیشیا کے درمیان ہونے والے تمام دفاعی، سماجی اور تجارتی معاہدے ختم کر دیئے جائیں گے اور پاکیشیا پر تجارتی، سماجی اور دفاعی پابندیاں لگا دی جائیں گی اور بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے"۔ سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اب آپ کیا چاہتے ہیں"...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں تو چاہتا ہوں کہ معاملات درست انداز میں طے ہو جائیں۔ صدر صاحب بھی بے حد پریشان ہیں۔ تم خود اس کا کوئی حل نکال کر

مجھے بتاؤ"...... سر سلطان نے کہا۔

"میرا حکومت سے کیا تعلق۔آپ حکومت کے اعلیٰ عہدے دار ہیں۔جو فیصلہ آپ کریں گے اسی پر عملدرآمد ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"میں نے تو یہ فیصلہ کیا ہے کہ کھل کر انکار کر دوں اور ساتھ ہی یہ دھمکی بھی دے دوں کہ اگر ایکریمیا نے پاکیشیا کے خلاف کوئی اقدام اٹھایا تو پھر ایکریمیا کو وہ کچھ دیکھنا پڑے گا جو شاید اس کے تصور میں بھی نہ ہو۔پاکیشیا کے ساتھ تو جو ہو گا سو ہو گا لیکن ایکریمیا کو بھی آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا"...... سر سلطان نے کہا تو عمران کے پتھرائے ہوئے چہرے پر ایک بار پھر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"یہ ہوئی ناں بات سلطانوں والی۔گڈ شو آپ نے سلطان ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ویسے میں نے ایکریمیا کے چیف سیکرٹری صاحب کو فون کر کے کہہ دیا تھا کہ اگر ایکریمیا نے کوئی انتقامی کارروائی کی یا آئندہ اسرائیل کے ساتھ مل کر کوئی سازش کی تو ایکریمیا کو بھی اسرائیل کی طرح بھگتنا پڑے گا۔لیکن لگتا ہے کہ چیف سیکرٹری صاحب نے میری بات سنجیدگی سے نہیں لی"...... عمران نے کہا۔

"میں نے خود چیف سیکرٹری صاحب سے بات کی ہے۔ان سے میرے خاصے دوستانہ تعلقات ہیں۔انہوں نے بتایا تھا کہ تمہارا فون آیا تھا۔لیکن ان کا کہنا ہے کہ ایکریمیا کے صدر اور ان کی کابینہ نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا ہے اور اپنے میزائل اسٹیشن کی تباہی کا

انتہائی سختی سے نوٹس لیا ہے۔انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس سلسلے میں مزید کام کریں گے۔لیکن ظاہر ہے وہ بہرحال صدر اور اس کی کابینہ کو حکم تو نہیں دے سکتے اور ایکریمین سفیر نے بھی تمہاری کال آنے سے چند منٹ پہلے مجھے فون کر کے کہا ہے کہ ہم فوری طور پر جواب دیں۔ورنہ ہمارے ساتھ وہ کچھ ہو سکتا ہے جس کا ہم سوچ بھی نہیں سکتے"...... سر سلطان نے کہا۔

"ایکریمیا کے صدر جارج والٹن کا فون نمبر آپ کے پاس ہے"...... عمران نے کہا۔

"ان کے آفس کا فون نمبر ہے تو سہی۔لیکن تم بتاؤ کیا کرنا چاہتے ہو"...... سر سلطان کے لہجے میں فکر تھی۔

"میں ان سے براہ راست بات کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں وہ اس طرح بات نہیں کریں گے۔تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو مجھے بتاؤ۔میں صدر صاحب سے کہہ دیتا ہوں۔پھر صدر صاحب ہاٹ لائن پر ان سے بات کریں گے"...... سر سلطان نے کہا۔

"نہیں صدر صاحب وہ کچھ نہیں کہہ سکیں گے جو میں انہیں کہنا چاہتا ہوں۔آپ مجھے فون نمبر دیں"...... عمران نے کہا۔

"عمران بیٹے معاملات کو سنجیدگی سے لو۔تمہارے بات کرنے سے معاملات مزید بگڑ سکتے ہیں"...... سر سلطان نے کہا۔

"میں ہر قسم کی ذمہ داری لیتا ہوں سر سلطان"...... عمران نے

کہا۔

"نہیں عمران میں ایسا نہیں کر سکتا۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نے کس انداز میں بات کرنی ہے۔ اس سے ملکی معاملات انتہائی گھمبیر ہو جائیں گے"...... سر سلطان اپنی بات پر بضد ہو گئے تھے۔

"پھر مجھے چیف سے درخواست کرنی پڑے گی سر سلطان" ۔ عمران نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں اب کیا کر سکتا ہوں۔ میں نمبر بتا دیتا ہوں۔ جو ہو گا سو ہو گا۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں"...... سر سلطان نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی فون نمبر بتا دیا۔

"آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے سر سلطان۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ انتہائی محب الوطن ہیں۔ لیکن آپ سے کم ہی بہر حال کچھ نہ کچھ حب الوطنی میرے اندر بھی ہے اور مجھے اس دھمکی کے نتائج و اثرات کا بھی بخوبی احساس ہے"...... عمران نے سر سلطان کی پریشانی کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے، میں اب مطمئن ہوں۔ بہر حال ہو گا تو وہی جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا"...... سر سلطان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"سر سلطان اگر ایکریمیا کو ابھی نہ روکا گیا تو آئندہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی بھی ملک کے خلاف کام نہ کر سکے گی۔ بہر حال آپ بے فکر رہیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم کرے گا۔ اللہ حافظ"...... عمران نے

کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"بڑی خوفناک دھمکی دی ہے ایکریمیا نے۔ آپ کیا کریں گے اب"...... بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں مجھے پوری طرح احساس ہے کہ سر سلطان اور صدر پاکیشیا کی کیا حالت ہو گی۔ لیکن تم بتاؤ ان حالات میں کیا ہونا چاہئے"۔ عمران نے کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ سر سلطان درست کہہ رہے ہیں۔ آپ سے وہ کسی صورت بھی بات نہیں کریں گے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ بطور ایکسٹو ان سے بات کریں۔ لیکن ایسی صورت میں بھی آپ کیا کہیں گے"...... بلیک زیرو نے بری طرح الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم تو سر سلطان سے بھی زیادہ پریشان ہو گئے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بات ہی ایسی ہو گئی ہے عمران صاحب۔ ہاں میں جواب دینا ٹھیک نہیں ہے اور انکار کی صورت میں واقعی پاکیشیا ہر لحاظ سے تباہ ہو جائے گا"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔ ہاں میں جواب بھجوا دو اور اپنی ٹیم کو ایکریمیا بھجوا دو۔ اور ٹیم کا کیا ہے ٹیم دوسری بھی تو بنائی جا سکتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کا ہی دل گردہ ہے عمران صاحب کہ آپ معاملات کو اس انداز میں لے رہے ہیں۔ میرا ذہن تو ماؤف ہو گیا ہے اور میری پریشانی

میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ہو اور تمہیں چیف کے انداز میں سوچنا چاہئے"...... عمران نے کہا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے ایکریمیا کا رابطہ نمبر بتا دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... اس بار ایکریمین لہجے میں جواب دیا تھا۔

"ایکریمین ریاست لاؤف کا رابطہ نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ بلیک زیرو چونک کر اور حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھنے لگا۔ اس کا خیال تھا کہ عمران صدر ایکریمیا سے بات کرے گا لیکن عمران تو ایکریمیا کی ایک ریاست کا رابطہ نمبر پوچھ رہا تھا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی طاری تھی۔

"انکوائری پلیز"...... اس بار ایک نئی آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکریمین تھا۔

"فائن کلب کا نمبر دیں"...... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"فائن کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ لارڈ بیرنگٹن سے بات کرائیں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو پی اے ٹو لارڈ بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک دوسری نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ لارڈ صاحب سے بات کرائیں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا آپ کی ملاقات طے ہے"...... پی اے نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ میرا نام ان تک پہنچا دیں پھر ملاقات بھی طے ہو جائے گی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہولڈ کریں میں معلوم کرتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد وہی نسوانی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لارڈ صاحب سے بات کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو لارڈ بیرنگٹن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور باوقار سی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں لارڈ صاحب"...... عمران نے اپنے مخصوص شگفتہ لہجے میں کہا۔

"اوہ، اوہ تم۔ بڑے طویل عرصے بعد فون کیا ہے تم نے"۔ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔ لہجہ البتہ خاصا بے تکلفانہ تھا۔

"لیڈی صاحب کا نمبر تو آپ کو معلوم ہو گا وہ بتا دیں"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے، وہ کیوں۔ کیا مطلب، کیوں پوچھ رہے ہو تم"۔ دوسری طرف سے چونک کر اور قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے لیڈی صاحبہ کو بتانا ہے کہ لارڈ صاحب سے بات کرنے کے لئے پہلے علی عمران کو ملاقات طے کرانی پڑتی ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے ارے یہ کیا کہہ رہے ہو۔ اس نے سن لیا تو قیامت برپا کر دے گی۔ تم نے اسے نجانے کیا گھول کر پلا دیا ہے۔ چار سال پہلے بھی تم نے اسے میرے بارے میں نجانے کیا کہہ دیا تھا کہ وہ مجھ سے شدید ناراض ہو گئی تھی۔ آئی ایم سوری علی عمران۔ ویری سوری"۔ لارڈ نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلیں یہ بات میں نہیں بتاتا۔ لیکن یہ تو انہیں بتا دوں کہ اب آپ کی گرفت اپنی پارٹی پر کمزور پڑ گئی ہے۔ اس لئے اب آپ کی پارٹی کے آدمی پاکیشیا پر آنکھیں نکالنے لگ گئے ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... لارڈ نے چونک کر کہا تو عمران نے اسے بحرہند کے فونکس جزیرے پر ہونے والی کارروائی اور دھمکی کے بارے میں بھی تفصیل سے بتا دیا۔

"صدر کے علم میں یہ بات نہیں ہو گی علی عمران کہ وہاں اسرائیل کا میزائل اڈہ بھی بنایا گیا تھا۔ جس سے وہ ایکریمیا کی آڑ میں پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کو تباہ کرنا چاہتے ہوں گے۔ ورنہ صدر ایسی دھمکی نہ دیتے"۔ لارڈ بیرنگٹن نے کہا۔

"چیف سیکرٹری صاحب نے انہیں تفصیل سے آگاہ کر دیا تھا۔ اس کے باوجود انہوں نے دھمکی دی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ اس دھمکی کا نتیجہ کیا نکل سکتا ہے۔ ایکریمیا کے صدر کو یقیناً اس کا ادراک نہیں ہو گا۔ لیکن آپ بہرحال بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں کہ علی عمران پاکیشیا کے مفادات کے تحفظ کے لئے کیا کر سکتا ہے اور ایسی صورت میں وہ نہ آپ کا لحاظ کرے گا اور نہ لیڈی صاحبہ کا"...... عمران نے کہا۔

"تم بے فکر رہو علی عمران۔ میں ابھی صدر سے بات کرتا ہوں۔ یقیناً معذرت کے ساتھ یہ فیصلہ واپس لے لیا جائے گا۔ یہ میرا وعدہ رہا"...... لارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کتنی دیر میں بات ہو جائے گی تاکہ میں خود صدر سے بات کر لوں"....... عمران نے کہا۔

"تم آدھے گھنٹے بعد مجھے فون کر لینا۔ پھر میں بتاؤں گا"....... لارڈ نے کہا۔

"پھر انہیں کہہ دیں کہ وہ مجھ سے خود بات کر لیں۔ میرا ذاتی نمبر آپ کے پاس ہوگا"....... عمران نے کہا۔

"وہ خود بات نہیں کر سکتے تم ایک گھنٹے بعد انہیں کال کر لینا"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے لیڈی صاحبہ کو ان کے پیارے بھتیجے کی طرف سے سلام دے دینا۔ امید ہے آپ نہیں بھولیں گے۔ گڈ بائی"....... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ بلیک زیرو کے چہرے پر یہ ساری گفتگو سن کر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یہ لارڈ بیرنگٹن کون ہے۔ کیا یہ صدر ایکریمیا سے بھی طاقتور ہے"....... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایکریمیا میں جو سیاسی نظام رائج ہے اس میں دو سیاسی پارٹیاں ہوتی ہیں۔ اس وقت جو پارٹی برسراقتدار ہے۔ لارڈ بیرنگٹن اس کے صدر ہیں اور ان کی سفارش پر جارج والٹن کو صدارت ملی ہے۔ لارڈ صاحب چاہیں تو آج ہی جارج والٹن کی جگہ اس پارٹی کا کوئی اور آدمی صدر بن سکتا ہے"....... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن آپ کے لارڈ سے اس قدر گہرے تعلقات کیسے بن گئے ہیں"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"لارڈ بیرنگٹن ایکریمیا کی بلیک سپر ایجنسی کے اعزازی صدر ہیں۔ اس لئے انہیں میرے بارے میں معلوم ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بھی"....... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ایک گھنٹے بعد عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک انتہائی کرخت سی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ صدر صاحب سے بات کراؤ"....... عمران نے اس سے بھی زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ، اوہ آپ ہولڈ کریں جناب"....... دوسری طرف سے یکلخت ایسے لہجے میں کہا گیا جیسے عمران خود ایکریمیا کا صدر ہو۔

"یس"....... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور باوقار سی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں جناب صدر صاحب۔ لارڈ بیرنگٹن نے آپ سے بات کی ہو گی"....... عمران نے کہا۔

"ہاں، ان سے بات ہوئی ہے۔ میں معذرت خواہ ہوں علی عمران صاحب کہ ہمیں علم نہ تھا کہ وہاں اسرائیل کا خفیہ میزائل اسٹیشن

بنایا گیا تھا۔ ہم نے ان تمام حکام کے خلاف سخت نوٹس لیا ہے اور ہم نے حکومت پاکیشیا سے بھی سرکاری طور پر معذرت کر لی ہے۔ ہم پاکیشیا سے انتہائی اچھے اور دوستانہ تعلقات رکھنے کے خواہشمند ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ آئندہ ایسی کوئی غلط فہمی نہیں ہو گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو بلیک زیرو کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ ایکریمیا جیسی سپر پاورز کا صدر جس انداز میں بات کر رہا تھا وہ واقعی حیرت انگیز تھا۔

"آپ واقعی اعلیٰ ظرف کے مالک ہیں جناب صدر۔ آپ نے جس انداز میں مجھ جیسے عام آدمی سے بات کی ہے۔ میں اس کے لئے آپ کا مشکور ہوں۔ گڈ بائی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے رسیور اٹھاتے ہی مخصوص لہجے میں کہا۔

"عمران یہاں ہو گا"...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔ ان کا لہجہ بے حد خوشگوار تھا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) تو حاضر ہے۔ بغیر ڈگریوں کے عمران سے بات کرنے کے لئے آپ کو کئی سال پیچھے جانا پڑے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"تم نے ایکریمیا کے صدر سے بات کی تھی"...... سر سلطان نے

کہا۔

"آپ کی کال آنے سے پہلے بات ہو رہی تھی۔ کیا ہوا معذرت کر لی گئی ہے یا نہیں"...... عمران نے بلیک زیرو کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

"تم نے کیا کہا ہے ان سے۔ انہوں نے خود صدر پاکیشیا کو فون کر کے کھل کر معذرت کی ہے کہ صدر صاحب بھی اس کایا پلٹ پر حیران رہ گئے اور انہوں نے مجھے فون کیا ہے اور ابھی ایکریمین سفیر کا فون بھی آیا ہے۔ وہ بھی انتہائی معذرت کر رہے تھے۔ آخر یہ ہوا کیسے"...... سر سلطان کے لہجے میں بے حد حیرت تھی۔

"کیا ہونا تھا۔ اب آپ بے چارے علی عمران کو گھاس نہ ڈالیں تو اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ دوسرے بھی ایسا نہ کریں گے۔ ویسے میں نے انہیں فون کر کے کہا تھا کہ پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سر سلطان آپ کی دھمکی سے بے حد پریشان ہیں اور علی عمران یہ برداشت ہی نہیں کر سکتا کہ سر سلطان کو معمولی سی پریشانی بھی ہو اور ظاہر ہے پھر انہیں معذرت تو کرنی ہی تھی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے ضرور کوئی خاص چکر چلایا ہو گا۔ مجھے اصل بات بتاؤ"...... سر سلطان نے کہا تو عمران نے انہیں لارڈ بیرنگٹن کو فون کرنے اور پھر صدر ایکریمیا کو فون کرنے کی تفصیل بتا دی۔

"اوہ، تو یہ بات ہے۔ تم نے واقعی صدر ایکریمیا کی دکھتی رگ پر

انگلی رکھی ہے۔ گڈ شو "...... دوسری طرف سے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"آپ نے واقعی انتہائی حیرت انگیز انداز میں اس معاملہ کو ڈیل کیا ہے عمران صاحب۔ ورنہ مجھے تو سوچ سوچ کر ہول آرہے تھے کہ اب کیا ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ دو چیک ملنے کا سکوپ بن گیا ہے۔ گڈ شو "...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد